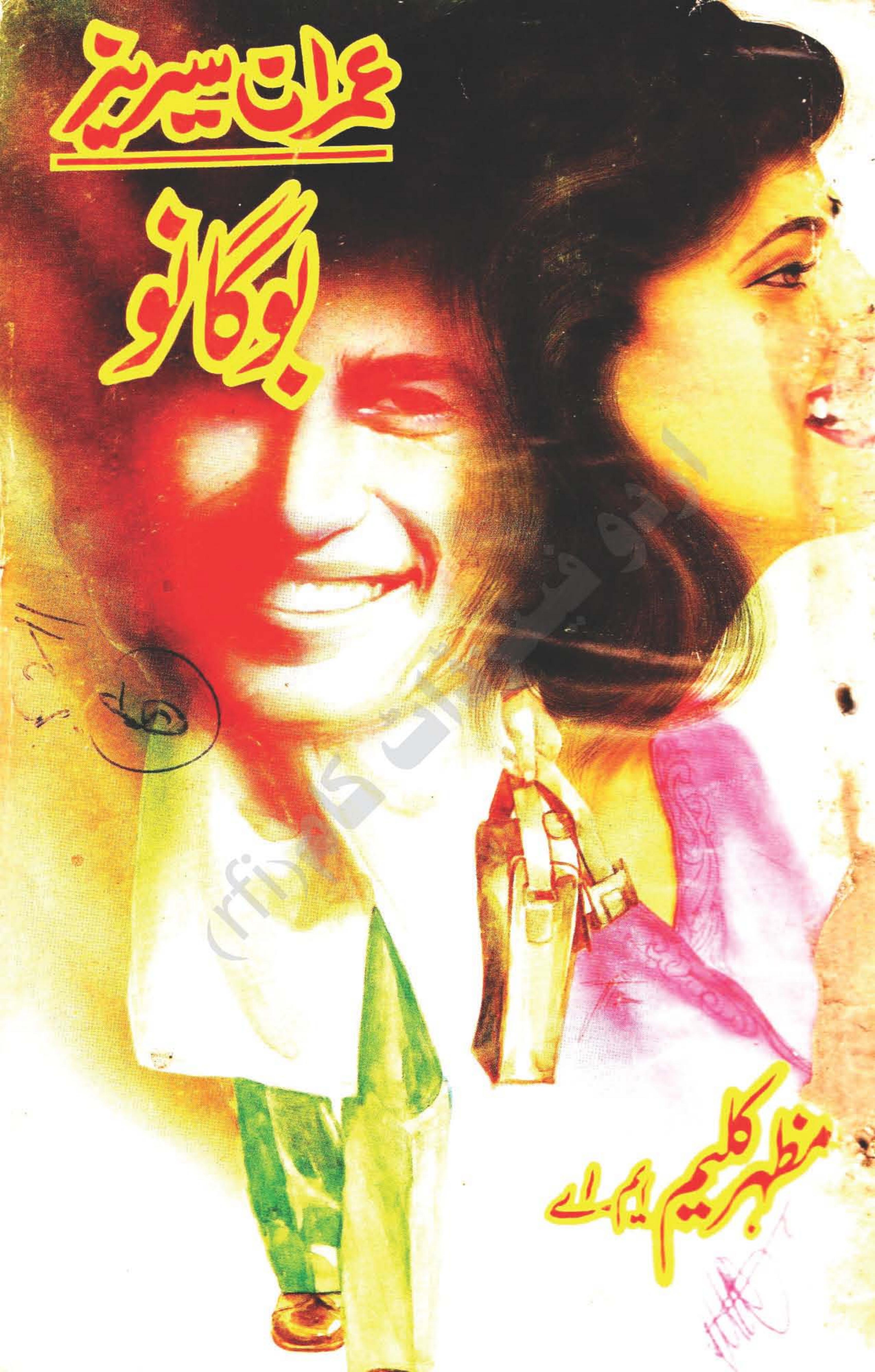


علاء الدين

مکالمہ

منظور ملک حسین یونس



عروج پر ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جو قاریٰ ایسا کرتے ہیں وہ صرف اس لئے ایسا کرتے ہیں تاکہ ان اور اُن کو بار بار پڑھ کر لطف حاصل کر سکیں۔ لیکن اس طرح دوسرے قاریٰ کو جس ذہنی کوفت کا سامنا کرنے پڑتا ہو گا اس کا احساس شاید انہوں نے نہ کیا ہو۔ اس لئے میری ایسے قاریٰ سے گذارش ہے کہ وہ اور اُن پڑھاتے جیسی اخلاق سے گھنی ہوتی حرکت کرنے کی بجائے بکٹال سے کتاب خرید لیا کریں تاکہ ان کا شوق بھی پورا ہو سکے اور دوسرے قاریٰ کو ذہنی کوفت بھی نہ پہنچے۔ مجھے یقین ہے کہ قاریٰ میری اس گذارش کو ضرور قبول کر لیں گے اور آئندہ ایسی شکایت پیدا ہونے کا کوئی موقع نہ دیں گے۔

عمران تیار ہو کر اور بس مبدل کر کے ڈرائیکٹ روم کے ھوٹل پر بیٹھا اخبار پڑھنے کے ساتھ ساتھ ناشتے کا انتظار کر رہا تھا لیکن سیلان غائب تھا۔ "سیلان" — میں نے کہا آئنا سیلان پاشا صاحب، ابھی تک ناشتہ تیار نہیں ہوا۔ — عمران نے کلامی پر بندھی ہوئی گھرائی دیکھتے ہوئے زور سے سیلان کو آواز دی۔

"ناشتہ تو تیار ہو گیا ہے، میں ذرا حریرہ مقوی اعصاب بنائتے میں مصروف ہوں وہ بن جائے تو پھر ناشتہ اکٹھا ہی ہو گا۔" — دور سے سیلان کی آواز سنائی دی۔

"واہ اسے سمجھتے ہیں خدمت کرنا شتے کے ساتھ ساتھ حریرہ مقوی اعصاب جسی تیار کر رہے ہو، دیرمی گد" — تمہیں تو بادھی کی اعلیٰ خدمات پر گولڈ میڈل دینا چاہیے، دیسے ناشتہ پیلے و سے جاؤ تاکہ جب تک تریرہ تیار ہو میں ناشتہ تو کروں یعنی فرست ڈش اور سینکڑہ ڈش۔ — عمران نے خوش ہوتے

گڑھ مہاراجہ جہنگیر سے آفاق ملا نہ صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کے ناولوں کی تعریف کرنے کیلئے تو میرے پاس الفاظ نہیں ہیں البتہ ایک گذارش ہے کہ آپ اپنے ناولوں میں جوانگری الفاظ لکھتے ہیں ان کے ساتھ ان کے پیشگوئی ضرور لکھ دیا کریں تاکہ ان کا صحیح تلفظ کیا جاسکے۔ اس کی ضرورت یوں پیش آئی کہ میرا یک دوست کلیو کو (CLAVE) پڑھ رہا تھا۔

محترم آفاق ملا نہ صاحب اخط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا لیے حد شکریہ۔ جہاں تک ناول میں انگریزی الفاظ کے استعمال کا تعلق ہے تو یہ ایسے الفاظ ہوتے ہیں جو عام بول چال میں استعمال ہوتے رہتے ہیں جہاں تک ان کے تلفظ کا تعلق ہے تو کسی بھی لفظ کا صحیح تلفظ ڈکشنری سے ہی پیک کیا جاسکتا ہے ویسے بھی اگر خود کوشش کر لی جاتے تو پھر اس لفظ کا تلفظ بھولتا نہیں ہے۔

والسلام
منظہر الحکیم ایم، الے

کی آواز سانی دی و اور عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”ناشستے کا ناغہ کیا مطلب ہے؟ ناشستے کا ناغہ کہاں سمجھائی گی؟“ —
عمران نے انتہائی حیرت بھرے بیجے میں کہا۔

”اگر حکومت دو روز گوشت کا ناغہ کر سکتی ہے، مجھ کے روز پڑول کا ناغہ
کر سکتی ہے اور پار بار یوسوی ایشن سموار کے روز جماعت بنانے کا ناغہ کر سکتی
ہے تو کیا الپاکیڈیا لگ کے یوسوی ایشن ایکس روز کا ناشستے کا ناغہ نہیں کر سکتی۔
ہذا یوسوی ایشن کی متفقہ قرارداد کے مطابق اتوار کو ماکول کے ناشستے کا ناغہ ہو گا
اور اُج اتوار ہے۔ اگر یقین نہ کرہا ہو تو دائری اور کیانڈر دیکھ لیجئے۔“ —
سلیمان کی آواز سانی دی۔

”مگر ابھی تم کہہ رہے تھے کہ ناشستے کی تیار ہے اور حیرہ بنا رہا ہوں؟“ —
عمران نے رو دینے والے بیجے میں کہا۔

”ناٹھر ف ماکول کے لئے قرار دیا گیا ہے باورچوں کے لئے نہیں“ وہ
تو میں اپنے ناشستے کی بات کر رہا تھا۔ — سلیمان بھلا اتنی اسالی سے
کہاں پکڑاں دینے والا تھا۔

”یہ کیسے ممکن ہے کہ ماںک جس کے اخراجات ہو رہے ہوں جو باورچی کو
خواہ بھی دے اس کو ناشستہ نہ ملے اور باورچی صاحب خوناشہ کر لیں، یہ
ڈبل سٹینڈرڈ کہاں کا اصول ہے۔ یہ تو سر اسرب اصولی ہے۔“ — عمران
نے پُر زور انداز میں احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

”یہ ڈبل سٹینڈرڈ اور یہ اصولی اُپ کے لئے ہو گی کیونکہ اس معاملے میں
اپ حزب اختلاف ہیں اور حزب اختلاف ہدیثہ ایسا ہی پروپیگنڈہ کرتی رہتی
ہے۔“ — سلیمان نے جواب دیا۔

ہوئے کہا۔

”یہ اُپ کی بات نہیں اپنی بات کر رہا ہوں۔ یہ فرست ڈش اور سیکنڈ
ڈش والا فارمولہ غیر اسلامی ہے۔ اسلام ایک ڈش کا عامل ہے جیسے پہلی
نظر معاف ہوتی ہے۔ اس طرح ایک ڈش کا بھی حساب کتاب نہیں لیا جاتا۔“
سلیمان کی آواز دور سے سانی دی۔ اور عمران کا نہ بن گیا۔

”ارے پھر ایک ہی ڈش، مے جاؤ، ہماری قسمت ہے یہ حیرے کہاں۔
کاش ڈیڈی مجھے پڑھنے کے لئے اسکھوڑا بھیجنے کی بجائے کسی باورچی کا
ہی شاگرد بنا دیتے خواہ مخواہ پڑھ پڑھ کر سچھر بنا تے رہے۔“ — عمران
نے انہوں کو ارے لیجے میں کہا۔

”اُپ میں صلاحیتیں کہاں باورچی بننے کی، باورچی اگر ہر احمدی ہن سکتا تو
ساری دنیا باورچی نہ بن چکی جوتی۔ یہ تو ویسے عدم ہے جس طرح کوچوان کو دریائی
علم کہا جاتا ہے تا انکے میں گھوڑا جوستے وقت بتیں کبسو نے لگاتے پڑتے
ہیں ایک بکسو بھی خلط لگا جائے تو سواریاں نیچے اور گھوڑا اور پر ہو جاتا ہے
اور باورچی تو سمندری عدم ہے میزاروں مصباحوں کا فون، یہ اُپ کی طرح کا عدم
نہیں کہ دوسروں کی کامی ہوئی کتابیں رٹ لیں اور تعلیم یافتہ ہونے کا رعب
چنان مردغ کر دیا۔ اس میں تو چوہے کے ساتھ چوبیا ہونا پڑتا ہے۔“
سلیمان نے جواب میں پورا وغطا ہی کر ڈالا۔

”ارے چوہے کے ساتھ چوبیا صاحب، مجھے ناشستہ تو وے جاؤ پھر جاپے
اپنے اس سمندری بلکہ مجرما کا عمل عدم میں چلتی دیر مرفنی آئے غوطے لگاتے رہنا۔
عمران نے جھلانے ہوئے ہیجے میں کہا۔
”معاف کیجئے۔ اُج اُپ کے ناشستے کا ناغہ ہے۔“ — سلیمان

"اچھا جناب آپ واقعی انہمی با اصول ہیں، مان لیا مگر بھوکوں پر لظر کرم کرنے کا تو بارا دین بھی حکم دیتا ہے۔" — عمران نے بتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"نظر کرم تو ظہر ہے ناشہ اور حیرہ کھانے کے بعد بھی ڈالی جاسکتی ہے۔ پہلے تو نظر میں کرم آہی نہیں سکتا اس لئے فی الحال انتظار فرمائیں۔"

سلیمان نے ترکی بے ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب سلیمان پاشا صاحب، مہربانی کرو کچھ تو کرو۔ اگر مجھے پڑہ ہوتا کہ آج ناشہ نہیں ملا تو کم از کم میں رات کو ہی ڈبل کھانا کھا لیتا۔" — عمران نے کلی طور پر بتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"خوشامد کرنا سخت گناہ ہے صاحب! اس لئے خوشامد نہیں چلے گی۔ اگر آپ ایک دوڑ ناشہ نہ کریں گے تو کوئی قیامت ٹوٹ پڑے گی، جماں سے مک کے لاکھوں عزیب ایسے ہیں جنہیں ناشہ تو ایک طرف دو دقت کھانا بھی نہیں ملتا۔" — سلیمان نے کہا۔

"ابوں نے بھی یقیناً باورچی رکھ لیئے کی غلطی کی ہوگی۔ اچھا چلو آج صبر کر لیتا ہوں۔ بزرگ کہتے ہیں صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔" — عمران

نے کہا۔

"اس لئے میٹھا ہوتا ہے کہ پھل درخت پر اطمینان سے پکتا رہتا ہے بلے صبری کا منظاہرہ کرتے ہوئے اسے کچھ نہیں توڑا جاتا۔" — سلیمان بھلا کب ایسے داؤ میں آنے والا تھا۔

"یا اللہ تو سارے جہاںوں کا پایا لئے والا ہے۔ تو مہربان تو کل جہاں مہربان یا اللہ اپنے اس حیرا اور عاجز بندے کی دعا نے لے اور باورچی اعظم جناب

آغا سلیمان پاشا کے دل میں میرے لئے مہربانی کی رو ہی نہیں بلکہ پورا دھارا بیہادے اسے مجھ پر اتنا مہربان کروے کروہ ناشہ کے ساتھ ساتھ حیرہ بھی دے جائے۔ یا اللہ تو قادر مطلقاً ہے، ہر شے پر قادر ہے تو اپنے اس عاجز اور بھوکے بندے کی دعا نے لے۔" — عمران نے اوپنی آواز میں انہمی خشوع و خضوع سے دعا مانگنی مرتد عکر دی۔

اسی لمحے سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا جس پر ناشہ موجود تھا۔

"بھوکوں کو خیرات دینا ثواب ہوتا ہے اور خیرات سے تو باورچی الیسوی ایشن نے منع نہیں کیا۔" — سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو یہ خیرات ہے، اب میں خیرات کا ناشہ کروں گا!" — عمران نے اس پار غصے سے نمکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"تو گیا ہوا، کیا آپ خیر حاصل نہیں کرنا پاہتے؟" — سلیمان نے منہ پناتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں حاصل کرنا چاہتا، خیر تو اچھا ہے کہ اسے یہ بھی پتہ نہ ہو کہ عمران نے چونک کر کہا۔

"اب آدمی کو اتنا بھی جاہل نہیں ہونا چاہیے کہ اسے یہ بھی پتہ نہ ہو کہ خیر کی جمع ہے۔" — یعنی خیر کثیر۔ — سلیمان نے منہ پناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کمال ہے، تم تو عربی کے عالم فاصل بھی بن سکتے ہو امیں تو اچھے خیرات کو مفت کمال سمجھتا رہا تھا۔" — عمران نے ہنسنے ہوئے کہا۔

"جو طبعاً خیراتی ہو وہ تو ایسے ہی سمجھے گا!" — سلیمان نے

مسکراتے ہوئے کہا اور تمیزی سے والپس مرٹا گیا۔ عمران اس کے اس خوبصورت اور عالمانہ جواب پر بے اختیار سر پر لامتحہ پھری نے لگا۔

"یا اللہ اگر میرا باورچی اس طرح عالم فضل بن تاجی تو میرا کیا ہو گا۔"

عمران نے بڑپڑاتے ہوئے کہا اور ناشستے کی طرف ہاتھ پڑھانے ہی لگا تھا کہ میر پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی لمحنی تجھ ابھی۔

"جہابِ عالم بے بدال فاضلِ اجل آغا سیلمان پاشا صاحب ذرا اگر فون سن یعنی؟" — عمران نے اونچی آواز میں کہا اور ناشستے میں مصروف ہو گیا۔

"خود ہی سن یعنی۔ شاید کوئی علمیت کی بات آپ کے کاونٹ مکہ بھی چنچ جائے اور جہالت کی تاریکی چھٹ جائے؟" — سیلمان نے جواب دیا۔

"یا اللہ تو ہی حرم کرنے والا ہے؟" — عمران نے بڑپڑاتے ہو کہا اور ہاتھ پڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"عالم بے بدال، فاضلِ اجل جہاب آغا سیلمان پاشا کا جاہل ماںک بچارہ علی عسداں بہ اندازِ جہالت بول رہا ہوں۔" — عمران نے رو دینے والے ہیچے میں کہا۔

"کیا بات ہے، آج صبح صبح سیلمان سے کیا غلطی ہو گئی ہے جو اسے ان الٹی القابات سے نوازا چاہا ہے؟" — دوسرا طرف سے سرسلطان نے بتتے ہوئے کہا۔

"غلطی اور عالم بے بدال، فاضلِ اجل سے، یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں آپ کے مدد میں... اوه سوری۔ آپ کے منہ میں تو ظاہر ہے ناشستہ گزر چکا

ہو گامیکن میرا منہ دیلیسے ہی سوکھے کا سوکھا ہے اور خیرات میں ملا ہوا ناشستہ سامنے رکھا ٹھنڈا ہو رہا ہے؟" — عمران نے رو دینے والے ہیچے میں کہا۔

"ناشستہ اور خیرات میں بہت خوب۔ اچھا ٹھیک ہے خیراتی ناشستہ کر کے مجھے دفتر فون کر دینا۔ میں اب دفتر جارہا ہوں، انتہائی ایم جیسی مسئلے پر بات کرنی ہے۔" — دوسرا طرف سے سرسلطان نے ہنتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"سب سے بڑا ایم جیسی مسئلہ تو باؤ رچی سے ناشستہ وصول کرنا ہے چاہے خیراتی ہی کیوں نہ ہو۔" — عمران نے بڑپڑاتے ہوئے کہا اور ناشستے میں مصروف ہو گیا۔

"سیلمان۔ سیلمان۔" — ناشستہ ختم ہوتے ہی عمران نے انتہائی سمجھدہ ہیچے میں سیلمان کو پکارتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب۔" — سیلمان نے فوراً ہی دروازے پر نمودار بھتے ہوئے کہا۔

"یہ ناشستہ سچا، تم اسے ناشستہ کہتے ہو۔ بڑے ہوئے لوٹ۔ پتھر بنا ہوا نہ ڈھنڈ کی چاۓ، یہ ناشستہ ہے۔" — عمران نے انکھیں نکلتے ہوئے کہا۔

"خیرات میں تو ایسا ہی ناشستہ مل سکتا ہے۔ خیرات دیتے ہوئے لوگ ایسا ہی مال ڈھونڈتے ہیں کہ چلو تو اب بھی مل گیا اور پچھا اور سڑا ایسا مال بھی کوڑے داں میں پھینکنے کی تکلیف سے بچ کر گئے۔ صحیح ناشستہ کرنا ہو تو مال خرچ کرنا پڑتا ہے اور مال آپ کے پاس ہے نہیں۔ اس لئے مجروری

ہے۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پیشیں ٹرالی میں جمع کرنی شروع کر دیں۔ تو اچھا تھا کہ آج ناغہ بھی کر لیتا۔ خواہ مخواہ نہیں بھی کیس، دعا یہیں بھی ماں کیں اور ملایہ سڑا لیسانا شہ۔ عمران نے چانے کی چکیاں لیتے ہوئے کہا۔

چلو آج کی بجا نے کھل سے ایک بفتے کانا غد کر لیجئے، کوئی بات نہیں آج کا بھولا اگر کھل آجائے تو اسے بھولا نہیں سمجھتے۔ سلیمان نے

الٹھیم دیتے ہوئے کہا اور ٹرالی دھکیل کر باہر لے جانے لگا۔

ارے ارے کھل تو سموار سہے اور ناغہ تو اتوار کا ہوتا ہے۔ عمران نے بڑی طرح پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

ایکھی میں نے قرارداد پر بھیثیت صدر و سخت نہیں کئے اس لئے ناغہ آتھ کی بجا نے سموار بکھر مسئلکل، بدھ، جمعرات تک بھی رکھا جاسکتا ہے۔ سلیمان نے ناخراز بچے میں کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران نے مکلتے ہوئے چانے کی پالی میز پر رکھی اور ریسیور اٹھا کر مسلمان کے دفتر کے نمبر ڈائل کرتے شروع کر دیئے۔

پی۔ اے ٹو سیکر ٹرسی خارجہ۔ رابط قائم ہوتے ہی مسلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

تمہیں بھی شاید آج ناشہ نہیں ملا اس لئے آواز سوکھی سوکھی سی نکل رہی ہے۔ عمران نے مکراتے ہوئے کہا۔

اوہ عمران صاحب آپ، کمال ہے آپ کو کیسے علم ہو گیا کہ آج میں نے ناشہ نہیں کیا۔ پی۔ اے نے پہنچتے ہوئے کہا، وہ چونکہ عمران

کی آواز اچھی طرح پہنچاتا تھا۔ اس لئے فوراً بچان گیا تھا۔

”تمہاری سوکھی ہوئی آواز سے، ایسے لگ رہا ہے جیسے تمہارا گھلاصدیوں سے سوکھہ مرڑ رہا ہو۔ ناشہ نہ مل سکتا تو خیراتی ناشہ کر لینا تھا۔ چلو نہ ملنے سے تو بہتر ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”خیراتی ناشہ۔“ وہ کہاں ملتا ہے۔ میری تو بکیم آج نارا غن ہو گئی تھی۔ اس نے ناشہ دیتے سے انکار کر دیا تھا۔ اس لئے مجھوراً بغیر ناشہ کے ہنا پڑا کیونکہ صاحب صحیح وقت پر آئیج چاہتے ہیں۔“ پی۔ اے نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”میری ماں تو ایک عدد پادرچی رکھ لو۔ بکیم اور پادرچی میں بس یہی فرق ہوتا ہے کہ پادرچی چاہتے کتنا بھی قلم کیوں نہ ہو خیراتی ناشہ تو دے دیتا ہے۔“ عمران نے بڑے ٹلوخ بھرے بچے میں اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا اور پی۔ اے کے اختیار بنس پڑا۔

”جناب آپ بڑے ادمی ہیں۔ پادرچی رکھ سکتے ہیں۔ جنم تو عزیب ملازم ہیں ہم بھلا پادرچی کیسے اخورد کر سکتے ہیں۔ پھر حال فرمائیے صاحب سے بات کراؤ۔“ پی۔ اے نے ایک حسرت بھرا طویل سالس لیتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے آتھ بھی عالمی اچھی نہیں ہوئی، تم ایسا کرو تباول کرو، پادرچی لے لو اور ... اوہ اوہ سورگی۔ نہیں بھی یہ تباول نہیں ہو سکتا درہ میں تو خیراتی ناشہ سے بھی جادوں گھا۔“ عمران نے بات کرتے کرتے بات کارخ بھرستے ہوئے کہا۔

”مسلمان بول رہا ہوں۔“ اسی لمحے مسلطان کی آواز سنائی دی۔ شاید پی۔ اے عمران کا فقرہ سن کر یہی مناسب سمجھا تھا کہ مسلطان سے ان کا رابطہ کراؤ۔

نگھے بھیجی ہے کہ میں اسے ایکسٹو تک پہنچا دوں ۔ — سرسلطان نے سخنیدہ
ہجھے میں کہا۔

"حیک ہے، میرے قلیٹ پر بھجوادی میں بھدا ادب اسے ایکسٹو تک
پہنچا دوں گما، اس کے بعد وہ جانے اور اس کا کام ۔ ۔ ۔ عمران نے بھی
سخنیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے، میں چڑپا سی کے ذریعے بھجوارا ہوں ۔ ۔ ۔ سرسلطان نے
کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا، عمران نے ریسور رکھ کر ایک طویل
سانس لیا۔

"بوگافو ۔ خوب اچھا نام ہے، لیکن یہ ہے کس زبان کا لفظ ۔ ۔ ۔
عمران نے بڑھاتے ہوئے کہا، اس کے ساتھ ہی اس نے سیمان کو آواز دی。
"جی صاحب ۔ ۔ ۔ سیمان نے فوراً ہمی دروازہ پر منودار ہوتے ہوئے
انہماںی مودہ بارہ بیجے میں کہا۔

"سرسلطان کا چڑپا سی ایک فائل کے کردار ہا ہے اسے فوراً میرے پاس
لے آنا ۔ ۔ ۔ عمران نے سخنیدہ ہجھے میں کہا اور سیمان جی اچھا کہ کر دالپس
چلا گیا، عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسور اٹھایا اور بلیک زیر د کے نمبر ڈاٹل کرنے
مرشد ع کر دیتے۔

"ایکسٹو ۔ ۔ ۔ رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیر د کی آواز سنائی دی۔
"بوگافو کا معنی جانتے ہو؟ ۔ ۔ ۔ عمران نے اصل آواز میں کہا،

"بوگافو ۔ کیا مطلب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بلیک زیر د نے بھی اس بار
اصل ہجھے میں بات کرتے ہوئے حیرت بھرے انداز میں کہا
"مطلوب تو پوچھ رہا ہوں، سرسلطان کہتے ہیں بوگافو کسی تنظیم کا نام ہے

"یہ آپ کیسے سلطان ہیں کہ آپ کے درباریوں کو ان کی بیگنیات ناشرہ بھی
نہیں دستیں اور بیچارے سوکھا گھلائے کہ آپ کے دربار میں حاضر ہو جاتے ہیں؟"
عمران نے کہا۔

"کیا مطلب ۔ کیا بکواس کر رہے ہو؟ ۔ ۔ ۔ سرسلطان نے حیرت
کے ساتھ ساتھ قدرے غصیلے بیجے میں کہا،

"آپ کو ناشرہ نہ ملا ہوتا تو پھر پوچھتا کر جوک کو بکواس کیسے کہتے ہیں لفظیں
نہ آئے تو اپنے پی۔ اے سے پوچھے یہ بیجے کہ بیچارے کو بیکم نے ناشرہ بھی نہیں دیا
اور وہ سوکھے من بیٹھا آپ کی شان میں قصیدہ پڑھ رہا ہے ۔ ۔ ۔ عمران
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم نے پہلے پی۔ اے سے باقاعدہ انڑو یو بھی کر لیا، پورے شیطان ہو
بہر حال فکر نہ کرو میں اسے ناشرہ کراؤں گا، تم یہ بتاؤ کہ کسی بوگافو نامی تنظیم سے
واقف ہو؟ ۔ ۔ ۔ سرسلطان نے کہا،

"بوگافو معنی جس کے کافی سے بُوٹے ہے ۔ ۔ ۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"میں سخنیدگی سے بات کر رہا ہوں، ہمارے ایک دوست ملک مهر کی جانب
سے ہمیں باقاعدہ اطلاع دی گئی ہے کہ ان کی ایک خقیمہ اکینشی نے ایک الیسا اُدمی
پکڑا ہے جس کے قبضے سے ایک الیسا کاغذ برآمد ہوا ہے جس میں اس بوگافو نامی
تنظیم کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ پاکیشیا کا بھی ذکر کیا گیا ہے، اس اُدمی نے
مزید تحقیقات سے پہلے خود کشی کر لی اور باد جو دشیدہ کوٹشی کے اس سلطے
میں مزید کسی بات کا علم نہیں ہو سکا چنانچہ ہمیں سرکاری طور پر اطلاع بھی دی
گئی ہے اور وہ دستاویز بھی ساتھ بھجوادی گئی ہے، یہ فائل صدر حکومت نے

جبکہ میرا خیال ہے یہ کسی بودار گانے یا بودار گانے والے کا نام ہو سکتا ہے عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بیک ریو بے اختیار ہنس پڑا۔
”بودار گانے کا تو ہبی مطلب ہے کہ جس گانے سے بُو اے لیکن بُو گانے
والے کے منہ سے تو اسکتی ہے گانے سے توہین اسکتی۔ گانے سننے سے پہلے ہر
گانے والے کا باقاعدہ منہ سوچنا جائے لیکن یہ تو بڑا مشکل کام ہے۔ گانے والی
عورتوں کے منہ سوچنے کے بعد تو سر پر جو تیوں کا جلد ہبی نجح سکتا ہے۔ یہ کام تم
ہبی کرو اور مجھے فی الحال اماں بی کی جو تیوں تک بھی محدود رہنے دو۔ بہر حال ذرا
لا سیری کا چکر لگا اور شاید منہ سوچنے بغیر ہبی تہیں معنی سمجھ جائے۔“

عورتوں کی اور لیور کو دیا۔
عورٹی دیر بعد کمال بیل بخوبی کی آواز ساتھی دی اور سیلان تیزی سے دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔ بھورٹی دیر بعد وہ والپس آیا تو اس کے ہاتھ میں خاکی رنگ کا
ایک بڑا سالغافل تھا جس پر سرکاری مہر ہیں لگی ہوئی تھیں۔

”چاٹے لے آؤ۔“ عمران نے لفافہ اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے
کہا اور سیلان فاموشی سے والپس چلا گیا۔ عمران نے لفافہ کھولا اور اس کے انہوں
موجود فاعل نکال کر اس نے اسے کھولا۔ اس میں دو کاغذ لختے جن ”بیس سے ایک
تو دوست ملک مصر کا سرکاری پیٹھا جو ٹائم پر شدہ بھا جبکہ دوسرا کاغذ عاًما
تحا اس پر ہاتھ سے لکھا گیا تھا۔ عمران نے پہلے حکومت مصر کا ٹائم پر شدہ کاغذ
پڑھنا شروع کر دیا لیکن اس میں رسی طور پر ہبی کچھ لکھا گیا تھا جو سلطان
پہلے زبانی بتا چکے تھے چنانچہ اس نے اسے تہکیا اور دوسرا ہاتھ سے لکھا ہوا کاغذ
پڑھنا شروع کر دیا۔ رسی زبان تھی اور یہ ایک جھپٹا سا پیغام تھا۔ اشارہ نامی۔
کسی اوری کے نام کر اس نے بوگاونے کے لئے پاکیشیا میں ایک اہم مشن مکمل کرنا

ہے۔ اس لئے وہ فوراً ہبیڈ کو اڑپ سے رابطہ قائم کرے اور پیچے ایک دارہ سا بنا
ہوا تھا جس کے اندر پانی کی بہروں کے اوپر بیل کھاتے ہوئے سانپ کی تصویر
بنی ہوئی تھی۔ عمران نے ایک طویل میانس لیا اور پھر کاغذ اٹھاتے وہ اپنے
مخصوص میں کمرے میں آگیا۔ مخصوصی کمرے کی ایک اماری سے اس نے ایک طاقت در
خورد بین نکال کر میز پر رکھی اور خود کرسی پر بیٹھے کر اس نے پیغام والے کاغذ کو
ٹاپ پر شدہ کاغذ سے علیحدہ کیا اور پھر اس نشان کو خورد بین میں اپٹھجٹ
کر کے اس نے اسے چکر کرنا شروع کر دیا اور بھورٹی دیر بعد جب اس نے
سر پیچے ہٹایا تو اس کے چہرے پر انہی سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے۔ اور
کاغذ کی بنا دھٹ بھی واقعی مخصوصی قسم کی تھی۔ اس کے اندر بلکہ یہ نگ کی
ہبی ترچھی لاٹیں سی نظر آ رہی تھیں۔ اس نے اٹھ کر خورد بین والپس اماری
میں رکھی اور کاغذ جیب میں رکھ کر مخصوصی کمرے سے باہر آگیا۔ سیلان کو
دروازہ بند کرنے کے لئے کہہ کر خود پڑھیا۔ اتر تا پیچے موجود گیراج کی طرف
بڑھ گیا۔ گیراج سے اس نے کارنگھامی اور چند لمبوں بعد کار تیز رفتاری سے
مرٹک پر دوڑتی ہوئی اگے بڑھتی چلی گئی۔ تقریباً ایک لمحہ تک ڈرانیونگ
کے بعد وہ ایک رہائشی کا لوئی میں داخل ہو گیا۔ یہاں بڑی بڑی اور قدیم طرز
کی کوٹھیاں تھیں۔ اس نے ایک کوٹھی کے بڑے سے پچاہاں کے سامنے
جا کر کار روکی اور پھر پیچے اتر کر اس نے کمال بیل کا ٹھون پر لیں کر دیا۔ چند لمبوں
بعد جھوٹا پچاہاں کھلا اور ایک بُوڑھا ملارم ہاہر آگیا۔
”پروفیسر والشی سے کہیں کہ علی عمران آیا ہے۔“ عمران نے
ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔
”جی اچھا، میں پچاہاں کھولتا ہوں اپ کار اندر لے آئیے۔“

لمازم نے مودوبانہ بیجے میں کہا اور واپس مر گیا۔ عمران دوبارہ کار میں بیٹھا اور پھامک کھلنے پر وہ کار اندر نے گیا۔ کوئی بھائی کو فاصی برآئی تھی لیکن اس کی حالت خامی خستہ سی ہو رہی تھی جیسے طویل عرصے سے اس کی مناسب دیکھ بھال نہ کی جا رہی ہو۔ پورچہ میں ایک پرانے ماڈل کی گھاڑی موجود تھی۔ عمران نے کار اس کے عقب میں روکی اور پھر بیچے آتی آیا۔

”ایسے سراہ ہر ڈائینگ روم میں تشریف رکھئے۔“ — لمازم نے چامک بند کر کے پورچہ میں آتے ہوئے کہا اور بھوڑی دیر بعد عمران ایک بیٹے و عریض ڈائینگ روم میں موجود تھا جس کا فری پر بھی کوئی کمی عمارت کی طرح خالہ قدم تقاضا لیکن قدیم ہونے کے باوجود وہ اُج کل کے ذریعے سے لاکھوں گن زیادہ مضبوط نظر آرہا تھا۔

بھوڑی دیر بعد وہی لمازم اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں مشروب کا ایک گلاس رکھا ہوا تھا۔

”پروفیسر صاحب ابھی تشریف لارہے ہیں؟“ — لمازم نے اپنے ہاتھ میں کہا اور مشروب کا گلاس عمران کے سامنے میز پر رکھا اور واپس چلا گی۔ عمران نے گلاس اٹھا کر چیکیاں لیں مشروع کر دیں۔ گلاس ختم کر کے اس نے واپس رکھا ہی تھا کہ دروازے کا پردہ ہٹا اور ایک درینے تک کا بڑھا آدمی جس سے جسم پر قائمیتی ڈائینگ گاؤن تھا اندر داخل ہوا۔ اس کا سر اور چہرہ بالوں سے بکسری نیاز تھا۔ چہرے پر اس قدر جھبرایاں تھیں جیسے چہرہ نہ ہو گراموفون ریکارڈ ہو، انکھوں پر موٹے شششوں کی ایک اہمیتی ذمہ کی نظر والی عینک تھی، یہ پروفیسر داشت تھا جس سے ملنے عمران آیا تھا پروفیسر بڑے غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

”میرا نام علی عمران ہے، پروفیسر صاحب میں اکسفورڈ میں پڑھتا رہوں ہاں آپ سے اکثر ملاقات رہتی تھی۔“ — عمران نے مسکراتے تھے کہا۔

”اوہ اچھا۔ اچھا۔ بیٹھو بیٹھو، کافی چھٹے کی بات کر رہے ہو۔“ — پروفیسر نے سر ٹلاتے ہوئے کہا اور خود بھی صوفے پر بیٹھ گئے۔ ”مجھے ایک ماہ قبل اخبار سے معلوم ہوا تھا کہ آپ مستقل طور پر واپس پاکیشیا آگئے ہیں۔ آپ کا پتہ بھی اسی خبر میں درج تھا، میں تو فوراً آپ سے ملنے چاہتا تھا لیکن بس مصروفیات اڑے اگئیں۔“ — عمران نے اہمیت سنجیدہ بیجے میں کہا۔

”یہاں ایک ماہ ہی ہوا ہے واپس آئے ہوئے، بس اچانک ہوم سکنس پیدا ہوئی اور میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر واپس چلا آیا حالانکہ اس سے قبل میں مستقل طور پر ایکریمیا میں سیٹھی ہو گیا تھا مجھے تو یاد نہیں ہے بہر حال اہمیتی جھریانی بھے کہ تم نے مجھے یاد رکھا۔“ — پروفیسر داشت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ جیسے عالم آدمی بھدا کیسے بھول سکتے ہیں پروفیسر داشت آپ کے معنیوں تو میں باقاعدگی سے پڑھتا رہا ہوں۔ اب آپ کی یہاں آمد سے ملاقات بھی ہو گئی اور یہ ملاقات میرے لئے باعث فخر ہے۔“ — عمران نے مودوبانہ بیجے میں کہا۔

”یہ اہم احسان نظر ہے بیٹے ورنہ میں تو اب بھی اپنے آپ کو طالب علم ہی سمجھتا ہوں۔ تم کیا کر رہے ہو؟“ — پروفیسر داشت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جی میں بطور فرمی لانش نیشنل نسلی محیں کے ساتھ کام کرتا ہوں پروفیسر صاحب میں نے آپ کا ایک مضمون پڑھا تھا جس میں آپ نے قدیم مصر کے پادشاہوں کی شاہی مہروں پر بنانے کے لئے لشانات پر بڑی عالمانہ تحقیقات درج کی تھیں: — عمران نے اپنے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا، ”ہاں میں نے اس موضوع پر خاصا کام کیا ہے۔ کی تھیں کسی لشان کے بارے میں کوئی لمحہ دریش ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو مجھے کھل کر بتاؤ، مجھم عینے ہونہار طالب علم کی مدد کر کے بے حد سرت ہو گی: — پروفیسر داش نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”آپ قدیم زبانوں کی مہروں کے ساتھ ساتھ انسانی تفاسیات کے جیسا عالم ہیں: — عمران نے مسکرا تے ہوئے کہا اور پروفیسر داش بے اختیار ہنس دیئے۔

”تجربہ بہت کچھ سکھا دیتا ہے بیٹے: — پروفیسر نے جواب دیا اور عمران نے جھی اثبات میں سر بلادیا اور پھر تجربہ سے وہی باختہ سے سکھا ہوا کاغذ نکال کر اس نے بڑے ادب سے پروفیسر کی طرف بڑھا دیا۔

”اس کا غذہ پر ایک لشان بننا ہوا ہے، دائرے کے اندر پانی کی ہری اور اس پر بل کھاتے ہوئے سانپ کا لشان اور یہ کاغذ مصری حکومت کی طرف سے حکومت پاکیشیا کو بھیجا گیا ہے اس لئے میں نے سوچا کہ شاید لشان قدیم مصر میں بھی اعمال ہوا ہو کیونکہ خاصا مختلف اور عجیب سائشان ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ سے ملاقات بھی کر لی جائے اور اس سلسلے میں بات چیت بھی ہو جائے: — عمران نے سمجھیدہ بیٹے میں بات کرتے ہوئے کہا،

”یہ لشان تمہارے لئے کوئی خاص اہمیت رکھتا ہے: — پروفیسر

نہ بونٹ چھاتے ہوئے انہماں سمجھیدہ بیٹے میں پوچھا۔

”لشان کی اہمیت کا تو مجھے فی الحال علم نہیں، اصل میں کاغذ پر جو پیغم برخ ہے وہ پاکیشیا کے لئے اہمیت رکھتا ہے۔ یہ کاغذ مصری حکومت کی طرف سے پاکیشیا حکومت کو بھیجا گیا ہے کہ یہ کاغذ ہاں کسی ادمی سے براہم ہوا ہے اور اس آدمی نے خود کشی کر لی۔ کاغذ پر کسی بوجگا لٹرامی تنظیم کا پاکیشیا میں کسی متن کے سلسلے میں پیغام درج ہے اس لئے میں نے سوچا کہ اس لشان سے شاید پیغام لکھنے والے سے متعلق کوئی لکھیوں کے: — عمران نے پوری تفصیل سے دھست کرتے ہوئے کہا۔

”بوجگاٹو۔ — ٹھیک ہے تم بیٹھو، میں اسے چکر کر کے آتا ہوں: — پروفیسر نے صوفی سے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران بھی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔ ”بیٹھو بیٹھو: — پروفیسر نے مشفقاتہ بیٹے میں کہا اور پھر اہم ہے۔

چلتے ہوئے ڈرائیٹر روم سے باہر نکل گئے۔ پروفیسر، اش اسکسپورڈ یونیورسٹی میں قدیم زبانوں سے متعلق کے علم کے ساتھ میں پڑھاتے رہتے۔ گودہ بڑے مشقق اسادھتے لیکن قدرتی طور پر ان کا رحیب اس قدر تھا کہ کسی لڑکے کو ان کے سامنے نظریں اٹھا کر بھی بات کرتے کا جو صدرازہ ہوتا تھا، طالب علم تو ایک طرف یونیورسٹی کے پروفیسر بھی پروفیسر داش کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ جیسے وہ پروفیسر نے ہوں بلکہ خود طالب علم ہوں، اور عمران جیسے شخص کو بھی وہاں کبھی پروفیسر سے گت خی تو ایک طرف ٹوٹھی بھرا فقرہ کہنے کی بھی جرات نہ ہوئی حتیٰ حالانکہ باقی تمام پروفیسر سے وہ انہماں بے تکلف تھا۔ مگر بخانے کی بات بھتی کر پروفیسر داش کے سامنے پہنچ کر اس کی زبان بھی گلگ ہو جاتی تھی، گو لو نیورسٹی میں اس کا شعبہ سائنس تھا لیکن وہ پروفیسر داش کے

قدیم علوم پر دینے جانے والے تکمیر میں بھی شامل ہوتا رہتا تھا اور ان تکمیر میں شامل ہونے کے بعد اسے پروفیسر والٹن کی لیے پناہ علمیت کا بخوبی احساس ہوا تھا۔ بھی وجہ بھی کہ وہ ان کا دل سے احترام کرتا تھا۔ پروفیسر والٹن گوڈینوورٹی سے ریٹائر ہو گئے تھے لیکن ان کے تحقیقی مضمون اکثر شائع ہوتے رہتے تھے اور عمران چونکہ باقاعدگی سے دنیا بھر میں شائع ہونے والے ایسے تحقیقاتی رسائل پڑھتا رہتا تھا اس لئے اس کی نظریوں سے پروفیسر والٹن کے مضمون باقاعدگی سے گزرتے رہتے تھے ایک صندوق میں انہوں نے قدیم شاہی چہروں پر بستے ہوئے لشائات پر اسی قدر وقت اور بھرپور ریترجم کی بھتی کر عمران جیسا مشقی بھی ان کی اس ریترجم سے بے حد مبتلا ہوا تھا اور اب جیسے بھی اس کی نظریوں میں مصر کے جوابے کے ساتھ یہ منفرد قسم کا نشان گزرا تو اس کے ذہن میں فرا پروفیسر والٹن کا خیال آگیا۔ ویسے دہ واقعی اخبار میں ان کی پاکیتی میں آمد کے بارے میں پڑھ چکا تھا اور اس نے سوچا تھا کہ کسی روز جا کر پروفیسر سے ملاقات کرے گا لیکن بھرپورہ کام کا ج میں معروف ہو کر بصول گیا لیکن اب داٹر مارک کی وجہ سے اسے یہ موقع مل گیا۔ چنانچہ وہ ملنے کے لئے ایک تھا چونکہ پروفیسر والٹن کے احترام کا وہ مترودع سے ہی عادی تھا اس لئے اتنے طویل عرصے بعد ملاقات کے باوجود اس کا احترام ویسے ہی رہا تھا۔

لقریباً آدھے گھنٹے بعد پروفیسر والٹن ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے تو عمران ایک بار پھر احتراماً کھڑا ہو گیا۔
”بیٹھو عمران بیٹے۔“ — پروفیسر نے کہا اور پھر اتھے میں پکڑا ہوا

کاغذ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”میں نے اسے چیک کر لیا ہے۔ اس نشان میں جسے تم پانی کی ہریں سمجھ

رہے ہو یہ پانی کی ہریں نہیں بلکہ ریگستان نہ ہر کیا گیا ہے اور سانپ بھی ریگستان میں پایا جانے والا ایک خاص قسم کا سانپ ہے جسے انہماں نے ہر لیا سمجھا جاتا ہے قدم مصری اس سانپ کو بوگانو کہتے تھے اور بوگانو کا معنی ہے انہماں خوفناک قوت۔ — پروفیسر والٹن نے کہا۔

”اوہ شکر یہ پروفیسر، آپ نے واقعی میرا کافی مسئلہ حل کر دیا ہے۔“ — عمران نے تشکر انہیں بھیجے میں کہا۔

”نہیں۔ یہ میرا افراد تھا۔ ایک بات اور بھی تھیں بتاؤں کہ بوگانو قدم مصری زبان میں شیطان کو بھی کہتے تھے اور اس نام کا ایک مسجد بھی مصر کے قدم محراج میں واقع تاریخی مقام سیوط میں اوج بھی موجود ہے اور اسے عرف عام میں شیطان کا مسجد کہا جاتا تھا۔ قدم مصری روایات اس مسجد کے بارے میں یہی تھیں کہ یہ شیطان کا مسجد ہے اور شیطان اس مسجد میں بیٹھ کر پوری دنیا میں پھیلے ہوئے اپنے شیطانی نکروہ فریب کے جالوں کو کنڑوں کر تارہتا ہے۔“ — پروفیسر نے کہا۔

”اوہ بے حد شکر یہ پروفیسر، آپ مجھے اجازت دیجئے پھر کبھی ملاقات ہو گی۔“ — عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اں کبھی کھار فرست ملے تو آ جایا کرو۔“ — پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران ان سے مصافحہ کر کے پورچ میں آیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار پروفیسر کی کوٹھی سے نکل کر والٹن منزل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی لیکن اس کی پیشائی پر سوچ کی کیسی نیا یا تھیں۔

سیاہوں کی ہوتی تھتی۔ فشریک کے دلوں کی نسبت اس کی راتیں جاگتی تھیں اور یہاں زیادہ رو ناقی بھی رات کو ہوتی تھتی۔ فشریک جہاں سیاہوں اور نوجوانوں کی جنت پہنچاتی تھتی وہاں وہ جرائم پیشہ افزاد کے لئے بھی جنت سے کم علاقہ نہ تھا۔ یہاں کلبیوں، ہوٹلیوں اور گیم ہاؤسز کے بیچے بننے ہوئے تھے فانوں میں مقامی جنرالیکی پہنچہ میں الاقوامی جرائم پیشہ تنظیموں کی مرکزی میاں ہر وقت عردنج پر رہتی تھیں۔

ہوٹل بلیک ٹارف شریک کا انتہائی مشہور اور وسیع و عالمی ہوٹل تھا۔ اس ہوٹل میں ہر قسم کے فنکر شر کے ساختہ ساختہ ایسے گیم کلب موجود تھے جہاں بلا بمالغہ لاکھوں کروڑوں کا جواہر تھا۔ ہوٹل بلیک ٹارکا مانک ایک مصری ابو بندھو بسطاطا ہر ایک عام سا کاروباری ادمی نگاتھا لیکن جانتے ایں جند تھا۔ ابو بندھو بسطاطا کا درجہ رکھتی تھتی اور وہ باری ایک عالمی مصہد کے ساتھ تھا کہ مصر میں ہونے والے ہر بڑے جرم کے پیچھے ابو بندھو کا ہاتھ ہوتا تھا۔

بدهکنی لوگ تو دعویٰ سے یہ بھی کہتے تھتے کہ صرف مصر بکہ پوری دنیا میں اونے والے بڑے جرائم میں بھی ابو بندھو کا ہاتھ ہوتا ہے۔ ابو بندھو کی مصر کے اعلیٰ ترین حلقوں میں رسانی تھتی اس لئے پولیس یا اس قسم کے دوسرے ادارے بھی بلیک ٹارکی طرف آنکھوں تھا کہ بھی نہ دیکھتے تھتے اور اس کے ساختہ ساختہ بات بھی ایک حقیقت کا درجہ رکھتی تھتی کہ بلیک ٹارک میں کبھی کسی بڑے سے بڑے سورہ پیشہ کو یہ جرأت نہ ہو سکی تھتی کہ وہ یہاں کسی قسم کا کوئی جھگڑا کر سکتی تھتی۔ یہی وجہ تھتی کہ مصر کے سفری خاندان فشریک کا نام سنتے ہی کالوں کو ہاتھ لگاتے تھتے البتہ امراء ماڈرن سوسائٹی کے نوجوان مردوں میں اور فرما کیاں یہاں کی دیوانی تھیں۔ اسی طرح دنیا کے تقریباً ہر ملک کے سیاح یہاں ہر وقت بھرے رہتے تھتے جن میں کثیر تعداد ایکریمین اور لیورپیں

مصر کے دارالحکومت قاہرہ کے جنوب مغربی علاقے کا نام فشریک تھا۔ فشریک کو سیاہوں کی جنت بھی کہا جاتا تھا کیونکہ یہاں انتہائی جدید اور ماڈرن طرز کے طب قتوں نے گیم ہاؤسز، ہوٹل اور اس قسم کے تفریحی مقامات اس قدر کثیر تعداد میں تھے کہ اگر کوئی شخص یہ فیصلہ کرے کہ فشریک کی بہر عمارت میں جا کر وہ وہاں ہونے والے عجیب و غریب فنکر شر اٹھا کرے گا تو یقیناً اسے صدیوں زندہ رہتا پڑتا۔ فشریک ایک ایسا علاقہ تھا جہاں سڑکوں اور عمارتوں کے باہر تو قانون کی عملداری تھی لیکن ان عمارتوں کے اندر قانون اور اقدام نام کی کسی چیز کو سکونت کیا جاتا تھا۔ یہاں ہر دوہ کام ہوتا تھا جس کا مہذب دنیا تصور بھی نہ سرسکتی تھتی۔ یہی وجہ تھتی کہ مصر کے سفری خاندان فشریک کا نام سنتے ہی کالوں کو ہاتھ لگاتے تھتے البتہ امراء ماڈرن سوسائٹی کے نوجوان مردوں میں اور فرما کیاں یہاں کی دیوانی تھیں۔ اسی طرح دنیا کے تقریباً ہر ملک کے سیاح یہاں ہر وقت بھرے رہتے تھتے جن میں کثیر تعداد ایکریمین اور لیورپیں

"باس آپ کو پہلے روٹ دی جا چکی ہے کہ اسلام تک خصوصی خط

یہاں جھکر ڈا کرنا چاہتا ہے تو پھر وہ آدمی چاہے اس کی حیثیت کیسی بھی کیوں پہنچانے والا ہمارا آدمی مصری حکومت کی ایک خفیہ ایجنسی نے مکمل لیا تھا اور نہ ہواں کی لاش کسی گھر میں تیرتی نظر آئی تھی۔ ابو نجد بے قدار رجباری پھر اس نے خود کشی کر لی تھی": — سلام نے جواب دیا۔

جسم کا ایک گوریلا نما اوہ یہ طبعِ عرب آدمی تھا لیکن اس کا چہرہ انہائی سیدھے سادھے "ہاں مجھے معلوم ہے اور میں نے وہ خط و اپس فاصل کرنے کے لئے آدمی کا چہرہ تھا۔ ایسا چہرہ جسے عرفِ عام میں معموم اور سادہ لوح آدمی کا بھی کہہ دیا تھا" — ابو نجد نے اسی طرح نرم ہجھے میں جواب دیتے چہرہ کہا جا سکتا تھا۔ وہ انہیاتی نرم ہجھے میں بات کرنے کا عادمی تھا لیکن اندر ہوئے کہا۔

"یہس بس" میں اس سلسلے میں کام کر رہا تھا لیکن معلوم ہوا ہے کہ طور پر وہ انہیاتی سفاک، نحلام اور سرد مزاج آدمی تھا۔ ہوٹل ملکیک ٹار کے ینچے تہہ خالوں کا ایک ویسے جال سا پھیلا ہوا تھا۔ مصری انسیلی جنس کے چیف نے وہ خط پاکیشیا حکومت کو بھجوادیا ہے کیونکہ میں بر قسم کے بھتیجا، ملٹیاں اور مشروب کے ٹاک ہتے۔ ابو نجد کا ذاتی دفتر اس خط میں پاکیشیا کا نام موجود تھا": — سلام نے جواب دیا۔

بھی انہی تہہ خالوں میں تھا۔ ہوٹل کے اوپر گو اس کا کاروباری دفتر موجود تھا "اوہ یہ کام غلط ہوا ہے لیکن پاکیشیا حکومت اس خط کا کیا کرے گی اس لیکن ابو نجد بہت کم ہی اپنے کاروباری دفتر میں بیٹھتا تھا۔ اس کا زیادہ ترقق خط میں کسی قسم کی تفصیلات تو موجود نہیں ہیں" — ابو نجد نے جواب تہہ خانے میں اپنے بھی دفتر میں ہی گزرنا تھا۔ اس وقت بھی وہ اپنے ویسے ہجھے ہوئے کہا۔

علیحدی ذاتی دفتر میں لمبی چوڑی میز کے پیچھے گدے دار انہیاتی آرام دا "باس آپ کو سیکرٹ سرورس دیکھ رہے ہے کوئی داسطہ نہیں رہا جبکہ میں مصری کرسی پر بیٹھا ہوا ایک فائل کو پڑھنے میں معروف تھا کہ میز پر رکھے ہو۔ سیکرٹ سرورس میں رہا ہوں، مجھے معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سرورس انہیاتی چار مختلف زمگوں کے ٹیکنیکن میں سے سپید رنگ کے فون کی گھنٹی مخصوص انعام اور خطرناک تنظیم ہے۔ اگر یہ خط پاکیشیا سیکرٹ سرورس کو پہنچا دیا گی تو پھر میں نجٹھی۔ ابو نجد نے چونک کہ فائل سے نکاہیں اٹھائیں اور پھر راستہ بڑھ کر سکتا ہے کہ وہ تنظیم کے فلاں کام مردعا کر دے؟" — سلام نے کر اس نے رسیور اٹھایا۔

"یہس" — ابو نجد کا ہجھے نرم تھا۔

"کرتی رہتے، ہمیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تنظیم کے پارے میں "باس میں سلام بول رہا ہوں، ایک اہم اطلاع ہے" — دوسری کوچھ علم نہیں ہے اور جو مشن اسلام کے ذمے لگایا جا رہا ہے اس کا طرف سے ایک مددگار آواز سنائی دی۔

"ایسی کوششی اطلاع ہے جسے سلام بھی اہم کہہ سکتا ہے" — اس سلسلے میں ہے جو سوڈان میں کھولا جا رہا ہے اس لئے تم فکر نہ کرو اولیے ابو نجد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

تمہاں ہو شمار ہے، اگر وہ لوگ یہاں آئیں تو ان سے پٹپٹا تمہاری ذمہ داری ہو گی۔ — ابو سجد نے تیر بچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
”یہاں باس، آپ نکر دکریں میں سب سنبھال لوں گا، لیں آپ کی اجازت کی حزورت ہتھی۔“ — سلام نے بڑے باعتماد بچے میں کہا۔
”او۔ کے۔“ — ابو سجد نے کہا اور ریس ورکر اس نے میز کے کنار پر لگا ہوا ایک ٹین پر لیس کر دیا، دسرے لمحے تکرے کا دروازہ کھلدا اور ایک نوجوان نے افراد کو سر جھکا دیا۔

”سپیشل ٹرانسپرٹرے او۔“ — ابو سجد نے نرم بچے میں کہا۔ اور نوجوان سر جھکانے والیس مرٹا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ محظوظی دیر بعد ایک پھر دروازہ کھلدا اور دہی نوجوان ایک خصوصی ساخت کا ٹرانسپرٹر جو بلطاءِ عام سے ایک ردیلو مگتا تھا اسکے میں اٹھائے اندر داخل ہوا اور اس نے موڈ بانہ انداز میں ٹرانسپرٹر ابو سجد کے سامنے رکھا اور خود مرٹا کر دکمرے سے باہر چلا گیا۔ ابو سجد ٹرانسپرٹر پر چڑھا ہوا کوڑا ہٹایا اور پھر اس کی ناب کو مخصوص انداز میں دائیں بائیں گھماتا رہا۔ کچھ دیر بعد اس نے ہاتھ ہٹایا اور ناب کے شیخے لگا ہوا ایک ٹین پر کر دیا۔ اس سے ساختہ بسی ٹرانسپرٹر سے سائیں سائیں کی تیز اواز میں نکلنے لگیں۔
”ہیلو ہیلو ابو سجد کا نگ، ہیں ٹکارا ٹکر اور۔“ — ابو سجد نے بار بار کمال دینی مردوع کر دی۔

”لیں ہیں ٹکارا ٹکر اندھک یو، اور۔“ — چند لمحوں بعد ٹرانسپرٹر سے ایک بھراںی ہونی سی اواز نکلی۔
”چیف باس سے بات کرائیں، اور۔“ — ابو سجد نے کہا۔
”لیں چیف باس اٹنڈنگ یو، اور۔“ — چند لمحوں کی فاہری

بعد ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

”چیف باس،“ میں ابو سجد بول رہا ہوں، تنظیم کا خصوصی خط جو اسارم کو سمجھا جائے معاصری خفیہ پولیس نے کپڑا لیا۔ ایجنت نے خود کشی کر لی، میں نے خط اس پر حاصل کرنے کے لئے سلام کی ڈیلوٹی لگادی لیکن ابھی سلام نے روپڑ دی ہے کہ خفیہ پولیس کے چیف نے یہ خط حکومت مصر کی طرف سے حکومت پاکستان کو سمجھا دیا ہے کیونکہ اس میں تنظیم کی طرف سے پاکستانی میں مشن کا اشارہ موجود تھا۔ سلام نے یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ کہیں پاکستانی حکومت یہ خط پاکستانی سیکرٹ سروس کو نہ سمجھا دے اور وہ تنظیم کے خلاف حرکت میں آجائے۔ میں نے سلام کی ڈیلوٹی لگادی ہے کہ اگر یہ لوگ تنظیم کے خلاف کام کرنے کے لئے مصراً یہی تودہ مصر میں ان کا القعیتی خاتمہ کر دے۔ میں نے آپ کو روپڑ دینے کے لئے بھی کمال کی ہے اور یہ بھی پوچھنا ہے کہ اب آپ اسارم کو دوسرا خط روشن کریں گے یا کیا اقدام تجویز کریں گے، اور اب ابو سجد نے نرم بچے میں تمام و اتعات دو ہراتے ہوئے کہا۔

”یہ بہت بڑا ہوا ابو سجد۔“ — تنظیم کی کامیابی اس میں بھتی کہ وہ اب تک پوری دنیا سے خضیب کام کر رہی تھی۔ بہر حال صرف تنظیم کے نام سے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی ہماری تنظیم کے متعلق کسی کو کہیں سے معلومات مل سکتی ہیں۔ دیے اس مشن میں ہم نے ایک ایسی سائنسدان عورت کو سوڈان پہنچانا ہے جس کا کوئی تعلق حکومت سے نہ ہے اور ہماری ذمہ داری بھی صرف اس عورت کو سوڈان پہنچ کر ختم ہو جائے گی۔ مادام تاؤ کی کوئی سرکاری حیثیت نہیں ہے وہ وہاں قطعی طور پر غیر معروف اور اپنی رہائش گاہ تک ہی محدود رہتی ہے اس لئے اس کی غیر حاضری کا نہ ہی سیکرٹ سروس کو عدم ہو سکے گا اور نہ ہی حکومت پاکستان اس کی پرواہ کرے گی لیکن اس عورت کے بارے میں جو روپورٹس ملی ہیں ان کے مطابق

یہ ذہنی طور پر عین متوازن عورت ہے اور تم زبردستی بھی نہیں کر سکتے۔ جیسے اس عورت کا مکمل تعاون چاہیے لیکن وہ کسی عام ادمی کے لئے بس کاروگ نہیں ہے لیکن طارم آسانی سے اس عورت کو اپنے قابو میں کر سکتا ہے کیونکہ عورتوں کو قابو میں کرنے کے لئے اس کے پاس عین عمومی صلاحیتیں موجود ہیں۔ اس لئے اب تم ایسا کرو کہ طارم کو ٹرانسپیر پر کال کر کے اپنے اس پلان اور پھر اسے پوری تفصیل سے بتا دینا کہ اس نے اس عورت کو کہ کہاں آنپا ہے۔ اور کس طرح آنا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میرا یہ حکم بھی سن لو کہ مصری یا عینس کے چھپ کا بھی خاتمه ضروری ہے کیونکہ اس نے یہ خط پاکیٹ بھیج کر ناقابل معافی جرم کیا ہے چنانچہ اب یہ کام بھی تمہارے ذمہ ہے کہ تم اس کا اسی طرح خاتمه کرو کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اسے قتل کیا گیا ہے، اور۔ —

دوسری طرف سے سرد بھی میں کہا گیا۔

”ٹھیک ہے باس، ایسا ہی ہو گا۔ آپ قطعی ہے نکر رہیں، طارم اپنا کام جلد ہی مکمل کرے گا اور پاکیٹ میکرٹ سروس نے اگر کوئی اقدام کیا تو اس سے ہم نہٹ لیں گے اور انٹیلی جنس کا چیف بھی انجام کو پہنچ جائے گا، اور، ابو سجاد نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے اور اینٹہ آں کا نس کر اس نے ٹرانسپیر کاٹن آن کو کے نائب کو ایک بار پھر گھانا متردع کر دیا۔ جندھوں بعد ایک اور فریکولنسی ایڈ جسٹ کر کے اس نے ٹرانسپیر کاٹن دبا دیا۔ ٹرانسپیر سے سائیس سائیس کی آواز سافی دینے لگی۔

* ابو سجاد کا لفگ طارم، اور، — ابو سجاد نے بار بار کال دینا

متردع کر دیا۔

”یس اس طارم اٹنڈ بگ لو، اور، — چند لمبھوں بعد ایک مردانہ

آواز سافی دی۔ بچھے میں حیرت کی جھنگکیاں نایاں ہتھیں۔

”طارم میر جی ابھی چھپ باس سے بات ہوئی ہے۔ چھپ باس نے تمہارے ذمے ایک اسی ترین مشن لگایا ہے پہلے اس کے لئے تمہیں ہمیڈ کوارٹر کی طرف سے ایک خط بھجوایا جا رہا تھا لیکن وہ خط تمہارے پاس لے جانیوالا ایجنت پکڑا گیا۔ اس نے قافلوں کے مطابق خودکشی کر لی۔ ہم نے وہ خط والیں حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن مصروفی حکومت نے وہ خط پاکیٹیاں حکومتیں و بھجوادیا کیونکہ اس میں پاکیٹیاں میں مشن کے متعلق نشانہ بھی نہیں۔ اب چھپ باس نے کہا ہے کہ دوبارہ خط بھجوانے کی بجائے میں درمیانی رابطے کے طور پر تمہیں ٹرانسپیر پر کال کر کے اپنے پاس بلاؤں اور تمہیں اس مشن کی تفصیلات سے آگاہ کر دوں اس نے تم فوراً میرے ٹوپل میں آ جاؤ، اور، — ابو سجاد نے فرم لیجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اگر چھپ باس کا حکم ہے تو ٹھیک ہے میں اور لا ہوں، اور، — دوسری طرف سے کہا گیا اور ابو سجاد نے اور اینٹہ آں کو کہہ کر ٹرانسپیر آن کیا اور پھر ٹھیکر کے کنارے پر رکھا ہوا بیٹھن دبا دیا۔ دوسرے سے لمحے دروازہ کھلنا اور دبی نوجوان اندر داخل ہوا۔

”یہ ٹرانسپیر لے جاؤ، — ابو سجاد نے اس سے مخاطب ہو کر کہ کہا اور نوجوان اثبات میں سر بلاتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے ایک طرف رکھا ہوا کو راٹھا کر اسے ٹرانسپیر پر چڑھایا اور پھر ٹرانسپیر اٹھا کر والیں چل دیا۔ ابو سجاد نے اتحہ بڑھا کر ایک سائیٹ پر موجود انٹہ کام کا ریسورٹھا یا اور ایک نمبر پر اس کو دیا۔

”یس باس، — دوسری طرف سے ایک آواز سافی دی۔

"راشد، اسارم ہٹول میں اڑا ہے جیسے ہی وہ ہٹول پہنچنے سے عزت دا احترام سے فوراً میرے کاروباری دفتر میں پہنچا دو اور اس سے پہلے ہمیڈ کوارٹر سے جو فائل آئی تھی وہ بھی میرے دفتر پہنچا دو!" — ابو الجند نے زم پہنچے میں کہا۔

"باس، اسارم اور ہمارے ہٹول میں یہ کیسے ممکن ہے؟" — دوسری طرف سے راشد کی انہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"اسارم ہمارے گروپ کا مخالف ضرور ہے راشد لیکن بہر حال دونوں گروپ ہمیڈ کوارٹر سے ہی متعلق ہیں اس لئے جیاں تک ہمیڈ کوارٹر کے کام کا تعلق ہے ہمارے درمیان کوئی مخالفت نہیں ہے۔" — ابو الجند نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس حکم کی تعییل ہو گی لیکن اگر اسارم کے ساتھی اس کے ساتھ وہ دائی کوئی یونانی دیلوتاگ رہا تھا۔ ویسے قومیت کے لحاظ سے بھی وہ یونانی الاصل تھا۔ فشرکیت میں اسارم کلب کا مالک تھا۔ اس کا بھی ایک منظم گروپ تھا جسے اسارم گروپ سمجھتے تھے۔ ابو الجند اور اسارم دونوں کے گروپ ایک دوسرے کے مخالف تھے اور اس لحاظ سے اسارم اور ابو الجند نے کہا اور ری یور رکھ کر دہ کہ سی سے اٹھا اور عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ھٹھری دیر بعد وہ ایک مخصوص لفت کے ذریعے اپنے کاروباری دفتر کے عقبی دروازے سک پہنچ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور انہائی شاندار انداز میں سبھے ہوئے دفتر میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ میز پر ایک فائل موجود تھی جس پر ہمیڈ کوارٹر کا مخصوص لشان موجود تھا۔ ابو الجند نے فائل کھولی اور اس کے مطابق میں مصروف ہو گیا۔ فائل میں ظاہر پشیدہ صرف چار صفحات تھے اور

پھر جیسے ہی اس نے فائل ختم کی میز پر رکھے ہوئے اندر کام کی گھنٹی بج کھٹی ابو الجند نے فائل بند کر کے اسے میز کی دراز میں رکھا اور رہا تھا بڑھا کر ریسیر اٹھا لیا۔

"یہ؟" — ابو الجند نے زم پہنچے میں کہا۔

"راشد بول رہا ہوں باس! اسارم کی کارگیٹ پر پہنچ چکی ہے؟" — راشد نے کہا۔

"او۔ کے؟" — ابو الجند نے کہا اور ری یور رکھ دیا پھر تین چار منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلنا اور ایک لمبے قد بھاری جسم کا ایک وجہہ اور خوبصورت نوجوان جس کے جسم پر گھر سے نیلے زنگ کا سوت تھا مسکراتا ہوا انہوں داخل ہوا۔ اس نوجوان کے چہرے کے خطوط یونانی تھے اور اس کے لبیوں پر انہائی جاذب مسکراہٹ کے ساتھ ساتھ فراخ پیشانی اور تیز چکدار آنکھوں کے ساتھ وہ دائی کوئی یونانی دیلوتاگ رہا تھا۔ ویسے قومیت کے لحاظ سے بھی وہ یونانی الاصل تھا۔ فشرکیت میں اسارم کلب کا مالک تھا۔ اس کا بھی ایک منظم گروپ تھا جسے اسارم گروپ سمجھتے تھے۔ ابو الجند اور اسارم دونوں کے گروپ ایک دوسرے کے مخالف تھے اور اس لحاظ سے اسارم اور ابو الجند نے کہا اور ری یور رکھ کر دہ کہ سی سے اٹھا اور عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کوئی ج سے پہلے کبھی ایسی نوبت ائم تھی یہی وجہ تھی کہ اسارم پہلی بار بلیک ٹار ہٹول آیا تھا۔

"خوش آمدید مسٹر اسارم،" — ابو الجند نے کرسی سے اٹھ کر اسے بڑھتے ہوئے انہائی زم اور دوسرا زم پہنچے میں کہا۔

”مشکریہ ابو بندجہ۔ بے حد شاندار دفتر بنایا ہے، بہت خوب مجھے
بے حد پسند آیا ہے۔“ — اشaram نے مسکراتے ہوئے کہا اور ابو بندجہ
نے بھی مسکراتے ہوئے اس کا مشکریہ ادا کیا۔ پھر سب سے پہلے ابو بندجہ نے
مالاری سے انہمی قیمتی شراب کی بوتل نکال کر اشaram کے سامنے رکھ دی۔
”مجھے معلوم ہے کہ تم خالص پیتے ہو، اس لئے میں نے جام اور برف
کا تکلف نہیں کیا۔“ — ابو بندجہ نے دوسرا بیٹل انہما کر اپنے سامنے
رکھتے ہوئے کہا۔

مشکریہ، تم اپنے مہمان نواز بھی ہو ابو بندجہ بس تھا را گرد پ بعض اوقات
سائل پیدا کر دیتا ہے ورنہ میں نے اچ محسوس کیا ہے کہ تم سے دوستی
ہو سکتی ہے؟“ — اشaram نے شراب کا ایک بڑا سا مگونٹ لیتے ہوئے
کہا۔

”اگر تم نے دوستی کی خواہیں ظاہر کی ہے تو میں پہچھے کیسے ہٹ سکتا
ہوں، اُو پھر اچ دوستی کر ہی لیں۔“ — ابو بندجہ نے اٹھ کر مصالحتے
کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور اشaram نے بھی اٹھ کر اس کا ہاتھ ھٹھا
اور دونوں نے انہمی گرم مجوہی سے مصالحت کیا۔

”او، کے، اشaram اچ سے ابو بندجہ کا کوئی آدمی تھا رے کام میں رکاوٹ
نہیں ڈالے گا بلکہ اگر ضرورت پڑی تو ابو بندجہ گرد پ ہمیشہ تھا ری ہد کے
لئے موجود ہو گا۔“ — ابو بندجہ نے انہمی تعلوم بھرے بیجے میں کہا۔

مشکریہ ابو بندجہ اچ کے بعد تھیں اور تھا رے گرد پ کو بھی بھی اشaram
گرد پ سے کوئی شکایت نہ ہوگی۔ — اشaram نے کہا اور پھر ان
دوں نے مسکراتے ہوئے دوبارہ شراب کی بوتلیں انہماں اسیں اور جس طرح

دوستی کے انہمار کے لئے جام مکرا نے جائے ہی اس ارجمند نے بوتلیں
مکرا نہیں اور پھر دونوں نے اپنی اپنی بوتل سے بھے بھے مگونٹ لینے شروع
کر دیتے۔ جب دونوں کی بوتلیں ختم ہو گئیں تو انہوں نے میز پر رکھے ہوئے
ٹشوپپر کے ڈبل سے خوشبو دار ٹشوپپر کھینچنے اور منہ صاف کرنا شروع کر دیا
”ہاں اب تھا ابو بندجہ کی مسئلہ ہے۔“ — اشaram نے سنجیدہ
ہیجے میں کہا۔ اس کے پھرے سے ہرگز محسوس نہ ہو رہا تھا کہ انہمی تیز
شراب کی پوری بوتل اس کے حلقت سے اتر چکی ہے اور یہی پوزیشن ابو بندجہ
کی بھتی۔

”تم نے پاکیشیا سے ایک سامنہ دان عورت جس کا نام مادام تاؤ ہے اسے
دوستانہ انداز میں ساختہ لے آتا ہے، اخنوں نہیں کرنا۔“ — پاکیشیا دار الحکومت
سے پچاس کھل میرٹ کے فاصلے پر ایک قصبه شاہراں ہے۔ یہ پورا قصبه اس
عورت کی ملکیت میں ہے اور شاہراں میں وہ اپنے ایک دیسے دعوییں مغل میں
رہتی ہے، نوجوان عورت ہے اور خوبصورت بھی ہے لیکن روپر ٹھیک ہے
کہ اس کا ذہن غیر متوازن ہے اس لئے اسے ڈیل کرنا بے حد مشکل ہے
لیکن یہ مادام تاؤ جرا ثیم کی انہمی ماہر ترین سامنہ دان ہے چنانچہ باس
نے اس کام کے لئے تھا را انخاب کیا ہے کیونکہ باس کے مطالبہ تم عورتوں
کو قابو میں کرنے کی غیر معمولی صلاحیتیں رکھتے ہو، اب تھا رے ذمہ دشمن
ہے کہ تم پاکیشیا جاؤ اور جا کر اس مادام تاؤ کو کسی نہ کسی طرح اس بات پر
آمادہ کرو کر وہ تھا رے ساختہ آنے پر رضا منہ ہو جائے اور تم اسے لے کر
یہاں مھرائی کی بجائے سوداں پہنچو کے اور سوداں پہنچ کر تم ہوٹل عنایات
میں قیام کرو کے اور اپنی آمد کی اطلاع ٹرانسپریٹ پر مجھے دے دو گے، میں

باس کو اعلان کر دوں گا اور جن لوگوں کے لئے یہ کام ہماری تنظیم سراسنجم
دے رہی ہے وہ لوگ ہٹول عیاث میں آکر اس مادام تاؤ کو اپنے ساتھ لے
جائیں گے اور تم والپس یہاں مفرّجاء گے۔ — ابو الجند نے پوری
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے یہ کام آسانی سے ہو جائے گا لیکن تم نے بتایا اتحاد کو کونی
ایجنت پکڑا کیا ہے اور کونی خدا حکومت پاکیشیا کو سمجھوایا گیا ہے وہ کیا پکر
ہے۔“ — اسراں نے کہا۔

”چیف بس نے پہلے براہ راست تمہارے ذمے کام لکھنا بھتا چنانچہ
ایک خصوصی خط تم تک پہنچانا احتہا۔ اس خط کے ملتے ہی تم چیف بس سے
رالیٹر قائم کرتے اور تمہیں اس مشن پر بھیج دیا جاتا۔ چیف بس کے حکم پر ایک
خصوصی آدمی کو ہسید کوارٹر جیسا گیا جیاں سے وہ خط کے کر تمہارے پاس
اڑا بھتا کر بنجنے کس طرح راستے میں مفری پولیس کے ہتھے چڑھ گیا چونکہ
اسے ہسید کوارٹر کا علم بھا اس لئے قانون کے مطابق اس ایجنت نے
خود کشی کر لی ہے لیکن چونکہ اس خط میں پاکیشیا اور تنظیم کا حوالہ بھا اس لئے مفری
حکومت نے یہ خط پاکیشی حکومت کو سمجھوادیا۔ چنانچہ مجھے جب یہ اعلام ملی
تو میں پریشان ہو گی لیکن چیف بس نے مجھے بتایا ہے کہ ٹھیک ہے کہ
اس خط کے ذریعے تنظیم کا نام پہلی بار سامنے آیا ہے میں صرف اس خط کی
بنیا پر کسی خورت ٹھیکی تنظیم کو ٹریس نہیں کیا جاسکتا اور بس نے بتایا ہے کہ
اس مادام تاؤ کا کوئی تسلیق پاکیشی حکومت سے نہ ہے اور نہ وہ کسی سے ملتی
چلتی ہے۔ اس لئے تمہیں کوئی پریشانی نہ ہوگی۔“ — ابو الجند نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے ٹھیک ہے۔ اس مادام تاؤ کے متعلق مزید تفصیلات بتاؤ
تاکہ میں اس پر جال ڈالنے کے لئے منصوبہ بندی کر سکوں۔“ — اسراں
نے کہا۔

”یہ فائل ہے، اس میں مادام تاؤ کا تازہ ترین فوٹو بھی ہے اور اس
کے متعلق ضروری تفصیلات بھی، اب یہ سوچتا تمہارا کام ہے کہ تم اس
عورت کو کس طرح قابلہ میں کرتے ہو۔ بہر حال اب یہ بات تو تمہیں کہنے کی
صجزورت نہیں ہے کہ تنظیم کا نام کسی صورت بھی تمہاری زبان پر تمہیں آنا پاہیے۔
ابو الجند نے کہا اور میر کی دراز سے وہ فائل نکال کر جس پر تنظیم کا مخصوص نشان
بھتا اسراں کی طرف بڑھا دی۔

”تم فکر نہ کرو، یہ عورت کیا حیثیت رکھتی ہے، میں تے ایسی ایسی عورتوں
کو اپنا دیوانہ بنالیا بھا جن کے متعلق کوئی ایسا کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔“
اسراں نے فائل لیتے ہوئے کہا۔ اس نے فائل کھول کر اس میں موجود مادام
تاؤ کا فوٹو دیکھا اور پھر مسکرا کر فائل بند کر دی۔

”او۔ کے اب اجازت۔“ — اسراں نے اٹھتے ہوئے کہا۔
”او۔ ایک اور ضروری بات تو میرے ذہن سے بھی نکل گئی تھی چیف
باس اس مشن کو جلد از جلد مکمل کرانا چاہتا ہے۔ ایک ہفتہ کافی رہے گا۔“
ابو الجند نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اوہ ایک ہفتہ تو اہمی کم مہلت ہے۔ اگر اس عورت کو اخواز کرنا ہوتا
تو پھر تو یہ مدت ٹھیک ہتھی یکون ایک غیر متوازن ذہن کی عورت کو قابل کر کے
سوڑاں لے آئے اور پھر اس سے یہ بارٹری میں کام کراتے کے لئے رہیں
یہے حکم ہے۔ پاکیشیا چانے اور ان میں بھی کافی وقت مگ سکتا ہے۔“

اٹارم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارے تھیال میں اس کام سے لئے کتنے دن ہونے چاہیں؟" —
ابو نجد نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کم از کم پندرہ روز" دیلیسے میں اپنی طرف سے پوری کوشش کر دی گا کہ
کام جلد سے جلد مکمل ہو جائے۔ — اٹارم نے کہا۔

"او۔ کے تم کام کر دیا باقی میں دیکھ لوں گا" — ابو نجد نے کہا تو
اٹارم نے مسکراتے ہوئے اس کا شکر برادا کیا اور پھر غائل تباہ کر کے کوٹ
کی اندر ونی جبیب میں رکھ کر وہ دروازے کی طرف مرڑ گیا۔

"تو یہ بوجانو کوئی مصری تنظیم ہے لیکن اسے یہاں کیا مشن دریافتی ہو سکتا
ہے؟" — بلیک زیر دنے پیغام والے کاغذ کو پڑھتے ہوئے کہا۔ عمران
پروفیسر داشن سے طلنے کے بعد سیدھا داشن منزل پہنچا تھا، بلیک زیر دنے
اسے بتایا کہ بوجانو نام کا کوئی لفظ اسے لامبری میں موجود کسی لفظ میں نہیں
ملا تو عمران نے اسے پروفیسر داشن سے طلنے اور اس سے ہونے والی تمام
بات چیت سے آگاہ کر دیا تھا۔

"کوئی نہ کوئی مشن تو بہر حال ہو گا جس کے لئے وہ کسی اٹارم کو یہاں بھینا
چاہ رہا تھا، ذرا میری خصوصی فون ڈائری نکالنا" — عمران نے کہا۔ اور
بلیک زیر دنے اٹھ کر ایک الماری سے ایک چھپوٹی سی ڈائری نکال کر عمران کے
ہاتھ میں دے دی۔ عمران نے ڈائری کھولی اور اس کے صفحے پلٹٹے، مسروع کر دئے
چند لمحوں بعد ایک صفحے پر اس کی نظریں رک گئیں۔ وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا
پھر اس نے ایک طویل سالس لیتے ہوئے ڈائری بندہ کر کے میز پر رکھی اور

شیلیفون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔
 ”مصر کا خصوصی رابط نمبر کیا ہے؟“ — عمران نے بلیک زیر و
 سے پوچھا تو بلیک زیر و نے میز کے شیشے کے نیچے لگے ہوئے چارٹ میں سے
 چیک کر کے کوڈ نمبر بتا دیا، چونکہ اکٹھ مختلف ملکوں کے رابط نمبرز کی ضرورت
 پیش آتی رہتی تھی اس لئے بلیک زیر و نے تقریباً تمام چھوٹے ٹریے ملکوں کے
 مخصوص فون کوڈ نمبرز کا چارٹ بنایا کہ میز پر شیشے کے نیچے رکھ دیا تھا۔
 عمران نے ریسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے لشروع کر دیتے۔
 ”روز کلب؟“ — رابط قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی
 دی، لہجہ مصری تھا۔

”روز کلب میں ایک صاحب ہوتے ہیں غازی، کیا وہ اس وقت موجود
 ہیں؟“ — عمران نے انگریزی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔
 ”غازی بن ناصر — ہاں وہ اپنے دفتر ہیں ہیں، کون صاحب بات کرنا
 چاہتے ہیں؟“ — اس لڑکی نے انگریزی زبان میں پوچھا۔
 ”نصف بن سالم؟“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا.
 ”میا مطلب — یہ کیا نام ہے؟“ — لڑکی نے بُری طرح
 چونکتے ہوئے کہا۔
 ”اگر آپ کو پسند نہیں تو بدلتوں گا، فی الحال اس غازی بن شہید ادہ
 ساری غازی بن ناصر سے بات کرادی سمجھئے؟“ — عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔

”بیلوغازی بول رہا ہوں؟“ — چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز
 سنائی دی۔

”تمہارے ماں باپ نے سجنے تھے اور انہیم کیا سوچ کر غازی کی رکھ دیا ہے
 جیکہ تمہارا نام تو شہید ہونا چاہیے بلکہ شہید ناز؟“ — عمران نے کھلکھلتے
 ہوئے کہا۔
 ”کون صاحب؟“ — دوسری طرف سے انہماں ہیرت بھرے
 بچے میں کہا گیا۔
 ”اصل غازی — تمہاری طرح فمالٹی غازی نہیں ہوں؟“ — عمران
 نے کہا۔
 ”ارے اوه، اب میں پہچان گی تم علی عمران بول رہے ہوں؟“ —
 اس پار دوسری طرف سے ہیرت بھرے انداز میں کہا گیا۔
 ”شکریہ، درنہ میں تو سمجھا تھا کہ مصریوں کا حافظ مصری کھا کھا کر جائے
 بڑھنے کے ختم ہو گیا ہے۔ وہ تمہارے کلب کی استقبالیہ پر موجود محترم کو جب
 میں نے اپنا نام نصف بن سالم بتایا تو کہنے لگی کہ مجھے پسند نہیں ہے؟“ —
 عمران کی زبان روای ہو گئی اور غازی سے اختیار قبیله مار کر ہنس پڑا۔
 ”تم نے نام ہیں ایسا بتایا ہے نصف بن سالم — دیسے ایک بات تو
 بتاؤ جاتے ہوئے تو تم نے وعدہ کیا تھا کہ جاتے ہی فون کر دیں گا۔ اپنا فون نمبر
 چیز نہ بتایا تھا لیکن اب جانتے ہو کئے عرصے بعد فون کر رہے ہوئے۔“ —
 غازی نے شکامت بھرے بچے میں کہا۔

”عرصہ — ارے تمہارے ہاں بستے کو سال تو نہیں کہتے۔ پھر حال یہ ہیں
 بعد میں کریں گے۔ فی الحال تم یہ بتاؤ کہ مصر کے ایک شخص اشرام کو جانتے
 ہوئے۔“ — عمران نے پوچھا۔
 ”اشرام — ہاں اچھی طرح جانتا ہوں۔ کیوں تم اس سے کیسے واقع

ہو: — غازی کے لیجے میں بے پناہ حیرت رکھتی۔

”اس نے مجھ سے رابطہ قائم کیا ہے کہ وہ پاکیشا میں کوئی بڑا سودا کرنا چاہتا ہے۔ میں نے سوچا کہ ہبھے اس سے متعلق تفصیلی معلومات حاصل کرلوں اس لئے فون کیا تھا:“ — عمران نے گول مول ساجواب دیتے ہوئے کہا۔

”اٹارم ہے تو کافی بڑا مجرم، پورا گروپ ہے اس کا اور یہاں فرشتکیک میں اس کا نام چند لگنے چلنے بد معاشوں میں لیا جاتا ہے اور ابھی چند لمحے پہلے مجھے ایک اطلاع ایسی ملی ہے کہ اگر وہ پسح ہے تو پھر سمجھو کہ اٹارم کا تاریخ اور بھی عروج پڑائیجے چاہے گا۔ یہاں فرشتکیک میں سب سے بڑا گروپ ابو سجد کا ہے، بلیک ٹارہوٹل کے ماںک اٹارم اور اس کے درمیان منافق ہتھی لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ اٹارم اور ابو سجد میں دوستی ہو گئی ہے۔ اس سے یقیناً اٹارم کو بھی تقویت طے کی لیکن وہ وہاں پاکیشا میں نیا سودا کرنا چاہتا ہے۔ بہر حال اتنا بڑا مجرم بھی نہیں کہ پاکیشا سکپ پنچ سکے۔ اس کا گروپ تو یہاں مفترکہ ہی محمد و درہ کر کام کرتا ہے:“ — غازی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ اٹارم کس تنظیم سے متعلق ہے؟“ — عمران نے پوچھا۔
”تنظیم سے نہیں، وہ اس ٹارپ کا ادمی نہیں ہے، بڑا آزاد منش
ادمی ہے، اس کا ذاتی طور پر شغل امیر بودھی عورتوں کو اپنی بے پناہ مردانہ وجہت اور حیرت انگریز صلاحیتوں سے بیوقوف بنانے کے لئے کثیر دولت
سمیعتا ہے۔ لیکن اس کا گروپ ہر قسم کے جرام میں ملوث رہتا ہے۔ بہر حال آج
تمکے بھی یہ بات سنی نہیں کہ کسی تنظیم سے متعلق ہو:“ — غازی نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم نے کبھی بوگانو نام کی کسی تنظیم کی بایت سُنا ہے؟“ — عمران نے پوچھا۔

”بوگانو نہیں۔ پہلی بار یہ نام تمہارے ہی منہ سے سُن رہا ہوں مگر تم یہ ساری باتیں کیوں پوچھ رہے ہوئے ہوئے:“ — غازی نے حیرت بھرے بیجے میں کہما۔

” بتایا تو ہے کہ اٹارم ایک تنظیم بوگانو کے نام پر بڑا سودا کرنا چاہتا ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ سودے سے پہلے اس سارے معاملے کے بارے میں چھان بین کر لوں اور سنو تم میرے دوست ہو اس لئے دوستہ طور پر یہیں تھیں ایک افراد کرتا ہوں اگر تم مجھے بوگانو کے بارے میں اور اٹارم کی موجودہ مصروفیا کے بارے میں سے زیادہ تفصیلات معلوم کر کے بتا سکو تو میں اس کے بدلتے میں تھیں دو ہزار مھری پونڈ دینے کے لئے تیار ہوئے:“ — عمران نے کہما۔

” سن عمران، میں تم سے کوئی بات چھپانا نہیں چاہتا۔ یہاں فرشتکیک میں ایک ایسا ادمی ہے جو خفیہ طور پر معلومات فراہم کرنے کا دھنڈہ کرتا ہے، انہما فی قابلِ اعتماد ادمی ہے اور میرا ذاتی دوست بھی ہے۔ اس نے اس کے لئے باقاعدہ خفیہ ایجادیں بنائی ہوئی ہے۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ فرشتکیک میں ہونے والے ہر دانتے سے چوبیس لگنے پہلے واقف ہو جاتا ہے لیکن اس کی فنیں بلے ددھاری ہے۔ وہ پانچ ہزار مھری پونڈ لیتا ہے اور تم کہو تو میں پانچ ہزار پونڈ اسے دے کر یہ معلومات ایک لگنے کے اندر مانسل کر سکتا ہوں لیکن یہ بتا دوں کہ میں عزیب ادمی ہوں:“ —

غازی نے کہا۔

"او۔ کے مجھے تم پر اعتماد ہے۔ تم اپنا جگہ اکاؤنٹ نمبر بتا دو، میں ایک لمحنے کے اندر تمہارے اکاؤنٹ میں «صونھراہ مھری پونڈ جسے کرا سکتا ہوں مگر مشرط یہی ہے کہ معلومات مصدقہ ہوں اور دوسری بات یہ کہ کسی کو یہ معاوضہ نہ ہو سکے کہ یہ معلومات میں حاصل کر رہا ہو۔ مجھے خاص طور پر الیسی معلومات چاہیں جن کا تعلق اسلام، بوگانووا اور پاکستانی سے ہو۔" — عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے، مل جائیں گی۔" — غازی نے خوش موتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اکاؤنٹ نمبر بتایا۔

"او۔ کے رقم پہنچ جانے کی۔ بے نکر ہو۔" — عمران نے کہا۔ "تم اپنا فون نمبر بتا دو، میں ایک لمحنے کے اندر تمہیں فون کر کے تمام معلومات بتا دیں گا۔" — غازی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں ایک لمحنے بعد خود ہی فون کر لوں گا۔" — عمران نے کہا اور لیسپور رکھ دیا اور پھر ایک کاغذ پر غازی کا بتایا ہوا اکاؤنٹ نمبر اور بنک نام لکھ کر عمران نے کاغذ بٹیک زیر و کی طرف بڑھا دیا۔

"فوری طور پر اس اکاؤنٹ میں رقم بھجوادو، غازی سے ہمیں اور بھی بہت کچھ فائدہ مل سکتا ہے۔ میں اس دوران لا سبیری میں جا کر اس بوگانو کے پارے میں ریسچر درک کرتا ہوں۔ شاید کہیں پرانی فائلوں میں کچھ دستیاب ہو جائے۔" — عمران نے کہا اور اٹھ کر لا سبیری کی طرف جانے والے دروازے کی طرف بڑھ لیا۔ پھر اس کی والیسی فقریہ ایک لمحنے بعد ہی ہوئی۔

"کچھ پتہ چلا۔" — بلیک زیر و نے اشیاق بھرے بجھے میں کہا۔

"بس وہی کچھ معلوم ہوا ہے جتنا پروفیسر والش نے بتایا تھا بھال اس بوگانو مسید کے بارے میں تفصیلات اور اس کا لفظ مل گیا بھے شاید کام دے جائے، میں ذرا غازی سے پوچھ لوں کہ اس نے کیا کیا ہے۔" — عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"یر غازی صاحب شاید آپ کے تب دوست بنے ہوں گے، جب آپ فیاض کے ساتھ مصر گئے تھے وہ گولڈن لینڈ والے مشن کے سلسلے میں۔" بلیک زیر و نے کہا۔

"ہاں بساتفاقاً طاقتات ہو گئی، کام کا ادمی تھا اس لئے میں نے سوچا کہ شاید کبھی دوبارہ کام پڑ جائے۔" — عمران نے اثبات میں برہن لاتے ہوئے کہا۔ اور لیسپور اٹھا کر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے سے بڑا بڑا ہے۔ "روز کلب" — رابطہ قائم ہوتے ہی وہی نسوائی آواز سنائی دی جس سے ایک لمحنے پہلے عمران کی بات ہوئی تھی۔

"ابھی تک نصف بن سالم ہی ہوئی۔ ویسے اگر تم ساتھ دینے کا وعدہ کرو تو شاید نصف سے سالم بھی ہو جاؤں اور دو چار اور نصف بھی وجود میں آجائیں۔" عمران نے مسکلتے ہوئے کہا۔ دوسری طرف چند لمحے تو خاموشی طاری رہی، جیسے وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ رہی ہو، پھر وہ کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"اوہ تم بے حد خوبصورت اور بھری باتیں کرتے ہو، کیا تم مجھے شادی کا پیغام دے رہے ہو مگر میری تو منگنی ہو چکی ہے۔" — اس بار دوسری لفڑ سے بولنے والی نے انتہائی بے تکلفا نہ ہیجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں، میں نہ سبھی کوئی اور سالم ہو جائے گا۔ عازمی بن ناصر موجود ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔“ دوسری طرف سے ہنسنے ہوئے کہا گیا اور چند لمحوں بعد غازی کی آواز سنافی دی۔

”یہ عازمی بول رہا ہوں۔“ عازمی کا ہجہ کار و باری تھا شاید اس لڑکی نے صرف فون ٹلایا تھا کوئی بات نہیں بھتی۔

”نصف بن سالم بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”اوہ عمران صاحب میں آپ کی کال کا منتظر مھقا۔ رقم نوزی طور پر بھینبھے کا شکریہ، بھی بھتوڑی دیر پہلے مجھے بنک نے فون پر رقم پہنچ جانے کی اطلاع دے دی ہے، میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں اور یہ معلومات نیرے لئے تو خاصی حیران کن ہیں۔“ عازمی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کیا معلومات ہیں۔“ عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

”بوگانو کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اس نام کی واقعی ایک خفیہ تنظیم موجود ہے اور قاہرہ میں ابو بجاد اس کا سب سے بڑا ایجنت ہے اور اس اسٹارم گروپ بھی اس تنظیم کا مجرم ہے۔ اس تنظیم کا ہمید کوارٹ اور دوسری تفصیلات کا بہ جال علم نہیں ہو سکا۔ اس اسٹارم کے متعلق ایک حیرت انگیز بات کا پتہ چلا ہے کہ اس اسٹارم نے خلاف موقع ابو بجاد کے ہوٹل بلیک ٹار میں ایکے با کر اس سے بڑی طویل خفیہ ملاقات کی ہے اور اس کے بعد ہی ان دونوں گروپوں کے درمیان دوستی کا اعلان بھی ہوا ہے، معلومات ذرخخت کرنے والے آدمی جس کا نام سعد حمال ہے اس نے میرے ہمچنے پر فوری طور پر اس ملاقات کی تفصیلات حاصل کی ہیں کیونکہ ابو بجاد کے کار و باری دفتر میں ہونے والی ہر ملاقات کا باقاعدہ

ٹیپ رکھا جاتا ہے اور اس ٹیپ کی مدد سے یہ معلوم ہوا ہے کہ ابو بجاد نے اس اسٹارم کو بوگانو تنظیم کے چیف بیس کے حکم پر بلا یا تھا۔ اس اسٹارم کے ذمہ یہ کام لگایا ہے کہ وہ پاکیشیا میں جرا شیوں پر تحقیقات کرنے والی کسی سامنہ دان عورت مادام تاؤ کو اپنی مخصوص صلاحیتوں سے کام لیتے ہوئے اسے آمادہ کر کے سوڈاں لے جائے جہاں پہنچ کر وہ ابو بجاد کو اطلاع دے گا اور ابو بجاد تنظیم کے ہمید کوارٹ اطلاع دے کہ اس عورت کو ہمید کوارٹ کی ایسی لیبارٹری میں لے جائے گا جہاں جرا شیوں پر تحقیقات ہو رہی ہے۔ ایسے جرا شیوں پر جن سے اپنہاں نو فناک پیاری پہلیتی ہے تنظیم ان جرا شیوں کی مدد سے حکومتوں کو بلیک میل کر کے دولت کمانا چاہتی ہے۔ یہ مادام تاؤ پاکیشیا کے دارالحکومت کے قریب کسی قبصے شاپر ان میں رہتی ہے اور یہ بات بھی معلوم ہو چکی ہے کہ اس اسٹارم اسی روز پاکیشیا روائی ہو گیا تھا اور یاں اس ٹیپ سے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ پہلے اس تنظیم کے ہمید کوارٹ سے کوئی خط اس اسٹارم کو لکھا گیا تھا لیکن وہ خطے جانے والا پکڑا گیا۔ اس نے خود کشی کر لی اور پھر وہ خط حکومت مصروف حکومت پاکیشیا کو بھیج دیا، جسے پاکیشیا سیکرٹ مردوں کے حوالے کر دیا گیا ہے لیسی پہی معلومات مل سکی ہیں۔“ عازمی نے تفصیلات بتاتے ہوئے ہوئے کہا۔

”بلیک ہے اتنی بھی کافی ہیں شکریہ۔“ عمران نے کہا اور پیسوور رکھ دیا۔

”تو مسئلہ مادام تاؤ کوئے چائے کا تھا۔“ عمران نے ایک طویل سائنس لیتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد اس نے ایک بار پھر پیسوور رکھا اور نمبر ڈائل کرنے لشروع کر دیتے۔

”مادام تاؤ پیلس۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ اواز

ثانی دی۔

۵۰

”میں علی عمران بول رہا ہوں، مادام تاؤ سے بات کراؤ“ — عمران
نے سمجھیدہ بچھے میں کہا۔
”مادام تاؤ موجود نہیں ہیں، میں ان کا سیکرٹری بول رہا ہوں،“ —
دوسرا طرف سے جواب دیا گیا۔

”کہاں گئی ہیں وہ؟“ — عمران نے پیچھے سے بچھے میں پوچھا۔
”عمران صاحب، میں آپ کو جانتا ہوں اس لئے بتا رہا ہوں ورنہ مادام
تاؤ کا تو یہی حکم ہے کہ ان کی مصروفیات کے بازے میں کسی کو نہ بتایا جائے۔
تین چار روز پہلے ایک سیاح اشام مادام سے ملنے آیا اور پھر مادام تاؤ نے
اسے اپنے پاس لے گیا۔ مادام تاؤ کا دوسرا روز پروگرام اپ لینڈ میں بیکم
رضنا کے پاس جانے کا تھا کیونکہ بیکم رضنا نے ان کی دعوت کر کھی تھی چنانچہ مادام
تاؤ اس سیاح دوست کو بھی اپنے ہمراہ اپ لینڈ لے گئی ہیں، اب بتانے والے
والپس ہیں：“ — دوسرا طرف سے سیکرٹری نے تفصیل بتاتے ہوئے
کہا۔

”اوہ اچھا ٹھیک ہے شکریہ؟“ — عمران نے کہا اور جلدی سے
کر ٹول دبا کر اس نے نہر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
”یہ رضا ہاؤس“ — رابطہ قائم ہوتے ہی ایک اوپر سانی
دی۔

”میں پاکیشی سے علی عمران بول رہا ہوں، بیکم صاحب سے بات کرائیں،
عمران نے سمجھیدہ بچھے میں کہا۔
”بیکم صاحبہ مک سے باہر ہیں،“ — دوسرا طرف سے جواب

۵۱

دیا گیا۔

”کب سے گئی ہیں؟“ — عمران نے چوہک کر لپوچھا۔

”ان کی ایک دوست مادام تاؤ پاکیشی سے آئی تھیں۔ ان کے ساتھ ان کا
دوست بھی تھا اشام، پھر اچانک ان کا پروگرام سوڈان جانے کا بن گیا۔
پس پچھے بیکم صاحبہ مادام تاؤ اور ان کا دوست تینوں کل دوپہر کی فلائٹ سے
سوڈان پلے گئے ہیں، بیکم صاحبہ نے کہا تو تھا کہ سوڈان پہنچتے ہی وہ اعلاء
ہیں گی لیکن ابھی تک ان کی طرف سے کوئی اعلاء نہیں ملی۔“ —
دوسرا طرف سے تفصیل سے جواب دیا گیا۔

”سوڈان میں ان کا کوئی خاص پتہ؟“ — عمران نے ہونٹ پہنچتے
ہے پوچھا۔

”معلوم نہیں جناب، وہ سیاحت کے موڑ میں گئی ہیں۔“ — دوسرا
طرف سے کہا گیا اور عمران نے شکریہ کہہ کر ریسور کہ دیا۔

”وہ لوگوں اپنے مشن میں کامیاب بھی جو گئی اور تم یہاں بیٹھے گئے
ہوئے اکھاڑ رہے ہیں؟“ — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ مادام تاؤ تو انہماں عجیب ٹائپ کی عورت ہے، وہ اتنی جلدی اس
اشام کے قابو میں کیسے اگئی اور پھر مادام رضنا کو بھی ساتھ لے گئی۔“ —
لیکن زیر دنے حیرت پھر سے بچھے میں کہا۔

”پتہ نہیں اس اشام میں کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں؟“ —
دران نے ناخوشگوار سے بچھے میں کہا اور ایک بار پھر اس نے ریسور اٹھا کر
نہر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”جی، صاحب؟“ — رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بوڑھی سی آواز

سافی دی اور عمران پہچان گیا کہ وہ سرسلطان کا خاندانی ملازم بابا الہی بخش ہے۔

”عمران بول رہا ہوں بابا — تمہارے بڑے صاحب دفتر سے آجئے ہیں یا ابھی دفتر میں ہی دھرنامارے بیٹھے ہیں؟“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ابھی مختوڑی دیر پہلے آئے ہیں چھوٹے صاحب — بات کروں؟“ — دوسری طرف سے بابا الہی بخش نے انہمی محبت بھرے ہیجے میں کہا۔ ”ہاں کروں؟“ — عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد ریسیور پر سرسلطان کی آواز سافی دی۔

”ہیلو، سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹھے — خیریت، اس وقت نون کیا ہے؟“ — سرسلطان کے ہیجے میں آشولیں کی جعلکیاں نہیاں تھیں۔ ”پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کب ریٹائر ہو دے ہے ہیں؟“ — عمران نے سمجھیدہ ہیجے میں کہا۔

”ریٹائر — کیوں، تم کیوں پوچھ رہے ہو؟“ — سرسلطان کے ہیجے میں پہلے پناہ حیرت تھی۔

”اس لئے کہ اگر ریٹائرمنٹ میں زیادہ عرصہ ہو تو آپ طویل رخصت لے کر دو چار سال اڑا میں اب کام کر کے آپ خاصے تباہ کرے ہیں؟“ — عمران نے اسی طرح سمجھیدہ ہیجے میں کہا۔

”تمہارا مطلب کیا ہے — اگر یہ مذاق ہے تو مجھے ایسا توہین آہیز مذاق ہرگز پسند نہیں ہے؟“ — سرسلطان نے غصیلے ہیجے میں کہا۔

”آپ کے فائدے میں مشورہ دے رہا ہوں جناب، ورنہ اگر آپ اسی طرح

جولتے رہئے تو پاکیشیا کے لئے بڑے سائل پیدا ہو سکتے ہیں؟“ —

عمران بدستور سنجیدہ تھا۔

”بھولتا رہا — آخر تم کیا پہلیاں بھجوڑا رہے ہو، خواہ مخواہ پر لشان کر دیا ہے تم نے، کھل کر بات کرو؟“ — سرسلطان کا غصہ اور بڑھ کیا۔

”یہ بتائیں کہ مصری حکومت کی طرف سے آئے والادہ بوجگانو تنظیم والا خط آپ کو کب ملا تھا؟“ — عمران نے کہا۔

”اوہ، اوہ کیا کوئی کڑ بڑا بوجگی ہے، دیری بیڈ — وہ مجھے ایک ہفتہ پہلے ملا تھا لیکن حقیقت یہی ہے کہ میں ان دونوں وزارت خارجہ کے انہمی اہم ترین کاموں کی وجہ سے اسے لکیر بھول گیا تھا۔ تم جانتے تو ہوا جگہ کل میں الاقوامی صورت حال کس قدر تشویشناک ہے اس لئے میں بے حد مصروف رہا۔ اج بھی صبح اچانک ناشہ کرتے ہوئے مجھے اس کا خیال آگیا تو میں نے تمہیں دفتر جانے سے پہلے فون کر دیا لیکن وہ تو بس ایک پیغام تھا

کیا ہوا ہے؟“ — سرسلطان نے انہمی معدودت خواہانہ ہیجے میں کہا۔

”اور تو کچھ نہیں، بس آتا ہوا ہے کہ وہ بوجگانو تنظیم اس دوران پاکیشی میں اپنا مشن مکمل بھی کر چکی ہے؟“ — عمران نے طنزیہ ہیجے میں کہا۔

”مشن مکمل کر چکی ہے، کون مشن، کیا مشن؟“ — سرسلطان نے بڑی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

”میں نے اس خط کے ملنے پر مکمل تحقیقات کی ہیں۔ بوجگانو مصرا کی ایک خفیہ تنظیم ہے جو کسی خوفناک بیماری کے جراحتیوں پر کام کر رہی ہے۔ اس سے اس کا مقصد کسی بھی مذکور میں خوفناک بیماری پھیلایا کر اس مذک کو بکیل

کر کے دولت کانا ہے۔ فی الحال تو یہی مقصد سامنے آیا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ اصل بات کوئی اور ہو۔ بہر حال اس تحقیقات کے لئے انہیں پاکیشیا میں جرا شمول کی ماہر سائنسدان مادام تاؤ کا تعاون چاہیے تھا چنانچہ الہوں نے اپنا ایک خاص ادمی اسٹارم یہاں بھیجا جس کا ذکر اس خط میں بھی تھا اور وہ مادام تاؤ کو ساتھ لے کر پہلے اپ لینڈ کیا جہاں جرا شمول کی بھی ایک اور سائنسدان بیگم رضا رہستی ہیں اور پھر وہ تینوں سوداں چلے گئے جہاں سے انہیں اس تنظیم کے بیڑہ کوارٹر لے جایا گیا ہو گا بس یہی مشن تھا جس کا اس خط میں ذکر تھا، اگر مجھے آپ یہ خط فوری طور پر دے دیتے تو اسٹارم اتنی آسانی سے دو خواتین سائنسدانوں کو نہ لے جاتا۔ یہ ساری تفصیل معلوم ہوتے پر مجھے اچانک خط پر پڑی ہوئی تاریخ یاد آگئی اور میں سمجھ گیا کہ آپ اسے مجھے تک پہنچانا چوں گئے ہے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یا تو آپ ریٹائر ہو جائیں یا پھر طویل رخصت لے کر ارام فرمائیں کیونکہ اس مادام تاؤ اور بیگم رضا کی گو کوئی مسکاری حیثیت نہیں ہے اور نہ ہی ان سے جانے سے پاکیشیا کو کوئی نقصان پہنچے گا لیکن الگوی کوئی ایسی بات ہوئی تو پھر آپ بتائیں کہ کس قدر نقصان ہو سکتا تھا۔ عمران نے سنجیدہ مجھے میں کہا۔

”مجھے بے حد انسوس ہے عمران بیٹے، واقعی مجھ سے بے حد عقلت ہوئی ہے، تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اب میں یقیناً بوڑھا ہو گیا ہوں اور مجھے ریٹائر ہو جانا چاہیے، اور میں صبح ہی اپنی ریٹائرمنٹ کا کیس بناؤ کر صدر مملکت کو پھجوادوں گا۔“ — سرسلطان نے انہیں مالپوسا نہ لجھے میں کہا۔

”ارے ارے آپ سنجیدہ ہو گئے، ارے بوڑھے ہوں آپ کے دشمن ابھی تو آپ نے تم شاریاں اور کرنی ہیں کیونکہ تم کا سکوپ باقی ہے۔ میں تو

ذائق کر رہا تھا۔“ — عمران نے سرسلطان کے سنجیدہ ہوتے ہی مسکرا کر کہا۔

”تمہارا شکر یہ عمران، لیکن تم نے واقعی مجھے احساس دلا دیا ہے کہ اگر میں نے اس معاملے میں عقلت کا منظاہرہ کیا ہے تو کسی اہم ترین معاملے میں بھی مجھ سے عقلت ہو سکتی ہے اور اس سے اگر پاکیشیا کو نقصان پہنچ کیا تو میں ساری عمر اپنے آپ کو معاف نہ کر سکوں گا۔“ — سرسلطان واقعی بیحد سنجیدہ ہو رہے تھے۔

”تو ٹھیک ہے، پھر اگر سرسلطان سیکرٹری وزارت خارجہ نہیں رہیں گے تو عمران بھی ایک ٹبو نہیں رہے گا، پھر سنایا سیکرٹری جانے اور اس کا ایک ٹبو جانے۔“ — عمران نے پیشہ بدلتے ہوئے کہا۔

”میر کیا کہہ رہے ہو، تمہارا اس عہدے پر موجود رہنا بے حد ضروری ہے۔ اس میں پاکیشی کا تحفظ ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ تم اس قدر جذبائی ہو کر ایسا فضیلہ کر دے گے۔“ — سرسلطان نے غصیلے ہجھے میں کہا۔

”اگر آپ فندکر رہے ہیں تو میں بھی تو آپ کا بیٹا ہوں آپ سے دو قدم اگر ہیں رہوں گا۔“ — عمران بھی اڑ گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے تو ترپ کا پرہ نہ چھینڈ کا تو سرسلطان واقعی صبح ریٹائرمنٹ کے لئے تکھے دیں گے۔

”لیکن مجھ سے تو کوئی ہوئی ہے تم نے تو کوئی کوئی ہی نہیں کی۔“ — سرسلطان نے کہا۔

”میر ہی اس سے بڑی کوئی ہی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایک مجرم تنظیم کا ادمی یہاں اگر ایک سائنسدان کو ساتھ لے جائے اور مجھے علم ہی نہ ہو۔“ —

عمران نے جان بوجھ کر اپنی کوتاہی بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں، یہ تمہاری کوتاہی نہیں ہے۔ اب تمہیں اہم توہین ہونا تھا، ارے ہاں یہ مادام تاؤ کہیں وہی تو نہیں جس کی تم نے جا کر طازمت کر لی تھی۔ مجھے کچھ کچھ یاد آ رہا ہے۔ کافی پرانی بات ہے شاید۔" — سرسلطان نے بات کرتے کرتے چونک کر کہا۔

"بس اب آپ کی رٹیا مرمت کا سکوپ ختم، جب آپ کی یادداشت اس قدر تیز ہو کہ ابھی تک مادام تاؤ کے بارے میں آپ کو یاد ہو جس کا بظاہر کوئی تعلق بھی آپ سے نہ ہو تو اس کا یہی مطلب ہے کہ آپ بوڑھے نہیں ہیں جوان ہیں اور اب مجھے مادام تاؤ کو برآمد کرنا پڑے گا تاکہ آپ کی یادداشت مزید تیز ہونے کا بندوبست کیا جاسکے۔ آٹھ کو میں خود ہی منا لوں گا۔" — عمران نے کہا تو سرسلطان اس بارے اختیار نہیں پڑے۔ وہ عمران کا مطلب سمجھ گئے تھے کہ وہ مادام تاؤ کو یاد رکھنے کے حوالے سے ان کی دوسری شادی مادام تاؤ سے کرانے کی بات کر رہا تھا۔

"تم سے خدا سمجھے، کم از کم اپنے سے بڑوں کو تو معاف کر دیا کرو۔ بہر حال اب مجھے ایک اور بات بھی یاد آگئی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ایک محفل میں سیکرٹری وزارت سائنس ریاض الدین احمد سے با توں با توں میں حکومت پاکیشیا کے ایک نئے سائنسی پروجیکٹ کا ذکر ہیگا تھا۔ جرأتیوں کے بارے میں ہی بات کر رہتے تھے اور مجھے یاد ہے اس سلسلے میں انہوں نے مادام تاؤ کا نام بھی لیا تھا۔ اس وقت تو میں نے اس بات پر توجہ نہ دی تھی لیکن اب مجھے یاد آ رہا ہے۔" — سرسلطان نے کہا۔

"ابھی تو میں نے صرف تجویزی دی ہے اور آپ کی یادداشت تیز ہوتی

جاری ہے۔ چھوہارے بلٹنے کے بعد بخانے کیا حال ہو گا آپ کی یادداشت کا۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تم بکواس پر اتر آئے ہو شیطان۔" — سرسلطان نے ہفتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہمی رابطہ ختم ہو گیا، عمران نے مسکراتے ہوئے یہ سیو رکھ دیا۔

"بڑی مشکل سے مدد ہلا بے سرسلطان کا درنہ اچھے فائیں تھے تجربہ کار سیکرٹری خادجہ سے ہاتھ دھونے پڑ جاتے ہیکن ایک فائدہ ہو گیا ہے کہ اب کم از کم ایک سال تک سرسلطان دوبارہ ایسے کاموں میں غفلت کا منظاہرہ ذکر نہیں گے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ کسی سائنس پروجیکٹ کا ذکر کر رہے تھے، کہیں واقعی یہ مادام تاؤ اس پروجیکٹ پر کام نہ کر رہی ہو۔" — بلیک زیر دنے کہا۔

"ارے نہیں۔ وہ کسی سرکاری پروجیکٹ میں کام کر رہی نہیں سکتی، سرسلطان نے یقیناً صرف اپنی یادداشت کا مزید رعب ڈالنے کے لئے بات بتائی ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیر دنے سے سرسلطان ہلا دیا۔

"تو پھر اب کیا پروگرام ہے آپ کا۔ وہ بیکم رضا تو صیف کی آٹھی ہے۔" بلیک زیر دنے کہا۔

"آٹھی بھی ہے اور ہونے والی ساس بھی، اب یہ تو صیف کی مرضی کہ آٹھی ساس کو برآمد کرتا ہے یادی دل میں یہ سوچ کر خوش ہو جاتا ہے کہ چلو شادی سے پہلے بھی ساس کا مسئلہ ختم ہوا۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "مطلوب ہے کہ آپ اس میں دلچسپی نہیں لیں گے۔" — بلیک زیر

نے کہا۔

"اب میرا کام یہی تو نہیں رہ گیا کہ میں اخواشہ عورتیں برآمد کرتا پھر وہ بچلے جسی اسی چکر میں دس ہزار مصروفی پونڈ کا لفڑان حکومت کو ہو گیا ہے جواب مجھے اپنے ذاتی اکاؤنٹ سے خزانہ مرکار میں جمع کرانے پڑیں گے۔ میں توصیف کو بتا دیتا ہوں وہ جانے اور اس کی ساس۔" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے فربہ اہل کرتے مشروع کر دیتے۔

"آغا بول رہا ہوں۔" — رابطہ قائم ہوتے ہی توصیف کے پاس آغا کی آواز سنائی دی۔

"ارے ارے کوئنا حریرہ کھایا ہے تم نے کہ آواز ہی بدلتی ہے۔ کہیں جریرہ تبدیلی صوت تو نہیں کھایا۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر اس میں کچھ نسوانیت بھی ڈال لینی تھی۔ کم از کم ایسی کرخت آواز قوئہ ہوتی۔" — عمران نے مسکرا ہوئے کہا۔

"عمران صاحب، میں اپ لینٹے سے آغا بول رہا ہوں۔" — دسری طرف سے آغا کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ارے اوہ تم — میں سمجھا نون غلطی سے آغا سیمان پاشا سے جا ملا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آغا جیسا سمجھیدہ آدمی بھی بے اختیار مہنس پڑا۔

"تو اپ کا باور چیز اُج کھل حریرے بنانے میں مصروف ہے۔" — آغا نے ہستے ہوئے کہا۔

"ارے تم اُج کھل کرہ رہے ہو، بھائی گذشتہ کئی سالوں سے میرا باور چی خانے سما بھجٹ ہزار گن بڑھ چکا ہے۔ میں نے لاکھ اتحاج کیا ہے لیکن آغا سیمان پاشا کہتا ہے کہ اگر میں نے اب اتحاج کیا تو وہ کسی روز مجھے حریرہ تبدیلی جنس کھلانے

گا اس لئے بھائی اب تو اتحاج کرنے سے بھی ڈر لگتا ہے کہ اگر جنس تبدیل ہو گئی تو سب سے پہلا رشتہ بھی اس آغا سیمان پاشا کا ہی احاجا ہے۔" — عمران نے کہا اور اس پار آغا قبیله مار کر ہنس پڑا۔

"ویسے اگر کہو تو حریرہ تبدیلی جنس بنو اکر تمہارے توصیف کو جھوادوں شاید اس سے وہ سہلا پر کچھ رعب جانتے کے قابل ہو سکے۔" — عمران نے کہا اور آغا ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"ارے نہیں پہلے شادی ہو یعنی دیں۔ اس بار سہلا نے سخت ترین دھمکی دے دکھی ہے کہ اگر موسم بہار میں اس نے شادی نہ کی تو وہ اسے توپ دم کروے گی اور توصیف محکمہ موسمیات کے ماہرین کو تلاش کرتا پھر رہا ہے کہ شاید وہ کسی طرح موسم بہار کو اُنے سے روک سکیں۔" — آغا نے ہستے ہوئے کہا اور عمران بھی ہنس پڑا۔

"وہ ہے کہاں مجھ سے بات کراؤ ایسا لسخن پتا دل گا کہ موسم بہار اپ لینڈ کا رخ کرنا ہی بھول جائے گا۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس وقت وہ ہو ٹل دلینٹہ میں ہو گا سہلا کے ساتھ، ابھی سخوڑی دیر پہلے گیا ہے۔ اپ نے کیسے فون کیا تھا۔ کوئی کام۔" — آغا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"توصیف سے بات کرنی تھی تاکہ اس سے وہ لسخن پوچھ سکوں کہ سہلا اس سے شادی کے لئے لمحہ پھر تھے شاید وہ لسخن ہم جیسے کمزوروں کے بھی کام انجائیں تو جس سے بات کرو وہ شادی کی بجائے لمحہ میریں مارنے کے لئے تیار ہو جائی ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر واقعی اپ نے توصیف سے بات کرنی ہے تو پھر میں اسے ہو ٹل فون کرتا

بھی حکومت سے لینے سے انکار کر دیا۔ صرف اتنا مطابق کیا تھا کہ اس کا نام
اس کے نام پر رکھا جائے، حکومت کو ظاہر ہے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا،
چنانچہ اس پر وحیکٹ پر کام کر رہی ہے اور اس کا کام تمکیل کے قریب پہنچ جانے
کی روڑ میں بھی باقاعدہ وزارت سائنس کو مل رہی ہیں، میں نے اسے مادام تاؤ کے
اندازے بارے میں کچھ نہیں بتایا لیکن اب میرے ضمیر پر شدید بوجہ آن پڑا ہے۔
کہ میری عقدت سے ملک کا یہ اہم ترین پروجیکٹ مکمل نہ ہو سکے گا۔ — عمران
سلطان نے کہا۔

”اوہ اگر ایسی بات ہے تو پھر تو لازماً اس مادام تاؤ کو برآمد کرنا ہی پڑے
گا۔ اس طرح ملک کا پروجیکٹ بھی مکمل ہو جائے گا اور آپ کا ضمیر بھی ہلکا ہو جائے
گا۔ او۔ کے ٹھیک ہے آپ فکر نہ کریں میں کچھ کرتا ہوں۔“ — عمران نے
سرسلطان کے پیچے میں موجود شدید ترین پریشانی کو محسوس کرتے ہوئے انہیں
سبزیدہ پیچے میں کہا۔

”شکرِ عمران بیٹے، تمہاری اس بات نے مجھے بے حد حوصلہ دیا ہے اللہ
تمہیں ہر سیلان میں کامیابی دے۔“ — سرسلطان نے بے احتیاط ہو کر
کہا۔

”ارے ارے اب آتا بھی بڑھا پا طاری کر لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ وعدہ
رہا اُٹی سے کچھ نہ کہوں گا۔“ — عمران نے ہفتے ہوئے کہا اور سرسلطان
بے احتیاط ہنس پڑے اور اس کے ساتھ بھی رابطہ ختم ہو گیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ مسکارائی کام نکل بھی آیا۔ چلو ایک فائدہ تو ہوا کہ
میری رقم خزانہ مسکارائیں جسے ہونے سے پچ کگی۔“ — عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا اور بلیکے زیر و بھی ہنس پڑا۔

”— آگا نے کہا۔
ہوں۔“

”ارے اب اتنی جلدی بھی نہیں ہے۔ ابھی تو میری میں بھی نہیں نکلیں،
حالانکہ میں نے مسوی پر مصنوعی بارش بھی کراوکھی ہے پتہ نہیں مسوی پر کوئی
ڈاٹر پروف ہائل قدرت نے لگادیا ہے کہ کم بجعت نکلتی ہی نہیں۔“ —
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے، میں تو صیف کو کہہ دوں گا، وہ آپ سے بات کر لے گا۔“ —
آنے ہفتے ہوئے جواب دیا اور عمران نے او۔ کے کہہ کر ریسور رکھ دیا لیکن اس
نے جیسے ہی ریسور رکھا فون کی لگنٹی زور سے زنج اجٹی اور عمران نے چونک کر
ریسور اٹھایا۔

”ایک ٹو۔“ — عمران نے مخصوص سمجھے میں کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں، عمران موجود ہے۔“ — دوسری طرف سے
سرسلطان کی آواز شافی دی۔
”ارے اتنی جلدی اُٹی مان بھی گئیں۔“ — عمران نے اس بار اپنے
اصل بیٹے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”عمران، میں نے سیکرٹری وزارت سائنس ریاضن الدین احمد سے بات کی ہے
انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ واقعی حکومت پاکیشیا کا ایک اہم سائنسی پروجیکٹ زیر مکمل
ہے اور یہ پروجیکٹ مادام تاؤ مکمل کر رہی ہیں، انہوں نے بتایا ہے کہ مادام تاؤ نے
از خود حکومت پاکیشیا سے اس اہم ترین پروجیکٹ کی بابت بات کی تھی اور انہوں
نے پروجیکٹ کی جو تفصیلات بتائی تھیں اس سے پاکیشی حکومت کو کثیر فائدے
پہنچ سکتے تھے چنانچہ حکومت نے اس پروجیکٹ کی منظوری دے دی لیکن مادام
تاؤ نے اسے اپنی ذاتی لیبارٹری میں مکمل کرنے پر اصرار کیا اور اس کے اخراجات

”تو اپ ٹیم کے مصروف ہیں سے یا سوڈان۔“ — بلیک زیر و نے

کہا۔

”مصطفیٰ جانا پڑے گا وہیں سے اس بُرگانز کے بیٹہ کوارٹر کا کھوج نکل سکے
نکاتم ایسا کرو کہ صدقہ رکٹیشن میں، تنویر اور جولیا کو تیار رہنے کا کہہ دو، تو صیف
کو بھی ساتھ لے لوں گا۔ میں اس وران کچھ مزید تیاری کرنا چاہتا ہوں۔“ —
عمران نے کہا اور اٹھ کر میردانی دروازے کی طرف مرڑ گیا۔

دوسرا بھیلے بونے صحراء میں ریت میں چلنے والی دو مخصوص چیزوں خاصی
تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں، ایک جیپ کی عقبی نشست پر مادام
ناؤ اور بیگم رضا بھٹھی ہوئی تھیں جبکہ ڈرانیونگ سیٹ کے ساتھ والی سیٹ پر
او سوڈانی بیٹھے ہوئے تھے، آگے جانی والی جیپ میں چار سوڈانی آدمی موجود تھے،
اس ڈاکٹر زیدان نے جرا شیوں کی لیبارٹری ریگستان میں کیوں بنائی گئی ہے،
اقبی سیٹ پر بھٹھی ہوئی بیگم رضانے ساتھ بھٹھی ہوئی مادام ناؤ سے منحصرب
ہو کر کہا۔

”ریت کے جرا شیوں پر دلسرچ کر رہا ہو گا۔“ — مادام ناؤ نے مسکرتے
وئے جواب دیا اور بیگم رضا بے اختیار بہنس پڑ گئی۔

”ڈاکٹر زیدان کو صحراء سے عشقی ہے، ان کا کہنا ہے کہ شہر میں ان کا دل
لہر آتا ہے، اس لئے انہوں نے ریگستان کے اندر ایک نخلستان کو باقاعدہ
خدمت سے خرید کر وہاں ریت کے بیچے اپنی لیبارٹری اور رہائش گاہ بنائی

بھوئی ہے: — فرنٹ سینٹ پر بیٹھے ہوئے سودانی نوجوان نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
”تمہارے ڈاکٹر زیدان کے متعلق ہمیں جو کچھ بتایا گیا ہے اس سے تو
یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جبرا شموں پر ریس تھا کا بہت بڑا ماہر ہے لیکن ڈاکٹر زیدان
کا نام ہم نے پہلے تو کبھی اس نیلہ میں نہیں سنًا۔ — بیکم رضا نے
کہا۔

”ڈاکٹر زیدان شہرت پسند نہیں کرتا۔ وہ اپنے کام سے کام رکھنے والا ادمی
ہے: — نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بیکم رضا نے اشبات

میں سر ملا دیا۔ دو گھنٹے تک مسلسل ریت میں سفر کرتی رہیں پھر وہ
دو ٹوٹیں تقریباً دو گھنٹے تک مسلسل ریت میں سفر کرتی رہیں پھر وہ
ایک خوبصورت سے نخلستان میں پہنچ گئیں جہاں چار مقامی افراد ان کے استقبال
کے لئے موجود تھے جن میں سے ایک لمبے قد اور بُجھے سروالا تھا۔

”یہ ڈاکٹر زیدان ہیں اور ڈاکٹر زیدان یہ یا کہیشانی مادام تاؤ اور یہ اپنے
کی بیکم رضا ہیں۔ — جیپوں سے اتر کر اس سودانی نوجوان نے مادام
تاؤ اور بیکم رضا کا تعارف اسی لمبے قد اور بُجھے سروالے ادھر عمر ادمی سے
کراتے ہوئے کہا۔

”اپ جیسی مشہور سائنسدانوں کو میں اپنے ہاں خوش آمدید کہتا ہوں۔ —
ڈاکٹر زیدان نے اسے بڑھ کر مصافحے کے لئے تا تھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ مادام
تاؤ کے تو اس سے بڑے پر جوش انداز میں با قاعده مصافحہ کیا لیکن بیکم رضا
نے صرف سر ملاتے پڑا کیا۔

”ڈاکٹر زیدان، تم مجھے سائنسدان کم اور شیطان زیادہ دکھانی دیتے ہو

تمہارے چہرے اور انہوں میں شیطانیت کی جھلکیاں ہیں۔ — مادام
تاؤ نے مصافحہ کرتے ہی بڑے پر جوش انداز میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے
وہ ڈاکٹر زیدان کی تعریف کر رہی ہو۔

”اپ میری ہمان ہیں اس لئے میں اپ کے اس فقرے کا بُرا نہیں فتا
ورم... — ڈاکٹر زیدان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ
یک لختہ ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔

”تاؤ۔ یہ کیا کہہ رہی ہو۔ اس طرح بات کرنا بد اخلاقی ہے: —
بیکم رضا نے مادام تاؤ کو ڈانتھتے ہوئے کہا۔

”سرخ بولنا کوئی بد اخلاقی نہیں ہوتا۔ بیکم رضا، جو کچھ ہیں نے محسوس کیا وہ
کہہ دیا۔ اس میں بھلانا راضی ہونے والی کوئی بات ہے۔ بیکوں ڈاکٹر زیدان،
مادام تاؤ نے اس طرح ہستے ہوئے کہا جیسے اسے احساس ہی نہ ہو کہ اس
نے کوئی غلط فقرہ کہہ دیا۔

”ایسے میرے ساتھ میں اپ کو اپنی لیپاڑی دکھاؤ اور اپ کو اس
پر و جیکٹ کے بارے میں بتاؤں جس پر میں اُچ کھل کام کر رہا ہوں اور میرے
ساتھ دنیا کے چیزوں چیزوں سائنسدان بھی اس پر و جیکٹ پر کام کر رہے ہیں: —
ڈاکٹر زیدان نے سنجیدہ ہیچے میں کہا اور بھتوڑی دیکھ بعده ایک سر زنگ نما راستے
پر چلتے ہوئے ذیر زمین کافی گہرائی میں اُتر گئے۔ یہاں باہر کی نسبت کافی ٹھنڈا
تھی۔ یہ سر زنگ انسانی ہاتھوں کا کارنامہ تھی۔ سر زنگ کا اختتام ایک خوبصورت
رہائش گاہ پر ہوا۔ بیکم رضا اور مادام تاؤ بڑی حیرت سے ریت کے پیشے خاصی
گہرائی میں بنی ہوئی اس رہائش گاہ کو دیکھ رہی تھیں۔

ایسے یہاں تشریف رکھیں۔ اپ خاصی تھک گئی ہوں گی۔ اس لئے پہلے

اپ کو ایک خاص قسم کا قہوہ پیش کیا جائے گا جس سے آپ تازہ دم ہو جائیں گی۔ — ڈاکٹر زیدان نے کہا اور وہ سر بلاتی ہوئیں ایک بیضوی میز کے سکر پیش کیئیں۔ ڈاکٹر زیدان بھی ایک طرف بیٹھ گیا اور چند لمحوں بعد باور دی ملازم نے قہوے کی پیالیاں لا کر ان تینوں کے سامنے رکھ دیں اور قہوہ پیشے میں صرف ہو گئے۔ قہوہ نہ صرف لذید تھا بلکہ دائمی اس نے ان دونوں کو تازہ دم بھی کر دیا تھا۔

”اپنے، اب لیبارٹری چلتے ہیں؟“ — ڈاکٹر زیدان نے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ بھی سر بلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ڈاکٹر زیدان دونوں خواتین کو ساختہ لئے ایک ٹنک سے راستے سے گزر کر ایک ویسحہال میں پہنچ گیا جیاں دائمی جرا شیوں پر ریسرچ کی انتہائی شاندار اور قیمتی لیبارٹری قائم تھی اور وہاں آٹھ کے قریب عینہ ملکی سائنسدان کام میں صرف سچے، مادام تاؤ اور بیگم رضا و نوی نے بڑے شوق سے یہ لیبارٹری دیکھی۔ ان کے چہروں پر پستہ یہ گی کے اہتمام نہیاں تھے کیونکہ لیبارٹری ان کی توقع سے کہیں زیادہ شاندار اور جدید تھی۔ سائنسدانوں سے مختصر سی باتیں چیت کے بعد ڈاکٹر زیدان اہمیں لئے ایک اور کمرے میں آگیا۔ یہ اپنی ساخت کے لحاظ سے میٹنکِ ردم لگتا تھا۔ ڈاکٹر زیدان اپنے ساختہ ایک بوڑھے سے سائنسدان کو لے آیا تھا جس نے بیگم رضا اور مادام تاؤ دونوں کو پراجیکٹ کے بارے میں تفصیل سے بتا دیا۔

”لیکن یہ تو انسانیت کش پروجیکٹ ہے۔ اس سے تو لاکھوں انسان انتہائی دردناک موت کا شکار ہو جائیں گے؟“ — مادام تاؤ نے چونکہ کر کہا۔

”تو کیا ہوا مادام تاؤ۔ دنیا میں ایسا اسلحر ایجاد نہیں کیا جا رہا جس سے کسی بھی ملک کی طاقت میں بنے پناہ اضافہ ہوتا ہے؟“ — ڈاکٹر زیدان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ یہ پراجیکٹ کس ملک کے لئے تیار کر رہے ہیں؟“ — بیگم رضا نے پوچھا۔

”کسی بھی ملک کے لئے نہیں یہ میرا ذاتی شوق ہے لیکن اس پراجیکٹ کی تکمیل میں ایک رکاوٹ آتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر مادام تاؤ چاہیں تو وہ رکاوٹ دوڑھو سکتی ہے۔“ — ڈاکٹر زیدان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سوری ڈاکٹر زیدان، میں کسی ایسے پراجیکٹ کے لئے کام نہیں کر سکتی جس کے ذریعے لاکھوں افراد کو ہلاک کیا جانا مقصود ہو۔ اگر ایسی بات ہوتی تو میں اب تک ایسا خوفناک جراثیمی اسلحر تیار کر کے حکومت پاکیشیا کو دے چکی ہو تو کہ جس کا آپ لوگ تصور بھی نہیں کر سکتے لیکن میں ایسا اسلحر تیار کرنے کے خلاف ہوں۔ کیوں عالم زیب نہیں یاد ہے سرپاشانے ری بائی فارمولے کے دوران ہمیں کیا تفصیلت کی تھی؟“ — مادام تاؤ نے خاموش بیٹھی ہوئی بیگم رضا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”عالم زیب؟“ — ڈاکٹر زیدان نے چونکہ کر بیگم رضا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا اصل نام عالم زیب ہے۔ رضا میرے مرحوم شوہر کا نام تھا۔“ — بیگم رضا نے ڈاکٹر زیدان کے چہرے پر سوال دیکھ کر دفاقت کرتے ہوئے کہا۔

”ادھ اچھا، بہر حال اب آپ اگئی ہیں تو مجھے یقین ہے کہ آپ ضرور میری

مذکور ہیں گے۔ جب مجھے اسٹارم نے بتایا کہ اس کی ملاقات مادام تاؤ سے ہوئی ہے اور مادام تاؤ نے آپ یعنی بیگم رضا کا دکر کیا تو میں بے عذر خوش ہوا کہ آپ آپ دونوں چاہیں تو میرے پروجیکٹ میں پیدا ہونے والی رکاوٹ دور ہو سکتی ہے اور سچی بات یہ ہے کہ میں نے اسٹارم سے اصرار کیا کہ وہ آپ دونوں کو یہاں حضور لے آئے اور مجھے خوشی ہے کہ آپ دونوں یہاں آگئیں۔ — ڈاکٹر زیدان نے زیدان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

آپ کی دعوت کا شکر یہ ڈاکٹر زیدان، میں نے ایک بار واقعی رویہ باٹھ برم کے فارمولے پر کام شروع کیا تھا اور اپنے طور پر میں نے سمجھ لیا تھا کہ میں اس فارمولے میں کامیاب ہو گئی ہوں لیکن پھر میری ملاقات سرپاشہ سے ہو گئی۔ مادام تاؤ بھی میرے ہمراہ تھیں ہم دونوں ہارڈ لگ یونیورسٹی میں سرپاشہ کی سٹوڈنٹ رہی تھیں، سرپاشہ جراثیموں پر لیسڑچ میں پوری دنیا میں اختاری تسلیم کئے جاتے تھے۔ انہوں نے ہمیں نصیحت کی کہ ہم ایسے کسی فارمولے پر ریسڑچ نہ کریں جس سے انسانیت کو نفعیان پہنچا ہو بلکہ ایسے فارمولے پر کام کریں جس سے انسانیت کو فائدہ پہنچا اور ہم نے ان سے وعدہ کر لیا، گو سرپاشہ دفات پا گئے ہیں لیکن ہمارا ان سے کیا ہوا وعدہ اب بھی قائم ہے اور انشا اللہ قیامت ہمک قائم رہے گا، ہمیں آپ کی لیبارٹری دیکھ کر حقیقی مرت لے سو ری ڈاکٹر زیدان اس سلے میں ہم دونوں آپ کی کوئی حد نہیں کر سکتیں۔ حال اگر آپ کا پروجیکٹ انسانیت کی نلاح میں ہوتا تو یقیناً ہم اپنی طرف سے جو کچھ بھی ہو سکتا حصر کر تیں۔ — بیگم رضا نے انہیں سجدہ ہبھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”بیگم رضا اور مادام تاؤ اگر آپ اس رکاوٹ کو درکرنے میں میری مدد کریں تو میں آپ کو منہ ماں کا معاوضہ دے سکتا ہوں۔ — ڈاکٹر زیدان نے ہوت چباتے ہوئے کہا۔

”سوری، ہمیں دولت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ — اس بار مادام تاؤ نے پاٹ ہبھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔ جیسے آپ کی مرضی، آپ سائنسدان ہیں اس لئے میں نہیں چاہتا کہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچے۔ اس لئے آپ کو میں ایک رات سوچنے کی لئے دے دیتا ہوں۔ اگر آپ نے میری مدد کی تو پھر آپ یہاں سے زندگی ملتے اور اس جائیتی ہیں دوسری صورت میں مجھے آپ کی موت پر افسوس ہو گا۔ — ڈاکٹر زیدان نے اچانک کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور اس کا ہبھل لکھنخت سر و ہو گیا تھا اور اس کے کرسی سے اٹھتے ہی سائنس طنگی ایک دیوار میں دروازہ نمودار ہوا اور اس میں سے چھ میٹن گنوں سے مسلح تیسم شعیم اذاد اندر داخل ہو گئے۔ ان سب کے چہروں پر سفاکی ثبت نظر اُبھی تھی۔

”کیا مطلب۔ کیا تم ہمیں زبردستی روکو گے؟ — بیگم رضا اور مادام تاؤ دونوں نے چونک کر کہا۔

”نہ صرف روکوں گما بلکہ اگر تم نے تعاون نہ کیا تو یہاں میرے پاس چار سو مسلح افراد موجود ہیں جو تمہارے جسموں اور تمہاری عزت توں کو بھی پامال کر سکتے رہیں گے، فاض طور پر اس مادام تاؤ کا جسم تو میرے ادمیوں کے لئے انہیں دلکش ثابت ہو گا۔ پھر حال میں تمہیں فی الحال سوچنے کے لئے ایک رات کا وقفہ دیتا ہوں کل تم نے فیصلہ سنانا ہے۔ اگر تم نے پھر بھی انکار کیا تو پھر یہ چار سو بھیرنیتے تم پر حضور دیئے جائیں گے۔ — ڈاکٹر زیدان نے

انہیں سرد ہے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ان جچہ افرا و کو اشارہ کیا تو ان میں سے دیگر رضا اور مادام تاؤ پر محض پڑے۔ انہوں نے ان دونوں کو اپنے بازوں میں بھر لیا۔ ان دونوں نے اپنے آپ کو جھپڑانے کی بیجہ کوشش کی لیکن یہ دونوں آدمی بے حد طاقتور تھے اس لئے ان کی ایک زچل سکنی اور کمرہ ڈاکٹرزیدان کے شیطانی قبیلوں سے کوئی بخ اٹھا۔ بھوڑی دینے بعد ان دونوں کو ایک ایسے کمرے میں پہنچا دیا گیا جس کا کوئی دروازہ نہ تھا۔ ایک دیوار کے درمیان پیدا ہونے والے فلاں سے انہیں اندر لا یا کیا تھا اور انہیں اُنے والوں کے والیں جاتے ہی وہ دیوار برابر ہو گئی۔ کمرے کے اندر دینگ ایک سیز اور دوسری سیاہ موجود تھیں اور ان دونوں کو ان دینگوں پر ہی چینہ کا گیا تھا اور وہ دونوں اب حیران پر لشائیں پنکوں سے اتر کر ایک دوسرے کو اور کمرے کو دیکھ رہی تھیں۔

”یہ کمرہ ہر طرف سے بند ہے تم لا کھ سر پیٹو یہاں سے کسی صورت تھیں نکل سکتیں۔ کل صبح تم نے اپنا فیصلہ سنانا ہے۔ اگر تم نے انکار کیا تو پھر یہی کمرہ میرے آدمیوں کی عشیرت گھاہ میں تبدیل ہو جائے گا اور تمہارے جسم اور تمہاری عزتیں اس وقت تک پامال ہوتی رہیں گی جب تک تم دونوں میرے پروجیکٹ کو ڈیل کرنے پر آمدگی کا انعام نہ کر دی۔ ہاں اگر تم نے صبح افرا کیا اور واقعی میری مدد کی تو پھر تم دونوں میری معزز مہمان ہو گی اور والپسی کے وقت تمہیں کثیر دولت العالم میں بھی بخششی جائے گی۔“ — کمرے کی چھت سے ڈاکٹرزیدان کی آواز سنائی دی۔

”میں نے کہا تھیں تھا عالم زیب کہ یہ سامنہ ان کم اور شیطان زیادہ نظر ہتا ہے۔“ — مادام تاؤ نے ڈاکٹرزیدان کے خاموش ہوتے ہی بیگم

رضا سے مخاطب ہو گر کہما۔

”تم نے ابھی میری شیطانیت دیکھی نہیں مادام تاؤ، یہ تو تمہیں انکار کے بعد معلوم ہو گا کہ شیطان کسے کہتے ہیں اس لئے میرا مشورہ ہے کہ اپنی عزتیں بچانے اور اپنے خوبصورت جسموں کو پامال ہونے سے بچانے کے لئے میرے پروجیکٹ کی تکمیل میں میری مدد کرو۔“ — ڈاکٹرزیدان کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

”میں تم پر اور تمہارے پروجیکٹ پر لعنت تھی ہوئی ہوئی،“ — مادام تاؤ نے عقق سے چینتے ہوئے کہا لیکن دونوں میرے لمحے کمرہ ڈاکٹرزیدان کے شیطانی قبیلوں سے کوئی بخ اٹھا۔ بیگم رضا ہوتے بھینجے خاموش کھڑتی تھی۔ ”یہ بتا د ڈاکٹرزیدان کہ کیا اس اسلام تمہارا آدمی تھا۔“ — بیگم رضا نے کہما۔

”ہاں میرا آدمی تھا اور میں نے اسے مادام تاؤ کو یہاں لانے کے لئے خصوصی طور پر بھیجا تھا۔ مجھے خوشی ہے کہ وہ ایک کی بجائے دو سانشہ انوں کو لے آیا ہے۔“ — ڈاکٹرزیدان نے جواب دیا۔

”تمہارا تعلق کس مک سے ہے؟“ — بیگم رضا نے کہما۔

”میرا کسی مک سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرا تعلق ہو گما تو تنظیم سے ہے ایک ایسی تنظیم جو ایک روز پوری دنیا پر ٹکو مت کرے گی۔ پوری دنیا پر۔ اب میں چارہا ہوں جتنے تم سے ملاقات ہو گی۔“ — ڈاکٹرزیدان نے طنز یہ انداز میں بھتھ رکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی چٹ کی آواز اُبھری اور کمرے میں خاموشی چھا گئی۔

”میں اس اسلام کا خون پی جاؤں گی۔ وہ کتنا معصوم اور سیدھا سادھا ہے۔“ — مادام تاؤ نے ڈاکٹرزیدان کے خاموش ہوتے ہی بیگم

رہا تھا۔ — مادام تاؤ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”تاؤ“ یہ زیدان واقعی شیطان ہے اور جس طرح اس نے کہا ہے یہ ولیا
ہی کرے گا۔ اس لئے اب ”ہی صورتیں ایں یا تو ہم دونوں خود کشی کر لیں یا بھر
ہیاں سے نکلنے اور فرار ہونے کی کوئی تجویز سوچیں۔“ — بیگم رضا نے
سرگوششی کرتے ہوئے مادام تاؤ سے کہا۔ وہ دونوں اپ ساتھ ساتھ رکھی ہوئی
کرسیوں پر بیٹھ گئی تھیں۔

”خود کشی کریں ہمارے دشمن۔ میں اس ڈاکٹر زیدان کو خود کشی پر مجبور کر دوں
گی۔ میں اس سے ایسا انعام لوں گی کہ اس کی روح بھی صدیوں تک پنجی
چلاتی دیراں میں سرپرستی رہے گی۔“ — مادام تاؤ نے انہماں غصیلے
لہجے اور اونچی آواز میں کہا۔

”ہست پلو، وہ ہماری باتیں سن لے گا تو ہمیں عفنسے میں ابھی نہ ہیں کوئی
نفعناں پہنچاوے۔“ — بیگم رضا نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔
”ستاپے تو سن لے ہیں اس سے ڈرتی نہیں ہوں۔ کاش مجھے ذرا بھی
خیال آ جاتا کہ یہ اشارم وہو کے باز ہے تو ہمیں اس کی آنکھیں نکال لیتی۔ میں
اس کی گردان اپنے دانتوں سے بھینچوڑ ڈالتی۔“ — مادام تاؤ کو بھلا
کون سمجھا سکتا تھا وہ واقعی اس وقت عفنسے سے پاگل ہو رہی تھی اور بیگم
رضا نے اس طرح دونوں ہاتھوں میں اپنا سرہنام لیا جیسے خود کو اب مکمل طور پر
یہ بسی محسوس کر رہی ہو۔ مادام تاؤ بھی اب فامہوش ہو گئی تھی لیکن وہ کرسی
پر بیٹھنے کی بجائے اٹھ کرے میں بڑے اضطراب کے عالم میں ٹہل رہی تھی
اس کا چہرہ کسی ایسی شیرنی جیسا عقبنہاں دکھانی دے رہا تھا جس سے بچے
چھین لئے گئے ہوں۔

”میں اپنی دفن کر دوں گی، میں اپنیں تباہ کر دوں گی۔“
اپنے کہ مادام تاؤ نے مٹھیاں بھیجنے ہوئے کہا اور بیگم رضا بے اخنیار بھیجنے
پڑی۔

”تم اپنیں کیا تباہ کرو گی، وہ ہمیں تباہ کر دیں گے۔ مجھے اب خود کشی کر
نہیں چاہیے۔ اپنی عزت بچانے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ یہ زیدان واقعی
شیطان ہے۔ یہ بالکل وہ کچھ کر کر رے گا جس کی اس نے دھکی دی ہے اور
یہ مرتوسکتی ہوں لیکن اپنی عزت کی طرف کسی کی تیڑھی انکھ بھی برداشت نہیں
کر سکتی۔“ — بیگم رضا نے بھیجنے ہوئے کہا۔

”اے اے عالم زیب خود کشی کریں تمہارے دشمن، چلو ٹھیک ہے میں
اپنی کوئی نہ رہا نہیں دیتی۔ بس اب تو خوش ہو۔“ — مادام تاؤ نے
پھانت مسکراتے ہوئے کہا اور بیگم رضا اسے اس طرح دیکھنے لگ گئی جیسے
ایقین اکیا کہ مادام تاؤ ذہنی طور پر منتشر ہو چکی ہو۔

”کیا تمہیں اپنی عزت کا کوئی خیال نہیں، کیا تم واقعی اس قدر بے حصہ ہو؟
بیگم رضا نے ہوتے چیاتے ہوئے کہا۔

”عالم زیب تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ یونیورسٹی کے دونوں میں میرا کو دار
کیسا تھا۔ میرا تھیں اپنی جگہ لیکن عورت کی عزت اپنی جگہ۔ اور آج تک کسی کو
درجات نہیں ہو سکی کہ وہ میری طرف غلط نظریں ڈال سکے۔ پوری زندگی میں
نہیں بس ایک ہی مرد اچھا لگا تھا اور وہ تھا علی عمران۔ — جب میں نے
اس کا ذہن اپنے تابع کر لیا تھا تو وہ میرا ہر حکم بجا لاتا لیکن یقین رکھو میری
ذہن میں کبھی ایسا خیال تک نہ آیا تھا البتہ میں اس سے شادی ہزور کرفا
چاہتی تھی لیکن وہ ایسا ظالم اور کٹھور ادمی ہے کہ اس نے مرد کو ہر پر میری

خیرتک نہی اور اب یہ تو ناممکن تھا کہ مادام تاؤ جا کر اس کی منیں کرتی اس لئے میں تے اس کا خیال بھی ذہن سے نکال دیا اور سنو خود کشی کا خیال ذہن سے نکال دو، میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ یہاں سے نکلنے سے پہلے اس ڈاکٹر زیدان کو عبرت ناک ہوت مارلوں گی لیکن تم نے مجھے اپنا فیصلہ بدلتے پر محظوظ کر دیا ہے اس لئے فی الحال میں نے اسے سزا دینے کا فیصلہ بدل دیا ہے اب میں صرف یہاں سے فرار ہوں گی اور جب تمہیں اپ لئی ڈپنچا دوں گی تو پھر واپس اُکر اس زیدان کو سزا دوں گی۔ — مادام تاؤ نے انہائی سنبھیہ پہچھے میں کہا۔

”تم تو ایسے باتیں کر رہی ہو جیسے یہاں سے نکلا تھا میرے لئے کوئی منسلہ ہی نہ ہو۔ — بیکم رضا نے بے لبسی سے کہا۔

”ہاں عالم زیب یہ ڈاکٹر زیدان نہیں جانتا کہ مادام تاؤ کون ہے مادام تاؤ نے کہا اور اس دیوار کی طرف بڑھ گئی میرے ساتھ۔ — مادام تاؤ نے کہا اور اس دیوار کی طرف بڑھ گئی جس میں نمودار ہونے والے خلا سے انہیں اندر لا یا گیا تھا لیکن بیکم رضا اسی طرح خاموش کھڑی رہی، مادام تاؤ دیوار کے قریب جا کر اکڑوں پیٹھ گئی اور اس نے عنز سے دیوار کی جڑ کو دکھتا شروع کر دیا۔

”تم کیا کرنا پاہتی ہو۔ — بیکم رضا نے اس بار حیرت بھرے ہیئے میں کہا۔

”میں نے اپنے محل میں اس سے بھی زیادہ جدید سامنی افہامات کر کے ہیں اور وہ سب میری اپنی ایجاد ہیں، میں صرف جرا شموں پر ہی رہیت رہ نہیں کرتی بیکم رضا بلکہ ایک درونکس بھی میرا شبیہ ہے۔ — مادام تاؤ نے کہا اور جنہے لمبیں بعد اس نے اپنے ناخنوں سے دیوار کی جڑ میں ایک جگہ کو

کھرچا مژدوع کر دیا، بیکم رضا خاموش کھڑی اسے دکھتی رہی اور پھر چند لمحوں بعد وہ بڑی طرح چونکہ پڑی کیونکہ جس جگہ کو مادام تاؤ کھڑج رہی تھی اس سے ایک سرخ زنگ کی باریک سی تار دکھائی دینے لگ گئی تھی جب آر پوری طرح واضح ہو گئی تو مادام تاؤ نے اپنی کھانی میں بندھی ہوئی کھڑی اناری اور اس کے عقبی حصے کو انگوٹھے سے دبا کر گھما یا تو عقبی حصے کا گول ٹھکنا کھل گیا، اس کے اندر سے ایک باریک تار باہر نکل آئی، مادام تاؤ نے باریک سی تار کو اس سرخ زنگ کی تار کے پیچھے سے گزار کر اس کا سرا اف دے سے پکڑا اور پھر کھڑی کے عقبی حصے میں آہستہ سے ڈالا تو تار اندر کسی جگہ پہنچے میں کہا۔

”آہ کیا، مادام تاؤ نے کھڑی کا دندہ ٹھنڈھنڈھنچا اور اسے مخصوص انداز میں دھیا اور اس کا دھنڈکا دے کر گھما یا تو اس باریک تار میں نارنجی زنگ کا شعلہ سانمودا ہی نہ ہو۔ — بیکم رضا نے بے لبسی سے کہا۔

”ہاں عالم زیب یہ ڈاکٹر زیدان نہیں جانتا کہ مادام تاؤ کون ہے مادام تاؤ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سرخ زنگ کے تار میں بھی تیز روشنی پیدا ہوئی اور اس کا وہ حصہ جل کر داکھ ہو گیا، اس کے ساتھ ہی سرد کی تیز آواز کے ساتھ دیوار درمیان سے پھٹی اور وہاں خلا نمودار ہو گیا، بیکم رضا کی انگوٹھیں حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں، وہ سوچ بھی نہ سکتی تھیں کہ مادام تاؤ اس طرح یہ دروازہ نمودار کرے گی۔

”آہ عالم زیب۔ — مادام تاؤ نے مسکرا کر اٹھتے ہوئے کہا اور بیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گئی، کھڑی کو اس نے پک جھپکنے میں دوبارہ اصل حالت میں کر دیا اور اب وہ آئے بڑھنے کے ساتھ ساتھ کھڑی کو دوبارہ علائی پر باندھ بھی رہی تھی۔

پاہر ایک راہداری تھی جس کی ایک سائیڈ بندھتی جگہ دسری سائیڈ سے پڑھیاں اور پر جاری تھیں، وہاں ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا چونکہ ان

دونوں کو ہوش کی حالت میں بیہاں لایا گیا تھا اس لئے انہیں معلوم تھا کہ اس دروازے کی دوسری طرف کرہے ہے۔

"محض اڑپنا، باہر وہ مسلح آدمی موجود ہوں گے۔" — مادام تاؤ نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور سیکم رضاۓ اختیار مسکرا دی۔ مادام تاؤ اس وقت پوری سیکرت اینجنت بنی ہوئی تھی

وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچے آہستا ہستہ چلی ہوئیں سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہی تھیں کہ اچانک ان کی نظر میں سائید پھر جنے ہوئے ایک دروازے پر پڑیں جو بند تھا۔ تاؤ نے دروازے پر دبادڑا تو دروازہ کھل گیا۔ وہ شاید اندر سے پندتہ تھا۔ یہ ایک کرہ تھا جس میں ایک کرسی پر ایک نوجوان بیٹھا کوئی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس کی مشین گن کرسی کے ساتھ رکھی ہوئی تھی۔ نوجوان کی دروازہ کی طرف پشت پشت رکھنے والے سیکم رضاۓ کو وہی رکھنے کا اشنا کیا اور پھر دیے قدموں آگے بڑھ گئی۔ دوسرے لمبے اس کا ہاتھ گھوما اور نوجوان چھینتا ہوا کرسی سمیت یونچے جا گرا۔ مادام تاؤ نے مشین گن اٹھانی اور اس نوجوان کے سینے پر اس کی نال رکھ دی۔ سیکم رضاۓ بھی جلدی سے اندر آئی اور اسے عقب میں دروازہ بند کر دیا۔

"بیہاں سے باہر نکلنے کا محفوظ راستہ بیا، جلدی کر دو نہ۔" — مادام تاؤ نے غراتے ہوئے کہا۔

"بب بب بتا آہوں، مجھے مرست مارو بیتا آہوں۔" — اس نوجوان نے ہٹلاتے ہوئے خوفزدہ سے ہیجھے میں کہا۔

"تم مقامی آدمی نہیں لگتے بلکہ ایشیائی لگتے ہو، کہاں کے ہو؟" — مادام تاؤ نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم میرا تعلق کافرستان سے ہے۔ میرا نام ساجن ہے۔" —
نوجان نے ہٹلاتے ہوئے ہیجھے میں جواب دیا۔

"پھر تم بیہاں کیوں نظر آ رہے ہو، اس کا مطلب ہے کہ تم غدار ہو اور مجھے غداری سے شدید نفرت ہے۔" — مادام تاؤ نے انہیاں پکڑے ہوئے ہیجھے میں کہا۔

"مم میں غدار نہیں ہوں۔ میں تو پائلٹ ہوں، سوچان کی پرائیویٹ کمپنی میں ملازم تھا کہ بیہاں مجھے زیادہ معادنے میں ملازمت مل گئی۔" — اس بار ساجن نے فوراً بھی ٹھکھا ہیاتے ہوئے ہیجھے میں کہا۔

"پائلٹ — ملکر پائلٹ کا بیہاں کیا کام اور پھر مشین گن پائلٹ تو اپنے پاس نہیں رکھتے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔" — مادام تاؤ کو اور زیادہ غصہ آگیا تھا۔

"بیہاں کا حکم ہے کہ ہر آدمی اپنے پاس اسلحہ خود رکھنے درمیان میں گن سے کیا کام، تم نے دیکھا نہیں تھا کہ میں نے مشین گن دیسے ہی کرسی کے ساتھ رکھی تھی۔" — ساجن نے جواب دیا۔

"لیکن پائلٹ ہو کر تم بیہاں کمرے میں کیا کر رہے تھے۔" — مادام تاؤ نے پوچھا۔ اس نے مشین گن کی نال مسلسل ساجن کے سینے پر جگائی ہوئی تھی اور ڈریکر پر اس کی انگلی تھی۔

"مم میں ہیلی کا پائلٹ کا پائلٹ ہوں، ڈاکٹر زیدان کے خصوصی ہیلی کا پائلٹ۔" — ساجن نے خوفزدہ سے ہیجھے میں کہا۔

"اوہ کہاں ہے ہیلی کا پائلٹ، اس کمرے میں ہیلی کا پائلٹ کہاں سے آ سکتا ہے۔ تم مجھے بیوی قوف بنارہے ہو، مجھے مادام تاؤ کو، تمہاری یہ جرأت؟" —

ہیلی کا پڑھ سے یہاں سے نکال سکتا ہوں لیکن پھر مجھے والپس اپنے ملک جانا پڑے گا کیونکہ یہ لوگ مجھے تلاش کر کے مار دیں گے۔ — ساجن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ دافقی ایک عام سا پائلٹ تھا۔ لڑائی پھر ان کے میدان کا آدمی نہ تھا۔

”اگر تم ہمیں یہاں سے بحفاظت نکال کر لے جاؤ تو میرا وعدہ کو تمہیں اس قدر دولت دول گی کہ تمہیں پھر ساری عمر ملازمت نہ کرنا پڑے گی۔“
مادام تاؤ نے کہا۔

”او۔ کے آؤ، اس چھت کو ہٹانے کا سسٹم اس ہیلی کا پڑھ کے اندر ہے۔ یہ ایک خصوصی ساخت کا ہیلی کا پڑھ ہے اور ایک بارہم یہاں سے نکل گئے تو پھر ان کے ذریتے بھی ہمیں پکڑ سکتے۔ یہاں کوئی دوسرا ہیلی کا پڑھ نہیں ہے۔“ — ساجن نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ تینوں ہیلی کا پڑھ میں سورہ پوچکے ہتھے۔ پائلٹ ہیڈ پر ساجن تھا۔ ہیلی کا پڑھ واقعی خصوصی ساخت کا نظر آ رہا تھا۔ ساجن نے ہیلی کا پڑھ شمارٹ کیا اور پھر اوپر سے چھت بٹھنے کی تیز آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد ہیلی کا پڑھ تیزی سے فضماں میں اٹھا ہوا اپر کھلی فضماں میں پہنچ گیا اور ساجن نے اس کا رخ بدل لایا اور تیزی سے اسے ٹوڈاں کی طرف لے جانے لگا۔

مادام تاؤ نے غصے سے چھینختے ہوئے کہا۔
”کمرے میں نہیں۔ اس کمرے کے ساتھ ہی خفیہ ہیلی پیدا ہے۔ اس ایک راستہ دوسری طرف سے ہے۔ جب ڈاکٹر زیدان وہاں پہنچتا ہے تو وہ لکھنٹی بجاتا ہے۔ میں اس کمرے سے نکل کر نورا ہیلی پیدا پر پہنچ جاتا ہوں ساجن نے کہا۔

”وہ راستہ کہاں ہے۔ اٹھو اور ہمیں دکھاؤ۔“ — مادام تاؤ نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور ساجن اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے پر اب بھی خوف تھا۔ مادام تاؤ نے مشین گن کا رخ اس کی طرف کیا ہوا تھا جبکہ بیکم رضا خاموش کھڑا ہتھی۔ ساجن تیزی سے مرٹا اور اس نے ایک دیوار پر موجود ہینڈل کو کھینچا تو دیوار درمیان سے پھٹ گئی۔ دوسری طرف ایک نیگ سا راستہ تھا۔

”یہ راستہ سید عطا ہیلی پیدا کو جاتا ہے۔“ — ساجن نے کہا۔
”چلو گے۔“ — مادام تاؤ نے مشین گن کی نال اس کی پسلیوں سے لگاتے ہوئے کہا اور ساجن تیزی سے قدم بڑھا اس نیگ راستے سے اگے بڑھتا گیا۔ مادام تاؤ مشین گن کی نال اس کی پشت سے لگائے اس کے پیچھے بھی جبکہ بیکم رضا اس کے پیچھے خالی ہائی چل رہی بھتی۔ نیگ راستے کا اختتام واقعی ایک دسیع ہیلی پیدا پر ہوا چہاں ایک انہمائی جدید اور طاقتور ہیلی کا پڑھ موجود تھا۔

”یہ ہیلی کا پڑھ کس طرح اڑتا ہے، اور تو چھت ہے۔“ — مادام تاؤ نے کہا۔

”یہ کھل جاتی ہے۔ اگر تم وعدہ کرو کہ مجھے نہیں مارو گی تو میں تمہیں اس

ہواریس اٹھا کر اس نے کان سے لگایا۔
 "ہیلو! عمران بول رہا ہوں۔" — عمران نے خشک ہجھے میں کہا۔
 "عمران صاحب میں ظاہر بول رہا ہوں۔ ابھی ابھی مرسلاطان نے اطلاع
 دی ہے کہ مادام تاؤ دا پس پاکیشا پہنچ چکی ہے۔ مادام تاؤ نے وزارت سائنس
 کے سیکرٹری کو اطلاع دی۔ انہوں نے مرسلاطان کو مطلع کر دیا کیونکہ مرسلاطان
 نے انہیں کہا ہوا تھا کہ مادام تاؤ کو اعزما کیا گیا ہے اور سیکرٹری وہیں
 چھڑانے کے لئے کام کر رہی ہے۔" — بلیک زیر دنے اپنے اصل
 ہجھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ ٹھیک ہے۔" — تم اپنے لینڈ میں آغا کو کہہ دو کہ وہ تو صیف
 کو مطلع کر دے کہ فی الحال ہم منسون کر دی گئی ہے۔" — عمران نے
 کہا۔ اور ریسیور کر ٹیل پر رکھ کر وہ ٹراوی پانے ساتھیوں کی طرف آگیا۔
 "تمہارے بامس نے تمہاری سیر کا آرڈر منسون کر دیا ہے۔ لکھیں منسون
 کر کرہ باس کو روپرٹ دو اور ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے فلیٹس میں پہنچ کر اُرام
 کرو۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے مرڑ کر بیرونی
 دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس کے ساتھی اسے عقبے میں پکارتے رہے بلیکن وہ رکنے کی بجائے
 تیزی سے باہر آگیا۔ وہ دراصل مادام تاؤ سے فوری ملننا چاہتا تھا اور ہتھوڑی دیر
 بعد وہ سیکسی میں بیٹھا قبضہ شاہزاد کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ شاہزاد پہنچ کر
 اس نے ٹھیکی ایک ریستوران کے سامنے رکوانی اور بھرا سے کرایہ دے کر
 فارغ کرنے کے بعد وہ قدم بڑھا تاریستوران میں داخل ہو گیا۔ اس نے
 مناسب سمجھا تھا کہ ٹھیکی کے ذریعے ہر ادراست محل تک جانے کی بجائے

ائیرلپورٹ کے پسجراڈنچ میں عمران، کیسٹن شکیل، صدقہ تزویر اور
 جولیا صوفیوں پر بیٹھے ہوئے باتوں میں مصروف تھے۔ مھر کے لئے جانے والی
 پرداز میں ابھی کچھ دیر تھی اس لئے وہ ملاؤنچ میں بیٹھ کر گپیں ہانکرنے میں مصروف
 تھے اور حسب رہائت جولیا اور تزویر دونوں بھی عمران کی باتوں کا انشا نہ بننے ہوئے
 تھے کہ اچانک لاڈ ٹھیکر سے ایک اعلان نشر ہونا شروع ہو گیا۔
 "پسجراڈ مطلع ہوں۔" — علی عمران صاحب نامی پسجراڈ کا ایک جنسی فون ہے
 وہ فوراً کاونٹر پر آ کر فون سن لیں۔" — اعلان میں کہا گیا اور یہ اعلان
 سُن کر عمران سمیت سارے ساتھی چونک پڑے۔ عمران اٹھا اور تیز قدم اٹھا
 کاونٹر کی طرف بڑھ گیا۔
 "آپ میں علی عمران صاحب۔" — کاونٹر پر بیٹھے ہوئے نوجوان
 نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "ہاں۔" — عمران نے جواب دیا اور پھر فون کا ایک طرف رکھا

پہلے مادام تاؤ کو فون کر لے۔

"فون کرنا ہے۔" — عمران نے کاؤنٹر پر کھڑے لوچوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ضرور۔" — لوچوان نے مودبانہ لمحے میں کہا اور عمران نے ریسیور اٹھایا اور تمیزی سے مادام کے مخصوص نمبر دائل کرنے مردوع کر دینے۔ "لیں سیکرٹری تو مادام تاؤ سپیکنگ۔" — رابطہ قائم ہونے پر ایک پاتھ سی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ مادام تاؤ سے بات کرو؟" — عمران نے سمجھا ہے لمحے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔" — دوسرا طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد مادام تاؤ کی آواز ریسیور پر اجھری۔

"تاؤ بول رہی ہوں — کون علی عمران۔" — دوسرا طرف سے مادام تاؤ کی سخت غصیلی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اتنے طویل عرصے سے تک چونکہ اس نے مادام تاؤ سے کوئی رابطہ نہ رکھا تھا اس لئے وہ سخت ناراضکی کے مود میں بول رہی تھی۔

"ارے ارے وہ تمہاری خوبصورت دلکش، شیریں آواز کو کیا ہوا میرے کا نوں میں تمہاری دہرس گھومنے والی آواز کو سمجھتی رہی ہے اب ذرا ہم پڑگئی تھی۔ میں نے سوچا کہ دوبارہ وہی آواز سن کر اس خوبصورت آواز کو منزید کچھ عرصہ کے لئے محفوظ کر لوں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تم سوڈان جا کر اپنے لگلے کو اور ہال کرائی ہو اور سوڈان والوں نے لگلے میں ناکر سگرا ریوں کی بجائے فولادی گزاریاں ڈالی دی ہیں۔" — عمران

کی زبان بغیر کوئی وقفہ دیئے بھرپور انداز میں روائی ہو گئی۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں سوڈان کیسی تھی؟" — اس بار مادام تاؤ کے ہنچے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"بتابا تو ہے فون کیا تھا مگر پتہ چلا کہ مادام تاؤ صاحبہ اپنے کسی سیاح دوست اشام کے ساتھ پہلے اپ لینڈ گئی ہیں جہاں وہ بیکم رضا کی مہمان نبیس رکھا گی لیکن میرا دل تم سے بات کرنے کے لئے اس قدر بے چین بھاکر میں نے فوراً اپ لینڈ نوں کیا مگر دائرے قسمت کردہاں سے پتہ چلا کہ تم بیکم رضا اور اس سیاح دوست کے ساتھ سوڈان چلی گئی ہوا بس کچھ نہ پوچھو میرا کیا حال ہوا، میں نے فوراً پاپورٹ بنوایا سوڈان کا ویزا لگوایا اور چل پڑا سوڈان لیکن ابھی ایئر پورٹ لاورنچ میں پیٹھا تھا کہ اچانک دل خوشی کے ساتھ دھڑکنے لگا، بس دل کے اس طرح دھڑکتے ہی میں سمجھ گیا کہ مادام تاؤ پاکیشی والیں آگئی ہے۔

بعض دل خوشی سے دھڑک رہا ہے۔ میں نے لکٹ بھی والیں نہیں کرایا اور ٹیکسی میں بیٹھ کر یہاں تھارے قبیلے کے ریسوران پہنچ گیا کہ پڑے فون پر میٹھی آواز سن لوں پھر مل بھی لوں گا لیکن اب مجھے کیا معلوم تھا کہ تمہاری آواز سے شیرینی غائب ہو کر غصیلی تبدیل ہو گئی ہے؟" — عمران نے بیٹھیے

عاشقوں کے ہیچے میں کہا تو مادام تاؤ بے اختیار کھلکھل کر سنس پڑی۔

"ارے ارے وہی بڑاں آواز، کمال ہے۔ میرے خیال میں اس فون میں کوئی نقص ہے۔ وہی دلکش آواز، خدا یا تیراٹ کر بھے چلو دہی میٹھی آواز تو سن لی۔ چلو ملقات است بھی ہو جائے گی کبھی؟" — عمران نے کہا۔

"تم وہیں رکو، میں خود اُرہی ہوں تمہیں لینے؟" — دوسرا طرف

سے انتہائی شریں ہیجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابط ختم ہو گیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے ریسید رکھ دیا۔

”آپ مادام سے بات کر دے سے تھے۔ اس ہیجے میں“ کاؤنٹر پر کھڑے نوجوان نے انتہائی حیرت زدہ ہیجے میں کہا۔

”تو گیا مادام سے بات کرنے کے لئے کسی خصوصی ہیجے کی ضرورت ہوتی ہے؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں اس لئے حیران ہوں کہ میں گذشتہ دس سال سے یہاں ملازم ہوں میں نے آج تک مادام تاؤ کے ساتھ کسی کو ایسے ہیجے میں اس قسم کی گفتگو کرتے ہوئے نہیں سنایا اور سننا تو ایک طرف تصور بھی نہیں کیا جاسکتا کہ مادام تاؤ سے ایسی باتیں کی بھی جاسکتی ہیں، کیا آپ ان کے رشتہ دار ہیں؟“ نوجوان واقعی بے حد حیران تھا۔

”ابھی تو دارہی وار ہے۔ رشتے کا تو دور دوڑک پیدہ نہیں؛“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپس دروازے کی طرف سڑک گیا۔ وہ اچھی طرح جاننا تھا کہ کاؤنٹر میں کیوں اس قدر حیران ہو رہا ہے۔ لیکن وہ اب مادام تاؤ کی تفصیلات اچھی طرح سمجھ گیا تھا اس لئے اسی انداز میں ڈیل کرنا ضروری تھا دوسرے مادام تاؤ جس طرح عفی میں بھی وہ اس سے دوسری بات کرنا بھی گوارا رہ کری۔ ریستوران سے نکل کر وہ سڑک کے کنارے کھڑا ہو گیا اور چند میٹروں بعد سیاہ رنگ کی بڑی سی کار اس کے قریب اگر کی جسے ایک باور دی ڈارٹو چلا رہا تھا۔

”اویجھو؟“ عفی دروازہ کھلا اور مادام تاؤ نے سر باہر نکال کر انتہائی میٹھے ہیجے میں کہا۔

”سر پر۔ مگر سر پر تو تاج ہوتا ہے۔ اور ابھی مجھے سر تاج کا مغز پڑنے عہدہ نہیں ملا؛“ عمران نے بُکھلانے ہوئے ہیجے میں کہا، جو نک مادام تاؤ سر باہر نکال کر بول رہی تھی اس نے عمران نے یہ فقرہ چست کر دیا تھا۔

”بکو اس مت کرو، سیٹ پر بیٹھو؛“ مادام نے دوسری طرف ہٹتے ہوئے عفی میں کہا لیکن اس کا بھجہ بیارہا تھا کہ عقدہ مصنوعی ہے اور عمران جلدی سے کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا اور اس نے جیسے میں دروازہ بند کیا مادام بولی پڑی۔

”اب بولو، کیا کہہ رہے ہے تھے۔ اب ڈرائیور تمہاری بات نہ سن سکے گا؛“ مادام نے بڑی میٹھی نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت تھی۔

”میں نے کہا تھا کہ تم اپنا یہ خشک بالوں سے بھرا ہوا سر پیچھے کرو گی تو بیٹھوں گا۔ تمہارے بال اس قدر خشک ہیں کہ مجھے ایسے لگ رہا تھا جیسے تم نے بالوں کی بجائے سر پر کانٹوں کا ڈھیر اٹھا رکھا ہو؛“ عمران نے منہ بناتے ہوئے جاپ دیا اور مادام تاؤ کی حالت دیکھنے والی ہو گئی۔ وہ شاید اپنے طور پر عمران کے منہ سے دوبارہ دہی پہلے والا فقرہ سننے کی منتظر تھا دوسرے مادام تاؤ جس طرح عفی میں بھی وہ اس سے دوسری بات کرنا بھی گوارا رہ کری۔ ریستوران سے نکل کر وہ سڑک کے کنارے کھڑا ہو گیا اور چند میٹروں بعد سیاہ رنگ کی بڑی سی کار اس کے قریب اگر کی جسے ایک باور دی ڈارٹو

چلا رہا تھا۔

”اویجھو؟“ عفی دروازہ کھلا اور مادام تاؤ نے سر باہر نکال کر اپنے ہیجے میں کہا۔

ویسے یہ سامنہ داد بھی ٹھیک ہے، اسے بھی کسی دلیسی لشکھ میں استعمال کیا جاسکتا ہے جیسے بیدار... — عمران کی زبان ایک بار پھر حل پڑی اور اس بار مادام تاؤ بے اختیار کھلا کھلا کر ہنس پڑی۔

”تم بے حد مشریب ہو۔ آؤ۔“ — کار محل کے خصوصی حصے میں چاکر کرنی تھی اس نئے مادام تاؤ نے کار سے نیچے آرتے ہوئے کہا اور عمران بھی مسکرا آ ہوا باہر آگیا۔ حضور ہی دیر بعد وہ مادام کے ساتھ ایک خوبصورت انداز میں بجھے ہوئے کمرے میں موجود تھا۔

”پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے واقعی میری خاطر مجھے یہاں فون کیا اور پھر اپنی فتحا۔“ — مادام نے بڑے چاؤ بھرے بیجے میں کہا۔

”میں غلط تو نہیں کہہ رہا، یقین نہ آئے تو یہاں اپنے سیکرٹری سے پوچھ لو اور رضاہا میں کے ملازم سے پوچھ لو لیکن پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ وہ تمہارا کونا درست تھا جس کے ساتھ تم سیاحت پر گئی تھیں۔“ — عمران نے منہ پہناتے ہوئے کہا اور اسی کے اس انداز پر ایک بار پھر مادام تاؤ کا چہرہ اندر وی مرت سے جگمگا اٹھا۔ وہ عمران کے بیچے سے بھی تھی کہ اسے اس درست سے حسد ہو رہا ہے۔

”میں نے اسے گولی مارتے کافی کیا کر دیا ہے۔ میں کل سوڑاں جا رہا ہوں۔ میں نے تو وہیں قیصلہ کر دیا تھا کہ اس ڈاکٹر زیدان کو عبرناک انعام سنکپ پہنچا کر ہی اُوں کی لیکن وہ میرے ساتھ عالم زیب بھی۔ سیکم رضاہا بزردی عورت اور ڈری ہوئی تھی۔ اس نئے میں سے سوچا کہ اسے حفاظت سے پہنچا دوں پھر واپس جاؤں۔“ — مادام تاؤ کا چہرہ بات کرتے کرتے بدال گیا۔

”ڈاکٹر زیدان اور سوڑاں یہیں۔“ — مگر سوڑائیوں کے نام تو ایسے نہیں

”اصل میں تم بالوں کو ششمیو سے دھوئی ہوگی اور کوئی کندھ لیٹر بھی لگاتی ہوگی اس نے بال جھاڑ کے کانٹے بن گئے ہیں۔ اللہ سخنیے دادی اماں کے بال بڑھا پے میں بھی ریشم جیسے تھے۔ وہ دلیسی لشکھ استعمال کرتی تھیں اب تم خود سوچو بال تو ہوں دلیسی اور لشکھ ہوں دلائی تی تو پھر یہی نتیجہ لکھنا تھا۔“ عمران نے بڑے اطمینان بھرے بیجے میں کہا۔ کار اس دوران محل کی طرف بڑھا جا رہی تھی۔

”اچھا۔“ — کیا تمہیں انہوں نے وہ دلیسی لشکھ بتاتے تھے؟“ — مادام تاؤ سب کچھ بھول کر لشکھوں کے چکر میں چھپس گئی۔ ”ہاں۔“ — اسی لئے دیکھو میرے بال ریشم کی طرح ہیں۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”ارے واقعی، میں نے تو عنزہ بھی نہیں کیا تھا۔ کوئی لشکھ میں مجھے بتاؤ۔“ — مادام تاؤ نے عمران کے بالوں کو عنزہ سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”مشکل سا لشکھ ہے۔ بادیاں، تختم کو کنار، اصل الموس...“ — عمران نے باقاعدہ عکیبوں کی طرح لشکھ بتانا شروع کر دیا۔

”یہ کوئی زیان بول رہے ہو تم۔“ — مادام تاؤ نے اپنی حیرت بھرے بیجے میں عمران کو ٹوکتے ہوئے کہا۔ ”دلیسی لشکھ تو دلیسی زیان میں ہوتے ہیں۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے تم مذاق کر رہے ہو۔“ — مادام تاؤ نے ہونٹ چباتے ہوئے غصیلے بیجے میں کہا۔

”ارے میری جرأت ہے کہ اتنی بڑی سامنہ دان بلکہ سامنہ دان کے سامنے“

ہوتے البتہ مصری ایسا نام رکھتے ہیں۔ — عمران نے ہونٹ چھاتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم کہ وہ مصری ہے یا سوداںی، بہر حال وہ میرا مجرم ہے۔" مادام تاؤ نے اور زیادہ غصیلے لمحے میں کہا۔

"تو کیا اس نے تمہارے ساتھ کوئی بد تمیزی کی تھی۔ مجھے بتاؤ کیا کیا تھا اس نے کین تم وہاں کیوں چھپا۔ پہلے یہ بتاؤ۔" — عمران نے بھی بڑے غصیلے لمحے میں کہا اور مادام تاؤ کا چہرہ جو عنصے سے بگڑا ہوا تھا عمران کا یہ فقرہ سن کر ایک بار بھر کھل آٹھا۔

"ایک سیاح اپنا تھا مجھ سے طلب، اس کا نام اشام تھا، اوناں تھا، میں نے اسے ملاقات کی اجازت دے دی۔ اس نے بالوں بالوں میں ذکر حفظ دیا اپنے ایک دوست ڈاکٹر زیدان کا، جس نے سوداں کے سی صحراء میں جراائمیوں پر ریسرچ کی انہائی جدید لیبارٹری بنائی ہوئی تھی۔ تم جانتے ہو کہ جراائمیوں پر لیبارٹری میں دچپی لی تو اشام نے اس ڈاکٹر زیدان اور اس کی لیبارٹری کی ایسی تحریفی کیں کہ میرا دل بے اختیار اس ڈاکٹر زیدان سے طلب اور اس کی دنیا کی جدید ترین لیبارٹری دیکھنے کے لئے محل اٹھا۔ اس اشام نے مجھے لیکھن دلایا کہ وہ اسے ڈاکٹر زیدان سے ملوا بھی سکتا ہے اور اس کی لیبارٹری دکھا بھی سکتا ہے۔ میں نے دسرے روز عالم زیب میرا مطلب ہے بیگم رضا سے طلب اپ لینے جانا تھا کیونکہ میں ایک مخصوص پروجیکٹ پر کام کر رہی ہوں اور اس سلسلے میں اس سے ڈسکس کرنی تھی چنانچہ میں اس اشام کو ساتھ لے کر اپ لینے چلی گئی۔ وہاں بیگم رضا کو جب اشام نے

ڈاکٹر زیدان کی تحریفیں کیں تو وہ بھی میری طرح اس سے طلب کے لئے تیار ہو گئی چنانچہ ہم تینوں سوداں پہنچ گئے۔ اس اشام نے کہیں سے اس ڈاکٹر زیدان سے بات کی تو اس نے جیپیں ہٹل بھجوادیں اور ہم ان جیپوں پر سوار ہو کر صحرا میں چلے گئے البتہ اشام وہیں ہٹل میں رہ گیا کیونکہ اس کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تھی۔ — مادام نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے وہاں پہنچنے سے لے کر وہاں سے نکل کر پاکیشیا کے سفارت خانے پہنچا اور وہاں سے بیگم رضا سمیت کل رات پاکیشیا پہنچنے تک پوری تفصیل بتا دی۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ بیگم رضا اُج صبح اپ لینہ روائی ہو گئی ہے۔

"اس کا پروجیکٹ کیا ہے؟" — عمران نے پوچھا اور مادام تاؤ نے اسے تفصیل سے بتا دیا۔ عمران کی انکھیں سکڑ گئیں۔

"اوہ یہ تو انہائی خطرناک پروجیکٹ ہے۔ اگر یہ مکمل ہو گیا تو اس سے دنیا بھر کے انسانوں کو شدید ترین خطرہ لاحق ہو جائے گا۔" — عمران نے انہائی سنبھال دیے ہوئے میں کہا۔

"اسی لئے تو میں نے اور عالم زیب نے اس کے پروجیکٹ میں کوئی مدد کرنے سے انکار کر دیا تھا۔" — مادام تاؤ نے منہ بھاٹے ہوئے جواب دیا۔

"تمہیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں، میں جو موجود ہوں تمہارا انتقام لینے کے لئے — تم مجھے اس صحرا کا راستہ اور اس لیبارٹری اور اس ڈاکٹر زیدان کی رہائشگاہ کے بارے میں پوری تفصیلات بتا دو۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تہمیں — میں خود جاؤں گی۔ میں اس ڈاکٹر زیدان کو اپنے ہاتھ سے تڑپا تڑپا کر مارنا چاہتی ہوں۔ اس نے میری اور عالم زیب دونوں کی عزت پر بُرپی نظریں ڈالی تھیں!" — مادام نے اپنائی غصیلے ہیجے میں کہا۔ "مجھے معلوم ہے کہ تم پاکیشیا کے لئے ایک اہم ترین پروجیکٹ پر کام کر رہی ہو اس لئے تہمیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم اس پروجیکٹ پر محنت کرو، جہاں تک اس ڈاکٹر زیدان کا اللعنة ہے میرا دعوه کہ میں اسے کپڑا کریاں تھا میرے سامنے پیش کر دوں گا اس کے بعد تم جس طرح چاہو اس سے انعام لے لینا۔" — عمران نے اس بارہ اپنی سنبھیہ بیچے میں کہا۔

"اوہ تم میری فاطرہ ہاں جا کر اس کو کپڑا لاؤ گے۔ کیا واقعی یہ سارا کام تم میری فاطر کر رہے ہو؟" — مادام تاؤ کا ہمچل کیاخت خواب میں سے ہو گیا۔ اس کی ہنکھوں میں بلے پناہ مرت کی چمک ابھرائی۔ "تمہاری خاطر تو میں ستارے توڑ سکتا ہوں بشرطیہ وہ کسی کچھ دھائے سے بندھے ہوئے درہ آج کل تو اتنے پکے دھائے بھی مارکیٹ میں آجھے میں کر ستارہ توڑنا تو ایک طرف بڑے بڑے پیلوالوں میں وہ دھائی ہی نہیں ٹوٹ سکتا۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مادام تاؤ نے بلے اختیار ہونٹ بھیجنے شاید عمران نے جس طرح بات کا رخ مذاق کی طرف بدل لیا تھا اس سے اسے شدید جذبائی دھمکدہ پہنچا ہوا۔

"ہونہ تم صرف میرا مذاق اڑا رہے ہو، تمہاری یہ جرات — میں تہمیں بلے کوئی ماروں گی۔" — مادام تاؤ نے کیاخت غصے سے چینتے ہوئے کہا۔

"بیچاری کوئی کو کیوں تکلیف دیتی ہو، میں تمہاری ایک غصے بھری نظر ہی کافی ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھروسی مذاق؟" — مادام تاؤ نے غصے سے چینتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے کوئی سے انھی اور ایک الماری کی طرف بڑھ گئی۔

"مادام تاؤ؟" — اپاہنک عمران نے سانپ کی طرح پھنسکارتے ہوئے کہا اور الماری کی طرف بڑھتے ہوئے مادام تاؤ کے قدم پہنچت اس طرح رک گئے جیسے کسی نے اسے جادو کے زور سے مجسمے میں تبدیل کر دیا ہو، پھر اس نے اہستہ اہستہ سر گھما یا۔ اس کے چہرے پر کیاخت خوف کے آثارات ابھرائے ہے۔

"اوہ ادا اور کرسی پر بیٹھو۔" — عمران نے پہنچے کی طرح پھنسکارتے ہوئے ہیجے میں کہا اور مادام تاؤ بالکل کسی پہنچا ٹرم کے محمول کی طرح واپس مڑی اور ہاگر کرسی پر اس طرح بیٹھ گئی جیسے وہ عمران کے حکم کے تعییل کی پابند ہو۔

"تم یہاں رہ کر پاکیشیا کے لئے اپنے اس اہم پروجیکٹ پر کام کر دیگی، البتہ اب تہمیں اپنی حفاظت بھی کرنی ہو گئی کیونکہ وہ لوگ تمہارے ہاتھی اسی سے نکل آئے پر یقیناً پریشان ہوں گے اور تم وہاں سے اس لئے نکل آئے میں کامیاب ہو گئی جو کہ ان لوگوں کے لفظ نظر سے تم صرف عام سی سامنہ ان عورتیں تھیں۔ اگر انہیں ذرا بھی احساس ہو جاتا کہ تم اس طرح کی کارروائی کر سکتی ہو تو تم کبھی بھی اس کے چنگل سے نہ نکل سکتیں اور اب تم دونوں کو دوبارہ اخواز کرنا یا باک کرنا ان کا سب سے پہلا مشن ہو گا۔"

کیونکہ تم دونوں نہ صرف اس خفیہ لیبارٹری کو دیکھنے پکی ہو بلکہ تمہیں اس پروجیکٹ کی تفصیلات کا بھی علم ہو چکا ہے اس لئے تم دونوں یعنی تمہاری اور بیگم رضا دونوں کی زندگیاں شدید خطرے میں ہیں اور سبزیگی سے میری بات سنو، اب تم نے اپنے محل کی سجائے کسی خفیہ جگہ پر رہنا ہے۔ جب تک یہ ڈاکٹر زیدان ختم نہیں ہو جاتا۔ باقی رہا اس لیبارٹری کی تباہی اور ڈاکٹر زیدان کو سزا دینے کی بات تو یہ تمہارے لیس کی بات نہیں ہے۔ اس لئے اس بات کو بھول جاؤ۔ عمران نے انہائی سبزیہ ہلخے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم کیا ہو، تمہیں یہ سب کچھ کیسے پتا ہے؟“ — مادام تاؤ نے بے پناہ حیرت پرے ہلخے میں کہا۔

”تمہیں معلوم تو ہے کہ میرا اللہ پیشال ایجنسی سے ہے۔“ — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور مادام نے بے اختیار ایک طویل سالس لیا۔ اب اس کا چہرہ تیزی سے بحال ہوتا جا رہا تھا۔

”تم اس لئے اس لیبارٹری کو تباہ کرننا چاہتے ہو کہ وہ دنیا کے لئے خطرناک ہے۔ تم میری خاطر نہیں جا رہے ہی طحیک ہے جاؤ تباہ کر دو اسے۔ میرے پاس کیا لینے آئے ہو، چلو اٹھو جاؤ اور سنو اُندر مجھے اپنی شکل نہ دکھانا۔“ — مادام تاؤ نے ہونٹ بھینپتے ہوئے کہا۔

”چلو ایک مسئلہ تکلیم ہوا۔“ — عمران نے اس طرح لمبا سالس لیتے ہوئے کہا جیسے اس کے سر سے ٹبوں کے حساب سے بوجھ اتر گیا ہو۔

”کیسا مسئلہ؟“ — مادام تاؤ نے اور زیادہ غصیلے ہلخے میں کہا۔ ”یہی شکل دکھانے والا۔“ — میں سوچ رہا تھا کہ اب تمہارا گلہ دور کر دوں

گا اور ہفتے میں ایک روز یہاں آگر بھروسیں گا لیکن جب تم صرف تصویر پر ہی رضا مند ہو تو ٹھیک ہے۔ میں اپنی تصویر تھیں بھجوادوں گا، وہ والا پوز بھجوں گا جسے میں الاقوامی مقابلے میں پہلا العام ملا تھا۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہونہجہ شکل دیکھی ہے اپنی — تمہاری تصویر کو میں الاقوامی العام کون گدھا دے سکتا ہے۔“ — مادام تاؤ نے بڑی طرح جھلانے ہوئے ہلخے میں کہا۔

”بد صورتی میں پہلا العام ملا تھا۔“ — عمران نے بڑے معصوم سے ہلخے میں کہا تو یہ لخت مادام تاؤ کھلکھلا کر سہنس پڑی۔

”چھر واشقی پہلا العام ملا ہو گا۔“ — مادام تاؤ نے بے اختیار ہستے ہوئے کہا، اس کی ذہنی رو ایک بار پھر بدل گئی تھی۔

”ٹاہرہ بے جب العام دینے والا گدھا ہو تو پہلا العام ہی ملا ہے۔ میری شکل اس نسل کو ہی پسند اسکتی ہے چھر بھجوادوں فولٹا کہ تمہاری پسندیدگی کا مسئلہ حل ہوتا رہے۔“ — عمران نے بڑے معصوم سے ہلخے میں کہا۔

”ہونہ تو تم مجھے گہری کہہ رہے ہو اور تمہیں کس نے کہا ہے کہ مجھے تمہاری شکل پسند ہے۔“ — مادام تاؤ ٹاہرہ بے عمران کی بات کا مطلب اسان سے سمجھ گئی تھی۔

”تو پسند نہیں ہے۔“ — عمران نے چونکر کہا۔

”بالکل نہیں پسند — قطعی نہیں پسند، کہو تو کہو کر دے دوں۔“ — مادام تاؤ نے بڑی طرح جھلانے ہوئے ہلخے میں کہا۔

”یا اللہ آخر میں تے کیا بگھڑا بھے جو تو مجھے سدا کھوارہ رکھنا چاہتا

کرے میں دلپس آتے ہوئے خونخوار ہجے میں کہا۔
”بُرْ کو اور کسے؟“ عران نے بڑے معصوم سے پہچے میں کہا۔
”یہ بُر کون ہے؟“ مادام تاؤ نے ہوتھ چباتے ہوئے انہائی
غصے لئے میں کہا۔

”کوئی دکھاوے کی چیز ہوگی، دیسے تو دکھاوے کو اچھا نہیں سمجھا جاتا لیکن
نجانے اس بُرے میں کیا خاصیت ہے کہ اس کا دکھادا ہر کوئی منظور کر لیتا ہے
اچھا پھوڑ اس بُرے کو۔ تم مجھے اس نخلستان اور یمارٹری کا اندر ونی نقشہ
پتا رہی تھیں۔ عمران نے ٹالنے والے لمحے میں کہا۔

"تم جسے کہھو، سفاک اور سنگ دل آدمی کو میں کچھ نہیں بتانا چاہتی،
میں خود نہ کٹ لوں گی اس ڈاکٹر زیدان سے چاہیے وہ ایکریمی ایجنت ہو یا یہ دوستی
تم فوراً یہاں سے دفع ہو جاؤ، ابھی اور اسی وقت۔" — مادام تاؤنے
عصفے سے حفظتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ وہ اشارم مجھ سے اچھا تھا۔“ — عمران
نے بھی نتھنے پہلاتے ہوئے غصے لئے میں کہا۔

"چلو وہ ذریحہ سی بتا دو جس سے تم لعنت بھجواؤ گی، میں اس کا تعاقب کرتے ہوئے اس لیپارٹری تک پہنچ جاؤں گا۔" — عمران نے بڑے سادہ سے بچھے میں کہا اور ما دام تا ذہنہ لمحوں تک زہریلی نظر دی سے عمران کو دیکھتی رہی جو اس طرح سر جھکائے مخصوص سی شکل بنائے بیٹھا ہوا تھا جیسے کسی عورت کے سامنے نظریں اٹھاتے سے بھی جھک رہا ہو۔

ہے۔ میرا خیال تھا یہاں سکوپ بن جائے گا مگر..... عمران
نے روپا نسے لمحے میں کہا۔

"کیا — کیا کہہ رہے ہو، کیسا سکوپ؟" — مادام تاؤ نے بُری طرح پونکتے ہونے کہا، اس کے چہرے پر ایک بار بھر اشتیاق سماں ہمیلتا دکھانی دے رہا تھا۔

”کنوارے آدمی کا کیا سکوپ ہو سکتا ہے لیکن اب تو یہ بھی ختم ہوا جب
میری شکل ہی پسند نہ آئی تو خطا ہر ہے میں برداشت کے میں فیل۔“ — عمران
نے منہ پناتے ہوئے کہا۔

”تو تم یہاں بیدکھا دے کے لئے آئے ہو۔“ — مادام نادر نے اسی بار مشرقی عورت کے سے انداز میں جھیجکتے ہوئے یعنی میں کہا تھا۔ ”ایسا تو تھا مگر...“ — عمران نے ایک طویل سالمنس لیتے

ہوئے کہا۔
”اگر تم اس لئے آئے ہے تو پھر ٹھیک ہے، سمجھو تم پاس ہو گئے اور انہیں
تم واضح طور پر سننا چاہتے ہو تو مجھے تمہاری شکل بھی پسند ہے اور تم بھی۔“
مادام تاؤ نے تیز تیز پیجھے میں ہکا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر تیزی سے
اندر دنی کمرے کی طرف دوڑ گئی اور عمران کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر
پہنچ گکا۔

”اگر مجھے پتہ ہوتا تو میں کم ازکم بُر کو تو ساختے لے آتا۔“ — عمران
نے اپنی آواز میں کہا۔ اسے معلوم تھا کہ مادام تاذ ساختہ والے کمرے میں موجود
ہوگی۔
”کسی کو۔ کس کی بات کر رہے ہو؟“ — مادام تاؤ نے فوراً ہو

”تم — تم اُخر ہو کیا چیز،“ دوسروں کے جذبات سے بھی کھیلتے ہو اور پھر مخصوص سی شکل بنائ کر پہنچ جاتے ہو: — مادام تاؤ نے اس بار پھیکی سی ہنسی بنتے ہوئے کہا:

”علی عمران — ایم. ایس. سی. ڈی. ایس. سی (اکسن)“ — عمران نے اسی طرح مخصوص ہجھے میں کہا تو مادام تاؤ نے بے اختیار ایک طویل سالنس لیا.

”تم میری سمجھ سے بالآخر کوئی چیز ہو، ہر حال اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ تم صرف دوسروں کے جذبات سے کھیلنے کے لئے ایسی باتیں کرنے کے عادی ہواں لئے آج کے بعد میں کبھی تمہارے متعلق کوئی جذباتی بات نہ سوچوں گی۔ میں تمہیں تفصیل بتا دیتی ہوں تم جانو اور وہ لیباڑی:“ — مادام تاؤ نے اس بار انہائی سنبھالہے ہجھے میں کہا اور پھر اس سے پوری تفصیل سے سب کچھ تانا شروع کر دیا.

ڈاکٹر زیدان انہی غصے کے عالم میں اپنے دفتر ناکرے میں ٹھہر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے ایک خصوصی ساخت کے ٹرانسپرٹ سے تیز سیکی کی اواز نکلنے لگی اور ڈاکٹر زیدان تیزی سے مٹا اور میز کے پیچھے کر سی پر پہنچ کر اس نے ٹرانسپرٹ کا لیک پٹھن دبادیا۔

”ہیلو، ہیلو بونگا نو ہیڈ کوارٹر کالنگ ڈاکٹر زیدان، اوور:“

پٹھن دبتے ہی ایک تیز اداز ٹرانسپرٹ سے نکلی۔

”یہ ڈاکٹر زیدان بول رہا ہوں، اوور:“ — ڈاکٹر زیدان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیف پاس سے بات کرو، اوور:“ — دوسرا طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک کرخت اداز ٹرانسپرٹ سے نکلی۔

”ہیلو چیف پاس کالنگ ڈاکٹر زیدان، اوور:“ — بولنے والے

کا لمحہ خاصاً کرخت تھا۔
”یس ڈاکٹر زیدان اٹھنے بک یو اور“ ۔ ۔ ۔ ڈاکٹر زیدان نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
”ڈاکٹر زیدان مجھے رپورٹ ملی ہے کہ وہ دونوں سامنے ان عورت میں لیبارٹری
سے فرار ہو گئی ہیں، یہ کیسے ہو گیا، اور“ ۔ ۔ ۔ چیف بس نے سخت
ہیجھے میں پڑھا۔

”وہ دونوں عورتیں جن میں ایک مادام تاؤ اور دوسری عالم زیب یا بلگم
رضنا سختی، جراٹھوں پر ریتریج کی انتہائی ماہر سامنے دان ہیں میں نے جب ان
کے سامنے پرو جیکٹ رکھا تو انہوں نے اس لئے کسی بھی قسم کی مدد دینے
سے انکار کر دیا کہ ان کے خیال کے مطابق یہ پرو جیکٹ انسانیت کش تھا جس
پر مجھے عنصہ آگیا اور میں نے انہیں دھکیاں دیں کہ اگر انہوں نے ہد نک تو
ان کی عزت اٹ لی جائے گی، مشرقی عورتیں چونکہ عزت کے معاملے میں بحیث
بُھی ہوتی ہیں اس لئے میں نے انہیں یہ دھکی دی تھی اور میں نے انہیں
سوچنے کے لئے ایک رات کا وقت دیا اور انہیں الیکٹرونک نظام سے سلسلہ
کمرے میں پہنچا دیا۔ مجھے یقین تھا کہ یہ دونوں کسی طرح بھی اس کمرے
سے باہر نہ آ سکیں گی اور صبح یہ ہر صورت میں مدد دینے کے لئے آمادہ ہوں گی
لیکن صبح کو جب میں نے ان کی رائے معلوم کرنے کے لئے انہیں اپنے
کمرے سے کال کیا تو مجھے کوئی جواب نہ ملا۔ تحقیقات پر ایک حیرت انگیز
بات سامنے آئی کہ اس سلسلہ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ انہوں نے اندر سے
ہی سچانے کسی طرح اس کا سسٹم بریک کر دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی میرا
مخصوص میلی کا پڑا اور پائلٹ دونوں غائب ہتھے جس پر میں نے سوڑان میں

تحقیقات کرائیں تو مجھے رپورٹ ملی ہے کہ میرا ہیلی کا پڑا صحرائی سرحد کے
قریب صحرائی کھڑا ہے اور وہ دونوں اور پائلٹ تینوں غائب ہیں مزید تحقیقات
سے مجھے ابھی رپورٹ ملی ہے کہ وہ دونوں پاکیشی ہائے والی فلانٹ پر سوڑان سے
نکل گئی ہیں اور وہ پائلٹ بھی جو کافرستان کا تھا غائب ہے، اور“ ۔ ۔ ۔
ڈاکٹر زیدان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ویرمی بیڈ سو ڈاکٹر زیدان ۔ ۔ ۔ اس کام کی وجہ سے ہماری خفیہ تنظیم کا
نام بھی پہلی بار سامنے آگیا ہے اور کام بھی نہ ہو سکا اور مجھے یقین ہے کہ
اب یہ عورتیں حکومت پاکیشی کو ہاکر پوری رپورٹ دے دیں گی اور پھر پاکیشی
کی سیکرٹ سروس ہماری اس لیبارٹری کو تباہ کرنے سوڑان پہنچ جانے گی،
یکونکہ اب لیبارٹری بھی اپن پہنچی ہے اور پرو جیکٹ بھی اور اب ہماری
تنظیم کا یہ اہم ترین پرو جیکٹ بھی مکمل نہ ہو سکے گا، اور“ ۔ ۔ ۔ چیف بس
نے انتہائی جھلائے ہوئے ہیجھے میں کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں چیف بس، اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا
ہے، اور“ ۔ ۔ ۔ ڈاکٹر زیدان نے مایوس ہیجھے میں کہا۔

”سنو ڈاکٹر زیدان، تنظیم نے اس پرو جیکٹ پر کہہ ڈرول ڈالر خرچ کئے ہیں
اور یہ تنظیم کا انتہائی اہم ترین پرو جیکٹ ہے، اس لئے بہر حال اسے ہر صورت
میں مکمل ہونا چاہیے اور ان عورتوں کو تم بھول جاؤ اور اپنے طور پر اس پرو جیکٹ
کو مکمل کرنے کی کوشش کرو، اور“ ۔ ۔ ۔ چیف بس نے کہا۔

”میں نے بھی یہی فیصلہ کیا ہے، اصل میں مادام تاؤ کا اس مومنوع پر
ایک تحقیقاتی مقالہ میری نظریوں سے گزرا تھا اس لئے میں نے سوچا تھا کہ
یہ عورت انسانی سے یہاں آبھی جائے گی اور کام بھی مکمل ہو جائے گا، یہی

وجہ حقی کر میں نے اس رسالے کے ایڈیٹر سے جس نے یہ مضمون شائع کیا تھا
مادام تاؤ کے بارے میں تفصیلات حاصل کی تھیں۔ یہ ایڈیٹر مادام تاؤ سے
پاکیش اجاگر خود ملا تھا اور اس نے وہاں جا کر اصرار کر کے یہ مقالہ مادام سے
حاصل کیا تھا ورنہ عام طور پر مادام تاؤ شہرت پسند نہیں کرتی۔ بہر حال اس ایڈیٹر
سے مجھے اس کی رہائش سگاہ اور اس کی ذہنی کیفیات کے بارے میں پوری
تفصیلات مل گئی تھیں اور اس مادام تاؤ کا فوٹو جو یہ ایڈیٹر فاصل فرمائش پر
رسالے میں شائع کرنے کے لئے ساختے آیا تھا اور انہی تفصیلات کی فائل
میں نے آپ کے ادمی کو جھوافی تھیں اور آپ نے بھی وہدہ کیا تھا کہ کام اُسانی
سے ہو جائے گا اس لئے میں مطمئن تھا اور سب سے اہم بات یہ تھی کہ اس
مادام تاؤ کی اس کے ساتھ میں کوئی سرکاری جیشیت بھی نہ تھی اس لئے ہمارا یہ
پرور جیکٹ بھی محفوظاً رہ سکتا تھا لیکن اب مجھے اس رکاوٹ کو دو کرنے کے لئے
مشرقی جرمنی کے ایک سرکاری سائنسدان سر البرٹ کو یہاں لانا پڑے گا۔ سر
البرٹ دیسے تو رضا مند نہ ہوں گے اس لئے انہیں اخواز کرنا پڑے گا۔ اس
لئے میں اس چکر سے بچنا چاہتا تھا لیکن اب طاہری ایسا کرنا مجبوری بنت گیا ہے
اور۔ ڈاکٹر زیدان نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے تنظیم بھی اس پر جیکٹ کو اوپن نہیں ہونے دینا چاہیئی
اس لئے مادام تاؤ پر رضا مند ہو گئی تھی۔ بہر حال اب فوری طور پر دو کام
کرنے ہوں گے، ایک تو اس لیبارٹری کو یہاں سے شفٹ کرنا ہو گا اور دوسرا
سر البرٹ کو اخواز کرنا ہو گا تب ہی پر جیکٹ اُسے بڑھ کے گا۔ اور۔“
چیف باس نے کہا۔
”لیبارٹری شفٹ کرنی ہوگی، کیا مطلب۔ یہاں شفٹ کرنی ہوگی،“

ادور۔ ڈاکٹر زیدان نے چونکہ کرجت بھرے ہے مجھے میں کہا۔
” یہ لیبارٹری اب اپن ہو چکی ہے اس لئے پرور جیکٹ کی حفاظت کے
لئے ضروری ہے کہ اسے فوری طور پر یہاں سے شفٹ کر دیا جائے۔ تم فکر نہ کرو
جیسی یہاں سوڈاں میں تمہاری لیبارٹری ہے ایسا ہی ایک اڈہ یہاں مضر میں
ہمارے پاس موجود ہے تمہیں یہاں شفٹ کرایا جائے گا۔ اس طرح اگر کوئی
تنظیم تمہاری لیبارٹری کے پیچھے آئے گی بھی سہی تو یہیں مریضتی رہ جائے گ۔
ادور۔“ چیف باس نے کہا۔

” اور یہاں کے اڈے کا کیا کیا جائے گا۔ اور۔“ ڈاکٹر زیدان نے
ہوتھ چیاتے ہوئے کہا۔

” فی الحال تو یہ خالی رہے گا، بعده میں سوچیں گے کہ اس کا کیا کرنا ہے۔ تم
ابھی سے اپنا تمام سامان پیک کرانا شروع کر دو۔ میں چاہتا ہوں کہ تمین روز کے
اندر اندر یہ اڈہ خالی کر دیا جائے اور اس سر البرٹ کے بارے میں بھی ہمیڈ کو اڑ
کو پوری تفصیلات مہیا کر دتا کہ جب تک تم دوسرے اڈے میں سیٹ ہو اس
سائنسدان کو اعزما کر کے وہاں پہنچا دیا جائے۔ یہاں ایک سہولت یہ بھی ہو گی کہ
تنظیم اس اڈے کی حفاظت کے لئے اپنا ایک گروپ تعینات کر دے گ۔ اس
طرح یہ اڈہ ہر لمحہ سے محفوظاً ہو جائے گا کیونکہ بہر حال پرور جیکٹ کو ہر صورت میں
مکمل ہونا ہے۔ اور۔“ چیف باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

” ٹھیک ہے، جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ اور۔“ ڈاکٹر زیدان
نے ایک طویل سالس لیتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے اور اینہاں کے
الفاظ سن کر اس نے ٹرمسیر اُف کر دیا۔

”اپ مادام تاذ تو والپس آچکی ہے اب اپ کا کیا پروگرام ہے؟
بلیک زیر و نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں — بظاہر تو ہمارا مشن مگر بیٹھے بیٹھے پورا ہو گیا ہے اور سلطان کے
ضمیر سے بوجھ بھی اتر گیا۔ — عمران نے صریحاتے ہوئے جواب دیا
لیکن یہ پروجیکٹ اپ کے اپنے کہنے کے مطابق پوری دنیا کے انسانوں
کے لئے انہماں خطرناک ہے؛ — بلیک زیر و نے کہا۔

”ہاں ہے تو سبی لیکن دنیا میں بجا نے ایسے کہتے پروجیکٹ زیر تکمیل
ہوں گے اب ہم خداں نوجدار تو نہیں ہیں کہ اپنے عوام کے ملکیوں کو استعمال
کرتے ہوئے ایسے پروجیکٹس کے خلاف لڑتے چھریں ہم تو صرف اسی صورت
میں حرکت ہیں اسکتے ہیں کہ کسی پروجیکٹ سے برادری راست پاکیشیا کو یا عالم اسلام
کو خطرہ لا جائی بوجائے لیکن اس پروجیکٹ میں الیسی کوئی بات سامنے نہیں
آئی جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ پروجیکٹ پاکیشیا کے خلاف تیار کیا جا رہا ہے یا

یہ کوئی یہودی پروجیکٹ ہے کیونکہ یہودی جو پروجیکٹ تیار کرتے ہیں ان کا
مقصد صرف اسے مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنا ہوتا ہے یہاں یہ صورت بھی
سامنے نہیں آئی اس لئے فی الحال تو ہیں نے اس مشن کا ارادہ ترک کر دیا ہے
البتہ مادام تاذ سے زیادہ مجھے بیکم رضا کی فکر ہے۔ مادام تاذ نے اپنے محل میں
انہماں سخت ترین حفاظتی انتظامات کئے ہوئے ہیں اور وہ ذہنی طور پر بھی
بیکم ایڈنس سے جبکہ بیکم رضا بالکل سیدھی سادھی خاتون ہیں۔ انہیں اس
 تنظیم سے خطرہ لائی ہو سکتا ہے چنانچہ بھیثت ایکسٹو تو صیف اور آغا کو
سمجھا دیا ہے وہ بخوبی بیکم رضا کی حفاظت کر لیں گے： — عمران
نے انہماں سنبھیہ ہبھے میں تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیر و
ایک طویل سالس لے کر رہ گیا۔ ظاہر ہے عمران کی باتوں میں وزن تھا۔

”میرا خیال تھا کہ شاید اپ پر ایسویٹ طور پر اس تنظیم کے خلاف کام
کریں گے، اس لئے پوچھ رہا تھا： — بلیک زیر و نے چند لمحے خاموش
رہنے کے بعد کہا۔

”جی تو چاہ رہا ہے کہ جزو فوجوں اور ڈائیکٹوں کو سماحت لے کر وہ ہاں پہنچنے
جاوں لیکن پھر اس لئے رک گیا ہوں کہ کسی بھی لمحے یہاں پاکیشیا میں کوئی
اہم مشن سامنے آسکتا ہے： — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا
اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی^۱
برج اٹھی، عمران نے ہاتھ بڑھا کر دیس دراٹھا یا۔

”ایکسٹو： — عمران نے مخصوص یہے میں کہا۔

”آغا بول رہا ہوں جناب اپ لینڈ سے： — دوسری طرف سے
آغا کی مدد بانہ اداز سافی دی۔

ہیں۔ عمران نے مختصر سے بیجے میں کہا۔

”جانب میں نے اپنے طور پر سودان اور مصر میں بوگانو تنظیم کے بارے میں تفصیلات حاصل کی ہیں۔ مصر اور سودان دونوں جگہوں کی سرکاری یونیورسٹیوں میں میرے ذاتی دوست موجود ہیں، انہوں نے انتہائی رازداری سے کام لیتے ہوئے مجھے بتایا ہے کہ بوگانو تنظیم دراصل مصر اور سودان کی حکومتوں کو بلیکیل کر کے انسیں اسرائیل کے تابع بنانا چاہتا ہے تاکہ یہودی ریاست اسرائیل کا کمزوری ان دونوں اسلامی ممالک پر خفیہ طور پر ہو سکے۔ اس تنظیم کے بارے میں دونوں حکومتوں کے اعلیٰ حکام کو عدم ہے لیکن اس تنظیم نے اعلیٰ سطح پر حکام کو اس طرح خرید رکھا ہے کہ اس تنظیم کے خلاف کوئی حکومتی مرکزی سامنے نہیں لائی جاتی بلکہ اسے چھپایا جا رہا ہے اور یہ تنظیم انتہائی رازداری سے دونوں ملکوں میں یہودی کماڑے کے لئے کام کر رہی ہے۔ سرکاری طور پر دونوں حکومتوں اس سے بے خبر ہیں، کہایہ جاتا ہے کہ جب یہ تنظیم اپنے آپ کو اس قابل بنائے گی کہ وہ حکومتوں پر کمزوری کرے تو پھر وہ موجودہ حکومتوں کو کسی بھی طرح ہٹا کر اسرائیل کی مرضی کے دمیروں کو حکومت پر قابض کرادے گی۔ اس طرح سیاسی طور پر مصر اور سودان دونوں ملک اسرائیل کے تابع ہو جائیں گے اور اگر ایسا ہوگی تو یہ مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑا سائز ہو گا۔ میں نے یہ پوٹ اس لئے آپ کو دی ہے کہ آگر آپ اجازت دیں تو میں اور تو صیف دونوں مصر جا کر اس تنظیم کے خلاف کام کریں، اور“۔ آغاز نے انتہائی مودبادہ بیجے میں کہا۔

”یہ ہمارا کام نہیں ہے، مصر اور سودان کی حکومتوں کی ذمہ داری ہے اس لئے تمہیں وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے، تم صرف جگم رضا کی حفاظت

کرو اور لیں۔“ عمران نے خٹک بیجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریسیور رکھ دیا۔

”جو کام مصر اور سودان کی حکومتوں کو کرنا چاہیے وہ ہمیں کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دیسے بھی جو روپٹ آغا کو دی گئی ہے وہ غلط ہے کیونکہ اگر ایسی بات ہوتی تو مصری انسٹیلی جنس چیف وہ خط حکومت پاکیشیا کو نہ بھجوتا۔“ عمران نے ریسیور رکھ کر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہمو سکتا ہے کہ چیف اس تنظیم سے نہ خریدا جاسکا ہو۔ آپ کم از کم اسے یہ اطلاع تو پہنچا دیں۔ اگر راقی تنظیم کا یہی مقصد ہے جو آغا نے بتایا ہے اور یہ تنظیم اپنے مشن میں کامیاب ہو گئی تو واقعی پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑا سائز ہو گا۔“ بلیک زیر دنے کہا۔

”اگر البتہ یہ کام کیا جاسکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ذرا فون والی ڈائری دینا میں مصری انسٹیلی جنس کے چیف کا نمبر جیک کرلوں۔“ عمران نے اثبات میں سر ہلاٹتے ہوئے کہا اور بلیک زیر دنے کے میز کی دراز سے سرخ جبلہ والی ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی، عمران اسے چیک کر تارہا۔ پھر اس نے ڈائری رکھ کر ریسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یہ انسٹیلی جنس بہیڈ کوارٹر۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز ستائی دی۔

”چیف اف پاکیشیا سیکرٹ مرسیس پیکنگ فلام پاکیشیا، چیف اف انسٹیلی جنس موسیٰ روف سے بات کرائیں۔“ عمران نے مخصوصی بیجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ادہ جناب موسیٰ روف صاحب تو گذشتہ بحثہ انتقال کر سکتے ہیں اب ان کی جگہ یوسف سعید صاحب چیف ہی۔ میں ان سے بات کرانا ہوں ہے۔ دوسری طرف سے انہماں مودبانہ ہیجے میں کہا گیا اور موسیٰ روف کے انتقال کا سُن کر عمران کے ہونٹ خود بخود پختھ کرے۔

”ہیلو چیف آف انٹلی جنس یوسف سعید بول رہا ہوں!“ — چند لمحوں کی فاٹوشی کے بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”چیف آف سکرٹ سروس پاکیشیا بول رہا ہوں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ موسیٰ روف صاحب انتقال کر گئے ہیں!“ — عمران نے مخصوص ہیجے میں کہا۔

”آپ کو درست بتایا گیا ہے:“ — دوسری طرف سے کہا گیا۔
”کیا وہ بیمار رہتے:“ — عمران نے پوچھا۔

”جی نہیں، بالکل تند درست تھے۔ صحی اپنی خواب گاہ میں مردہ پائے گئے۔ انہیں ایک زبردیے سائبپ نے کاٹ لیا تھا۔ فرمائیں آپ نے کیسے کال کی ہے:“ — دوسری طرف سے اس طرح سرسری سے ہیجے میں کہا گیا
جیسے موسیٰ روف کی بلاکت کوئی اہمیت نہ دینا چاہتا ہو۔

”موسیٰ روف صاحب کی طرف سے حکومت پاکیشیا کو ایک خط بھیجا گیا تھا جس میں کسی بوجگانو تنظیم کی طرف سے پاکیشیا میں کسی مشن کا نوالہ دیا تھا۔ میں اس سلسلے میں ان سے بات کرنا چاہتا تھا کہ اس تنظیم کے بارے میں ان کے پاس کوئی قابلِ تفصیلات ہوں تو میں ان سے واقعہ بھوکوں!“

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”جی ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ انہوں نے وہ خط حکومت پاکیشیا کو بھجوایا تھا

ہم نے بھی اس تنظیم کے بارے میں اپنے طور پر تحقیقات کرائی ہیں اور ان تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ تنظیم کوئی بین الاقوامی تنظیم نہیں ہے بلکہ اسلحہ سپلائی کرنے والی ایک عام سی مجرم تنظیم ہے اور ہم اس کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ جلد ہی اس کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔“ — یوسف سعید نے خٹک ہیجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے تھیک یو:“ — عمران نے کہا اور یور رکھ دیا لیکن اب اس کی پیشانی پر شکمیں ابھراں تھیں۔

”انٹلی جنس چیف کی اس طرح پر اصرار بلاکت اور موجودہ چیف کا رویہ بتا رہا ہے کہ آغا کی روپرٹ درست ہے:“ — بلیک نزیر دیتے کہا۔

”ہاں، اب مجھے بھی اس روپرٹ کی درستی پر لعین اُرماء ہے:“

عمران نے سنجیدہ ہیجے میں کہا اور ایک بار پھر یور رکھا کہ اس نے نمبر ڈائل کرنے مشرد کر دیتے۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

”پی، اے ٹو سیکرٹری خارجہ:“ — رابطہ قائم ہوتے ہی سرسلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو، سرسلطان سے بات کرائیں:“ — عمران نے ایکسٹو کے مخصوص ہیجے میں کہا۔

”لیس سر:“ — دوسری طرف سے موددانہ ہیجے میں کہا گیا۔

”ہیلو سرسلطان بول رہا ہوں؟“ — چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”سرسلطان، بوجگانو تنظیم کے بارے میں مجھے ایک روپرٹ ملی ہے کہ یہ تنظیم اسرائیل کی سرپرستی میں کام کر رہی ہے اور مصر اور سوڈان کی حکومتوں کو

تبديل کر کے دہانی ایسی حکومتیں لانا چاہتی ہے جو اسرائیل کے تابع ہوں۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس تنظیم نے مصر اور سودان کے اعلیٰ حکام کو خرید رکھا ہے۔ میں نے مصری انتیلی چنس کے چیف سے اس بارے میں بات کرنی چاہی تو معلوم ہوا ہے کہ وہ پراسرار طور پر سانپے کاٹنے سے ہلاک ہو چکے ہیں اور موجودہ چیفت کا رویہ بتا رہا ہے کہ وہ بھی اس تنظیم سے ملا ہوا ہے۔ اس لئے آپ سرکاری طور پر مصر کے پرائم مینٹریا صدر کو اس بارے میں اطلاع دے دیں تاکہ ہماری طرف سے فرضی ادا ہو جائے۔ — عمران نے مخصوص بیجے میں کہا۔

”لیس سرا میں اطلاع بھجوادیتا ہوں۔“ — دوسری طرف سے سرسلطان نے اتنا بھائی مودودانہ بیجے میں کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ ”میرے خیال میں اتنا ہی کافی ہے۔“ — عمران نے کہا اور سر سی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں فلیٹ پر جا رہا ہوں، اگر کوئی اہم بات ہو تو مجھے رنگ کر لینا۔“ — عمران نے کہا اور مرد کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

مخصوص انداز کی جیپ فاصی تیز رفتاری سے صحراء کے اندر پڑھی چلی جا رہی تھی۔ سٹریٹنگ پر ایک سودانی نوجوان تھا جبکہ ساتھ والی سیٹ پر مادام تاؤ بیٹھی ہوئی تھی۔ سودانی نوجوان کا نام صالح تھا۔ مجھے قد اور بھرے ہوئے جسم کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر موجود زخموں کے نشانات بتا رہے تھے کہ وہ لڑائی بھڑائی کے کاموں میں فاصلہ میٹ رہا ہے گو عمران نے مادام تاؤ کو واپس جانے سے روک دیا تھا لیکن مادام تاؤ جس مزاج کی عورت تھی وہ بھلہ عمران کے روکنے سے کہاں رکنے والی تھی۔ اس کے ذمیں ڈاکٹر زیدان سے اپنی توہین کا بدلہ لینے کا بھوت سوار تھا چنانچہ وہ عمران کی واپسی کے بعد پہلی فلامٹ سے ہبھی سودان و واپس پہنچ گئی اور یہاں اس نے ہوٹل عنیات میں ہبھی کمرہ لیا جیاں پہلے وہ اسٹارم اور بیگم رضا کے ساتھ آئی تھی۔ اس کے بعد اس نے ایک دیڑ کے فریجے اس سودانی نوجوان جس کا نام صالح تھا اپنے بادی گارڈ کے طور پر ہائر کر لیا۔ صالح اس

ویزیر کا رشتہ دار تھا اور اس ویزیر نے بتایا تھا کہ صالح سودان کی خفیہ پرنس میں بھی رہا ہے لیکن ہبہ اس پر ایک کیس بن گیا تھا اور اسے دہل سے نکال دیا گیا تھا۔ اب وہ پرانیویٹ دھنہ د کرتا ہے۔ صالح مادام تاؤ کے لئے خاصاً مفیدہ ثابت ہوا اس جیپ کا بھی اس نے انہیں کیا تھا اور مادام تاؤ نے جب اسے لیبارٹری اور ڈاکٹر زیدان کے مستغان بتایا تو اس نے مادام تاؤ کا ہزار طور پر سامنہ دینے کا باقاعدہ حلف دیا اور اب وہی صالح در انہوں نگہ سیٹ پر اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ صالح کے کانڈھ سے سے ایک جدید مشین گن لشکی ہوئی تھی اور اس کی جیپ میں ایک مشین پیل بھی موجود تھا جبکہ مادام تاؤ نے بھی اپنے پاس ایک مشین پیل رکھا ہوا تھا۔ گودا مام تاؤ کو لیکھن تھا کہ وہ اس نخلستان کا راستہ تلاش کرے گی لیکن صالح نے اسے بتایا تھا کہ صحرا میں ہوا کے طوفان کی وجہ سے ریت کے ٹیکے اپنی شکل بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے ایک بار دیکھا ہوا راستہ دوبارہ کبھی ٹریس نہیں ہو سکتا۔ البتہ صالح نے مادام تاؤ سے اس راستے اور نخلستان کی تفصیلات معلوم کر لیتے کے بعد نقشے میں ایسے نخلستان کو تلاش کریا تھا۔ نقشے میں اس نخلستان کو راہوم کا نام دیا گی تھا اور اب صالح جیپ اس راہوم نامی نخلستان کی طرف لے جا رہا تھا صالح کے مطابق اس نخلستان پر ایک قبیلہ قابض تھا جس کا نام راہوم تھا لیکن بعد میں وہاں کوئی خونناک بیماری پھیل گئی اور راہوم قبیلہ وہاں سے بچرات کر گیا اور پورے ریاست میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ اس نخلستان میں پانی کا جو کتوں ہے اس میں خونناک بیماری کے جرأتیں پیدا ہو چکے ہیں اس لئے یہ نخلستان گذشتہ کمی سالوں سے دیران تھا۔ غالباً یہاں سے گزرتے ہوئے صرف سائے کی خاطر کئے ضرور تھے لیکن نہ ہی راہوم کے کنویں کا

پانی استعمال کرتے تھے اور نہ دہل مستقل طور پر بھڑکتے تھے اور مادام تاؤ سمجھ گئی کہ یہ بیماری اس ڈاکٹر زیدان نے مخصوص جراثیموں کے ذریعے یہاں پھیلانی ہو گی تاکہ وہ پوری طرح اس نخلستان پر قابض ہو سکے۔

تقریباً چار گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد وہ نخلستان انہیں نظر آنے لگا اور مادام تاؤ اسے دیکھتے ہی پہچان گئی کہ یہ وہی نخلستان ہے۔ صالح کے کہنے پر مادام تاؤ نے اپنے چہرے پر ایک ماںک چڑھایا ہوا تھا جس کی وجہ سے وہ سودا انی عورت ہی لگتی تھی۔ یہ ماںک بھی صالح بھی لے آیا تھا اور صالح نے ہی اسے مادام تاؤ کے چہرے پر ایڈ جٹ کیا تھا اس لئے مادام تاؤ کو اپنے پہچان لئے جانے کا کوئی فکر نہ تھا۔ جیپ نخلستان میں پہنچ کر رک گئی لیکن نخلستان قطعی خالی تھا۔ وہاں کوئی انسان موجود نہ تھا۔ وہ دونوں جیپ سے اتر آئے اور پھر بھوڑی دیر بعد ہی مادام تاؤ نے وہ راستہ تلاش کر کے کھول لیا جس سے ڈاکٹر زیدان انہیں پہنچے رہائش گاہ اور لیبارٹری میں لے گیا تھا۔ صالح نے مشین گن ہاتھوں میں لے لی تھی اور وہ بے انہما محاذ اظہارہا مگر مادام تاؤ بڑی بے نکری سے اگے بڑھی چلی جا رہی تھی جیسے وہ اس بار بھی ہمان کے طور پر یہاں آئی ہو لیکن بھوڑی دیر بعد یہ دیکھ کر اس کی انکھوں میں شرید مایوسی ابھر آئی کہ وہ رہائش گاہ اور لیبارٹری مکمل طور پر خالی بڑی بھوئی تھی۔ وہاں نہ کوئی فربخچ تھا، نہ سامان اور نہ ہی کوئی اُدھی۔

”یہ تو خالی ہے مادام۔“ — صالح نے حیرت بھرے ہجھے میں کہا۔

”ہاں، وہ ڈاکٹر زیدان میرے خوف کی وجہ سے اسے خالی کر کے فرار

ہو گیا ہے۔ کاش وہ مجھے مل جاتا۔ — مادام تاؤ نے غصیلے ہجھے میں
کہا۔

”اب کی کرنا ہے۔ — صالح نے کہا۔

”یہاں کی تلاشی تو تم خفیہ پولیس میں رہے ہو شاید اس ڈاکٹر زیدان
کے پارے میں کوئی کلیو مل جائے۔ — مادام تاؤ نے ہوتھ بھیتے
ہوئے صالح سے کہا اور صالح سر ہلاتا ہوا اس کے بڑھ گیا۔ مادام تاؤ اسی خالی
گرے میں کھڑا رہی۔

”کاش تم مجھے مل جاتے ڈاکٹر زیدان تو میں تمہاری ایک ایک لوگوی علیحدہ
سر دیتی لیکن تم بزرگ نکلے اور فرار ہو سکے۔ — مادام تاؤ نے غصیلے
انداز میں بڑھاتے ہوئے کہا۔

”قریباً او ہے گھنٹے بعد صالح والپس آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈ
موجود تھا۔

”مادام اس کارڈ کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے اور یہ کارڈ بھی مصر
کے کسی ادمی ابو سجاد کا ہے۔ صرف ابو سجاد اور مصہد والقانطا ہی چھپے ہوئے
ہیں۔ تیسرا کوئی چیز نہیں ہے۔ — صالح نے کارڈ مادام تاؤ کی
طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”تم جانتے ہو کسی ابو سجاد کو؟ — مادام تاؤ نے کارڈ دیکھتے
ہوئے پوچھا۔

”ویسے تو شاید مصر میں اس نام کے ہزاروں افراد موجود ہوں گے کیونکہ
یہ عام سانام ہے۔ البتہ وہاں فشریک کے علاقے میں ایک ہٹول ہے بلکہ
ٹار، اس کے مالک کا نام ابو سجاد ہے اور وہ مصر کا بہت بڑا عنڈہ بھی ہے

ستا ہے کہ مصر کا انہما خطرناک ادمی ہے۔ لیں اس سے زیادہ ہیں کچھ
نہیں جانتا۔ — صالح نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے اُذ اب والپس چلیں۔ یہاں فالی جگہ پر بھٹک کر کیا کرنا ہے۔
مادام تاؤ نے جواب دیا اور صالح نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ بھتوڑی دیر یون
جیپ والپس سوداں کے دارالمحکومت خرطوم کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

”اب اپ کا کیا پروگرام ہے مادام۔ — صالح نے پوچھا۔

”کچھ نہیں والپس چلی جاؤں گی، اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ اب میں
کھرے میں کھڑا رہی۔
کہاں ابو سجاد کو ڈھونڈتی چھڑوں۔ میرا ٹارکٹ تو ڈاکٹر زیدان تھا۔ —
مادام تاؤ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور صالح نے بھی اثبات میں
سر ہلا دیا۔

ہٹول عیناً پہنچ کر مادام تاؤ نے جہلکے داموں خریدی ہوئی جیپ بھی
صالح کو تھفے میں دے دی اور ساختہ ہی اس کے معادھنے کے علاوہ انعام
میں ایک بھاری رقم دے کر اسے فارغ کر دیا اور بھر چھرے پر موجود ماسک
آنکر کراس نے ہٹول کا مکہ جھوٹرا اور اسی پورٹ کی طرف روائی ہو گئی۔ اب پورٹ
پہنچنے سک اس کا ارادہ والپس پاکیشا جانے کا ہی تھا لیکن اسی پورٹ
پہنچ کر جب اسے معلوم ہوا کہ سوداں اور مصر کے درمیان دیزے کی بانیہا
نہیں، میں تو اس نے یہاں ایک اپنا ارادہ بدل لیا۔ وہ اب مھر جا کر پہنچے
اس ابو سجاد سے ملنے پا بھی تھی جس کا ذکر صالح نے کیا تھا۔ گو صالح نے
اسے یہی بتایا تھا کہ ابو سجاد مصر کا بہت بڑا عنڈہ ہے لیکن مادام تاؤ کی
فطرت بھی ایسی تھی کہ اس نے کسی سے خوفزدہ ہونا سیکھا، ہی نہ تھا۔ اس
نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ یہی ابو سجاد ہو اور اسے اس ڈاکٹر زیدان کے

بارے میں علم ہو چا پنچ وہ مصر پہنچ گئی۔ اس کے پاس سوانے ایک بیگ کے اور کوئی سامان نہ تھا۔ اس لئے ائیر پورٹ سے نکلتے ہی اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو ہٹولی بلیک ٹارچلنے کا کہہ دیا۔
”آپ شاید پہلی بار قاہرہ آئی ہیں۔“ — ٹیکسی ڈرائیور نے ساتھ پہنچ ہوئی مادام تاؤ سے مخاطب ہو کر کہا،

”ہاں کیوں؟“ — مادام تاؤ جو کھڑکی میں سے قاہرہ کی عظیم الشان عمارت دیکھنے میں مصروف تھی چونکہ اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔ شاید ڈرائیور نے بھی اس کے اس انداز میں عمارتوں کو دیکھنے سے اندازہ لگایا تھا کہ وہ پہلی بار قاہرہ آئی ہے۔

”جس ہٹول میں آپ جا رہی ہیں وہ جدائی پیشہ افراد کا گڑھ ہے۔ اگر آپ نے سیاحتی کرنی سے تو میرا مشورہ ہے کہ آپ رہائش کسی اچھے ہٹول میں رکھیں اور صرف داں جا کر تفریح کریں۔“ — ڈرائیور نے بڑے بھروسے لمحے میں کہا،

”مشورے کا شکریہ میں وہاں اس لئے نہیں بلکہ ایک آدمی سے ملنے جا رہی ہوں؟“ — مادام تاؤ نے انہائی خشک لمحے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور خاموش ہو گیا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اس نے ایک عظیم الشان ہٹول کے سامنے جا کر ٹیکسی روک دی جس پر بلیک ٹارکا نیون سائن چمک رہا تھا۔ مادام تاؤ نے کراپر ادا کیا اور پھر بیگ اٹھائے وہ ہٹول میں داخل ہو گئی۔ یہاں مقامی افراد کے ساتھ ساتھ تقریباً دینا کے ہر لمحے کے سیاح بھی کثرت سے نظر اڑ رہے تھے۔ اس لئے مادام تاؤ کو یہاں کوئی خاص اجنبيت محسوس نہ ہو رہی تھی۔ ہٹول کا

شاندار انداز میں سجا ہوا ہال لوگوں سے بھرا ہوا تھا لیکن ہال نشیات اور مژا کی تیز بلو سے بھی نپر تھا۔ ایک طرف ایک دیسخ و علیعنی کا ذریعہ تھا جس کے پیچے پار خوبصورت مصری لڑکیاں کھڑی مختلف کاموں میں مصروف تھیں البتہ ان کے بہاس اس قسم کے تھے کہ وہ تقریباً عربیاں ہی نظر آ رہی تھیں۔ مادام تاؤ کے ہونٹ بھیخے ہونے تھے۔ اسے یہ ماحول سخت نالپسند آیا تھا لیکن وہ کاڈنٹ کی طرف بڑھنے تھی۔

”یہ مس؟“ — ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ابو سجد سے کہو پاکیشی سے مادام تاؤ اس سے فوراً ملنا چاہتی ہے۔“ — مادام تاؤ نے ایسے بھی میں کہا جیسے ابو سجد اس کا ذاتی ملازم ہو۔

”پاکیشی سے مگر...“ — لڑکی نے حیرت بھرے انداز میں مر سے پریتاک مادام تاؤ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”جو میں کہہ رہی ہوں وہ کر د۔“ — مادام تاؤ نے انہائی غصیلے لمحے میں کہا اور لڑکی نے جلدی سے میز پر رکھے ہوئے اٹر کام کا ریور اٹھایا۔

”جناب کاڈنٹ پر ایک خاتون آئی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ پاکیشی سے آئی ہیں۔ ان کا نام مادام تاؤ ہے اور وہ چیف سے فوراً ملنا چاہتی ہیں؟“ —

لڑکی نے انہائی مودبازہ لمحے میں کسی سے بات کرتے ہوئے کہا۔ پھر جنید محبوب سک دو مری طرف سے کچھ سنتے کے بعد اس نے یہیور کو ٹیل پر رکھ دیا۔

”آپ کچھ دیر انتظار کر لیں میخیر صاحب چیف سے رابطہ کر رہے ہیں۔ اگر انہوں نے ملاقات کی اجازت دی تو آپ کی ملاقات ہو جائے گی۔“ — لڑکی نے اس بار سنبھیڈہ لمحے میں کہا اور دوسرے کاموں میں مشغول ہو گئی۔

مادام تاؤ کو لڑکی کے جواب پر غصہ تو بہت آیا لیکن وہ خاموش رہی۔ اس نے ہال میں بلیٹھے ہوئے اذاد کو دیکھنا ستردیغ کر دیا۔

”مادام تاؤ کون ہیں؟“ — اپانک ایک مردانہ آواز اس کے کامل میں پڑی اور وہ چونک پڑی۔ ایک لمبے قد کا ادمی اس کا ذنوبگر سے پوچھ رہا تھا اور کا ذنوبگر نے مادام تاؤ کی طرف اشارہ کر دیا۔

”اوہ آپ ہیں۔“ — میرے ساتھ تشریف لائیے میں آپ کو چیف بائس سک پہنچا دیتا ہوں؟“ — اس ادمی نے بڑے باخلاق بیجے میں کہا اور مادام تاؤ نے اثبات میں سر بلادیا۔ پھر ایک راہداری سے گزر کر ایک لفتے سے ذریعے وہ بیچے کافی گہرا فی میں پہنچ گئے اور اس طرح مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ادمی ایک دروازے کے سامنے جا کر رک کیا۔ دروازے کے ہاتھ میں گنوں سے مسلح دا ادمی موجود تھے۔

”تشریف لے جائیے، چیف آپ کے منتظر ہیں۔“ — اس ادمی نے موڈ بانہ ہیجے میں کہا اور مادام تاؤ دروازے کو دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک دیسخ کرہ تھا جسے انہائی قیمتی فرنچ سے سجا یا گیا تھا۔ فرش پر دیز ایلان قالین تھا۔ ایک طرف ہماگنی کی بنی ہوئی ایک دیسخ دلیلیں دفتر میں رکھتی جس کے سامنے صوفی رکھے ہوئے تھے۔ دیز کے پیچے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا گوریلا نما ادمی بلیٹھا ہوا تھا لیکن اس کا چہرہ بڑا معصوم سا تھا۔ مادام تاؤ کے اندر داخل ہوتے ہی وہ کرسی سے اٹھا اور پھر میز کی سایہ پر نکل کر رکھے بڑھا۔

”خوش آمدید مادام، میرا نام ابو بندج ہے۔“ — اس ادمی نے انہائی نرم ہیجے میں کہا اور مصافی کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

”میرا نام مادام تاؤ ہے اور میں پاکیشی سے آئی ہوں؛“ — مادام تاؤ نے سمجھی انداز میں مصافی کرتے ہوئے کہا۔

”آپ سے مل کر بے قدسیت ہوئی مگر میں عام طور پر اجنبیوں سے نہیں ملا سکتا لیکن آپ اتنی دور سے تشریف لائی ہیں کہ مجھے سارے کام چھوڑ کر آپ کے لئے ملاقات کا وقت لکھنا پڑا۔ تشریف رکھیں اور فرمائیں کہ آپ کیا پہنچا پسند کریں گی؟“ — ابو بندج نے انہائی نرم اور دستاز ہیجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”سُکریہ، اس وقت میرا کچھ ہی نہ کاموڑ نہیں ہے۔“ — مادام تاؤ نے اسی طرح خٹک ہیجے میں کہا۔ اور ابو بندج نے اثبات میں سر بلادیا اور پھر سامنے رکھے صوفی پر پیٹھ گیا۔ وہ بڑے خور سے مادام تاؤ کو دیکھ رہا تھا۔

”فرمائیے، کیسے تشریف اوری ہوئی ہے؟“ — ابو بندج نے مسکراتے ہوئے اسی طرح نرم اور دستاز ہیجے میں کہا۔

”یہ کارڈ تمہارا ہے؛“ — مادام تاؤ نے جیکٹ کی جیب سے ایک کارڈ نکال کر ابو بندج کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہاں، مگر یہ کارڈ آپ کے پاس کیسے پہنچ گیا۔ یہ تو میرا خصوصی کارڈ ہے۔“ — ابو بندج کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم ڈاکٹر زیدان سے جھی واقف ہو، میں صرف یہ تھا۔ مادام تاؤ کے اندر داخل ہوتے ہی وہ کرسی سے اٹھا اور پھر میز کی سایہ پر نکل کر رکھے بڑھا۔

”مادام تاؤ نے کہا اور ابو بندج ایک بار پھر چونک پڑا۔“ —

”تو آپ وہاں را ہوم میں گئی تھیں۔ کیوں، کیا آپ کو ڈاکٹر زیدان سے کوئی

کام تھا۔ — ابو نجد نے حیرت بھرے ہیجے میں کہا۔

"اس نے میری توہین کی حقی اور مادام تاؤ اس وقت تک صین سے نہیں پہنچ سکتی جب تک اپنی توہین کا انتقام نہ لے۔" — مادام تاؤ نے جھلائے ہونے لیجے میں کہا اور ابو نجد کے چہرے پر یک لخت انتہائی صرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

"ویری گڑ مادام تاؤ،" اپ کی اس بات نے اپ کی عزت میرے دل میں بڑھا دی ہے۔ ڈاکٹر زیدان نے مجھ سے رابط قائم کیا تھا کہ میں اس کی لیساڑی کا سامان دہال سے اپنی مخصوص طریقہ سوت کے ذریعے یہاں مھر کے صحرا میں ایک جگہ پہنچا دوں چونکہ معاوضہ پر کشش تھا اس لئے میں نے یہ کام کر دیا۔ یہ کارڈ بھی میرے آدمی کی جیب سے دہان گرا ہو گیا۔ بہر حال اس سے یہ فائدہ ضرور ہوا کہ مجھے اپ جیسی خاتون سے مشرف ملاقات حاصل ہو گیا۔ اگر میں اپ کو صرف ڈاکٹر زیدان کا پتہ بتا دوں تو اپ اپنی ہونے کی وجہ سے دہان تک رہنچ سکیں گی۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ میں اپنے آدمیوں کو ساختہ بھیج دوں۔ اس طرح اپ انسان سے ڈاکٹر زیدان تک پہنچ جائیں گی۔ باقی رہی اس سے انتقام لینے کی بات تو ایک بات بتا دوں کہ اپ اکسلی خاتون دہان کچھ نہ کر سکیں گی۔ گوئیں ایک مجرم ہوں لیکن مجھے ذاتی طور پر ایسے لوگ بے حد پسند ہیں جو اپنی غیرت منوانا جانتے ہوں۔ اس لئے میرے آدمی اس انتقام کے لئے بھی اپ کی بھرپور دوکری کیلئے تیار ہیں لیکن مسئلہ صرف اتنا ہے کہ اگر اپ اس سے لئے معاوضہ ادا کر دیں۔ — ابو نجد نے اسی طرح دو سازہ لیجے میں کہا۔

"تم کتنا معاوضہ چاہتے ہو؟" — مادام تاؤ نے ہونٹ پھینکتے ہوئے کہا۔

"معاوضہ کی بات میں نے صرف اس لئے کی جئے کہ یہ میرا اصول ہے درہ اپ چتنی دور سے صرف توہین کا انتقام لینے آئی میں مجھے اپ کی اس بات نے ہی متاثر کیا ہے اس لئے معاوضہ صرف ٹوکن کے طور پر ہو گا جو اپ مناسب سمجھیں دے دیں۔" — ابو نجد نے مسکراتے ہوئے کہا اور مادام تاؤ نے سر بلاتے ہوئے ساختہ رکھا ہوا بیک کھولا اور اس میں مصری پاؤ نڈڑ کا ایک بندل نکال کر ابو نجد کی طرف بڑھا دیا۔ ایک لپڑ پر اس نے کرنی تبدیل کر لی بھتی۔ اس لئے اس کے بیک میں اس وقت ایسے کئی بندل موجود تھے۔

"او۔ کے، اب اپ فرمائیں کہ کیا اپ فرزی دہان جانا چاہتی ہیں یا پہلے اپ آدم کرنا پسند کریں گی۔ ایسی صورت میں اپ کو ہمارے ہوٹل کا سب سے شاندار کمرہ دیا جا سکتا ہے اور دوسرا بات یہ کہ اپ توہین کا انتقام کس طرح لینا چاہتی ہیں۔" — ابو نجد نے بندل جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"میں اس ڈاکٹر زیدان کے جسم میں میں پیش کی گولیوں کا پورا برسٹ دفل کرنا چاہتی ہوں۔ تمہارے آدمیوں کا صرف اتنا کام ہو گا کہ وہ مجھے دہان لے جائیں اور جب میرا انتقام پورا ہو جائے تو مجھے والپس لے آئیں اور میں فرزی طور پر جانا چاہتی ہوں۔" — مادام تاؤ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ٹھیک ہے، میں ابھی انتظامات کرتا ہوں۔" — ابو نجد نے اٹھتے ہوئے کہا اور عپر دہ میز کی عقبی طرف موجود دروازہ کھول کر غائب ہو گیا تقریباً دس منٹ بعد اس کی والپس ہوئی۔

"میں نے انتظامات کر لئے ہیں۔ ابھی میرے آدمی اپ کو لے جاتے ہیں اپ بے دھڑک ہو کر ان کے ساختہ جا سکتی ہیں۔" — ابو نجد نے کہا اور مادام تاؤ نے سر بلادیا۔ سحوڑتی دیر بعد سامنے دالا دروازہ کھلا اور ایک

نوجوان نے اندر دا خل بھوکر ادب سے ابو سجاد کو سلام کیا۔
”رشید، یہ خاتون تمہارے ساتھ جائیں گی اور حسی کر میں نے حکم دیا ہے
ولیسا ہی تم نے کرنا ہے۔ خاتون کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی چاہیے۔“
ابو سجاد نے اس ادمی سے مخاطب ہو کر کہا۔
”یہس باس۔ آئینے ماڈام۔“ اس ادمی نے انہیں مودبانہ
لیجے میں کہا اور ماڈام تاؤ اٹھ کھڑتی ہوئی۔

”مشکر یہ ابو سجاد؟“ ماڈام تاؤ نے کہا اور بیگ اٹھا کر وہ اس
رشید ناجی ادمی کے ساتھ کمرے سے باہر آگئی لیکن ابھی اس نے دروازے
سے نکل کر دو تین قدم بھی اٹھائے ہوئے گے کہ آگے جاتا ہوا رشید سجلی کی سی
تیزی سے مڑا اور پھر اس سے پہلے کہ ماڈام کچھ سمجھتی اس نے ہاتھ میں پکڑا
ہوا سرخ زنگ کا روپال پوری قوت سے ماڈام کی ناک پر جہادیا۔ اس کے
ساتھ ہی ماڈام کو محسوس ہوا کہ کچھ افزادے عقب میں اس کے جسم کو جھٹ
لیا ہے۔ ماڈام نے اپنے آپ کو جھپڑوانے کی بلے حد کو شش کی لیکن چند
لحول سکا۔ ہی وہ جب دچھد کر سکی۔ اس کے بعد اس کے ذہن پر تاریکی نے
غلبہ حاصل کر لیا پھر حب اس کے ذہن میں روشنی پھیلی اور اس کی آنکھیں
کھلیں تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ ایک بڑے سے کمرے کے درمیان
میں ایک لوہے کی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ کرسی کے بازوؤں سے نکلنے والے
راڑنے اس سے جسم کو کرسی کے ساتھ بُری طرح جکڑا ہوا تھا۔ کمرہ ہر قسم کے
فریخ سے خالی تھا۔ کمرے کا اکھلوتا دروازہ اس کی نظروں کے سامنے تھا جو
بند تھا۔

”تو اس ابو سجاد نے دھوکہ کیا ہے۔ اس نے یقیناً بیگ میں موجود رقم

کی خاطر یہ حرکت کی ہو گئی لیکن اسے یہ حرکت مہنگی پڑے گی：“— ماڈام
تاو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور لاسعوری طور پر کرسی سے آزاد ہونے
کی کوشش مردوع کر دی لیکن چند لمبوں کی کوشش کے بعد ہی اسے حس
ہو گیا کہ وہ اس کرسی سے آزاد نہیں ہو سکتی۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ماڈام
نے چونک کر دیکھا تو دروازے سے دو مقامی ادمی اندر دا خل ہو رہے تھے
ان کے ہاتھوں میں مشین گئیں تھیں۔

”تمہیں ہوش آگیا ماڈام۔“ او۔ کے اڈ بس نے تمہیں بلا یا ہے۔“
ایک ادمی نے کہا۔

”کون بس۔ کیا ابو سجاد؟“ ماڈام تاؤ نے عڑاتے ہوئے
کہا اور وہ دونوں ادمی بے اختیار ہنس پڑے۔
”ابو سجاد کو بھول جاؤ، اس کا کام تمہیں یہاں تک پہنچانا تھا۔ اب تم
بوجگانوں کے قبضے میں ہو اور بوجگانوں بس تھیں بدار ہا ہے۔“ ایک
ادمی نے کرسی سے عقب میں جاتے ہوئے کہا اور پھر کھٹک کی ادازے ساتھ
ہی اس کے جسم کے گرد موجود لوہے کے راڑنے غائب ہو گئے اور ماڈام تاؤ
ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑتی ہوئی لیکن اس کے دونوں بازو اس کے عقب میں
لوہے کی کلپ سمجھکڑی سے بند ہے ہوئے تھے۔

”میرے ہاتھ کھولو!“ ماڈام نے تیز لیجے میں کہا۔

”نہیں۔ انہیں کھولنے کا حکم نہیں ہے، اڈ۔“ ان میں
سے ایک نے تیز لیجے میں کہا اور پھر وہ ماڈام کو بازو سے پکڑے اس کمرے سے
نکلے اور باہر راہ رہی میں سے گزر کر ایک اور کمرے میں آگئے۔ یہاں قیمتی
صوف فر کھے ہوئے تھے۔ ماڈام کو ایک صوف پر بٹھا دیا گیا جبکہ وہ دونوں اس

کے عقب میں کھڑے ہو گئے۔ اسی لمحے سامنے والی دیوار میں ایک دروازہ کھلا اور ایک بجے قد کا مصری اندر داخل ہوا۔ اس کے بال ڈریکولا کے بالوں کی طرح سی ہے کھڑے ہتھے۔ چہرے پر بے پناہ سفاک اور خباثت موجود تھی۔ اس نے انگلیوں میں تین چار انگوٹھیاں پہنچی ہوئی تھیں جن میں قیمتی جواہرات جڑے ہوتے تھے۔ اس کے گلے میں بھی ایک لاکھ لفڑا رہا تھا جس میں بھی ایک قیمتی ہیرا موجود تھا۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا سوت ہتا۔

” ہونہ تو تم ہو مادام تاؤ — جرا شموم کی ماہر سائنسدان ”

اس ادمی نے اندر ہم کر گزر سے مادام تاؤ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

” تم مجھے کیسے جانتے ہو؟ ” — مادام تاؤ نے حیرت ہجرے لے

میں کہا۔

” تم نے خود ہی ابو نجد سے اپنا تعارف کرایا تھا۔ کیا تم وہ نہیں ہو؟ ”

اس ادمی نے چونک کر کہا۔

” میں بھی ہوں مادام تاؤ — وہ ڈاکٹر زیدان کہاں ہے۔ میں اس سے اتفاق میلتے آئی ہوں — تم کون ہو اور تم نے مجھے یہاں باندھ کیوں رکھا ہے؟ ” — مادام تاؤ نے جھوٹے ہوئے لے چکا۔

” میرا نام عبد المتصر ہے اور میرا تعلق بوگانو تنظیم کے بیٹہ کوارٹر سے ہے۔ تم ایک سائنسدان ہو اس لئے تمہیں ابھی ہمارے کچھ نہیں بھاگیا۔ میرا درماب سکنی میں کھڑا رہا۔ ایک ریشمہ ہترٹوں کی ضرب سے عینہ کیا جا چکا ہوتا اور اب میری بات گزر سے سُن لو۔ اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتی ہو تو تمہیں ڈاکٹر زیدان کی امداد کرتے ہوئے اس کے پر و جیکٹ میں پیش آنے والی رکاوٹ دور کرنی ہو گی۔ اگر تم نے یہ رکاوٹ دور کر دی تو ہمارا وعدہ کر تمہیں

زندہ واپس پا کیتی بھجوادیا جائے گا درماب دسری صورت میں تم جانتی ہو کہ میری انگلی کا ایک اشارہ تمہارا یا حشر کر سکتا ہے： — عبد المتصر نے انتہائی کرخت پیچے میں کہا۔

” تم بھی ڈاکٹر زیدان کی طرح مجھے دھکن دے رہے ہو۔ اس کے لئے بھی میری عزت کی طرف بُری نظریں ڈالی تھیں اور اسی وجہ سے میں اس سے اتفاق میلتے آئی ہوں اور تم بھی مجھے دھکن دے کر اپنے اپ کو اس کی سف میں لے آ رہے ہو، میں اگر تم درخواست کرو، منت کرو اور یہ لفڑیں دلاؤ کر تمہارا یہ پر و جیکٹ انسانیت کے خلاف استعمال نہ ہو گا تو میں اس میں مدد ہوئے کے لئے تیار ہوں لیکن ایک بات ذہن میں رکھنا میں اس ڈاکٹر زیدان کے ساتھ کسی صورت میں بھی کام نہیں کر سکتی میں اس کی شکل دیکھنا بھی گورا ہیں کر دیں گی اور جہاں تک اس پر و جیکٹ میں رکاوٹ کا تعلق ہے تو یہ بات بھی سن لو کہ یہ ڈاکٹر زیدان تو کیا دنیا کے تمام جڑائی سائنسدان مباری عمر مر پہنچتے رہیں تب بھی وہ یہ رکاوٹ دور نہیں کر سکتے۔ اس رکاوٹ کو صرف مادام تاؤ ہی دور کر سکتی ہے، صرف مادام تاؤ کیونکہ مادام تاؤ اس پر و جیکٹ پر اپنے طور پر پہلے بھی کام کر چکی ہے۔ یہ میرے لئے بچوں کا ٹھیکانہ ہے۔ مادام تاؤ نے انتہائی بے خوف ہجے میں بات کرتے ہوئے کہ اور سامنے کھڑے عبد المتصر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گے۔

” اوه تو یہ بات ہے۔ واقعی اس ڈاکٹر زیدان نے غلطی کی ہے کہ اس نے تمہاری عزت کی طرف بُری نظر ڈالی ہے۔ سنو ڈاکٹر زیدان بھاڑا ملادم سے تم اگر اسی رکاوٹ کو دور کرنے کا وعدہ کرو تو میرا وعدہ کر ستم رکاوٹ دور ہوتے ہی ڈاکٹر زیدان کو تمہارے قدموں میں ڈال دیں گے۔ اس کے بعد

ہے کہ سب کچھ تمہارے میں باقتوں ہو: — عبدالناصر نے جواب دیا.
”ہونہم ٹھیک ہے — تمہاری بات کچھ کچھ درست ہے لیکن اس کے لئے تمہیں مجھے اس ڈاکٹر زیدان سے بہت کر کام کرنے کی وجہ دینی ہوگی میں اس کے ساتھ کام نہیں سر سکتی۔ یہ میرا آخری اور قطعی فیصلہ ہے: —
مادام تاؤ نے کہا۔

”او۔ کے نہیں تمہاری یہ شرط منظور ہے، تمہاری ریزیح کے لئے تمام سامان جو تم کو کی رہیں ہیں کوارٹر میں ہی ہبھایا کر دیا جائے گا اور تمہیں نہیں ہر سہولت ہبھایا کر دی جائے گی: — عبدالناصر نے کہا.
”ٹھیک ہے — پھر میں تیار ہوں: — مادام تاؤ نے جواب دیا۔

”مادام کے ہاتھ آزاد کر دو، اب مادام ہماری انہماں معزز ہجان ہیں:“
عبدالناصر نے عقب میں کھڑے ہوئے مسلح افراد سے کہا اور دوسرے لمحے مادام کے ہاتھ ہتھکڑلوں سے آزاد کر دیتے گئے۔

”اے مادام، آپ میرے دفتر میں چلیں تاکہ آپ اس تمام سامان کی لست نیسا سکیں جو آپ کو اس ریزیح کے لئے چاہیے: —
عبدالناصر نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ اپنے مرٹل کیا۔ مادام تاؤ اس سر بلاتی ہوئی اس کے پچھے چل پڑا۔ مختلف رہداریوں سے گزرنے کے بعد مادام تاؤ ایک وسیع و عریق کمرے میں پہنچ گئی جسے دفتر کے انداز میں سمجھا گیا تھا۔

”تم اس تنظیم کے سربراہ ہو، کیا نام بتایا تھا تم نے: — مادام نے ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے عبدالناصر سے مخاطب ہو کر کہا۔

تم چاہو تو دل بھر کر اس سے اپنی بے عزیز کا انعام لینا ہمیں کوئی اختیار نہ ہو گا بلکہ سام کام میں تمہاری امداد بھی کر سکتے ہیں: — عبدالناصر نے اس بار انہماں نرم لمحے میں کہا۔

”لیکن تم نے یہ لیقین نہیں دلایا کہ یہ پروجیکٹ تم انسانیت کے خلاف استعمال نہیں کر دے گے: — مادام تاؤ نے کہا۔

”بالکل نہیں کریں گے اور یہ ہمارا مقصد بھی نہیں ہے، ہماری تنظیم مجرم تنظیم نہیں ہے بلکہ انسانیت فواز تنظیم ہے اور پوری دنیا کے محنت پر حضرات اس تنظیم کے لئے چندہ دیتے ہیں، یہ پروجیکٹ تو ابتداء میں ہے، اس پروجیکٹ کو آگے بڑھاتے ہوئے ہم ایسے جراشیم تیار کرنا چاہتے ہیں جو پوری دنیا کے انسانوں کو ہر قسم کی بیماری سے نجات دلادیں: — عبدالناصر نے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے، تم یہ فضولی بات مادام تاؤ کے سامنے کر رہے ہو: — مادام تاؤ نے غصیلے بیٹھے میں کہا

”مادام تاؤ، گورنمنٹ سائنسدان نہیں ہوں اور تم بہت بڑی سائنسدان ہو، لیکن کم از کم تم اس بات کی تو تصدیق کر دی کہ ہمیشہ منفی پہلوؤں سے ہی بیٹھت پہلو اسکارا ہوتے ہیں، انسانیت کی بھلائی کے لئے اب تک ہونے والی تمام ریزیح ہمیشہ انسانیت کے فلاں ہونے والی ریزیح کے دوران ہی سامنے آئی ہیں: — عبدالناصر نے بڑے عالمانہ بیٹھے میں کہا۔

”ہاں مگر... — مادام تاؤ نے کہا۔

”بس یوں سمجھو کر ہمیں لیقین ہے کہ اس پروجیکٹ پر ریزیح سے دوران لیقیناً کوئی نہ کوئی ایسی بات سامنے آجائے گی اور یہ بھی ہمکن ہو سکتا

بوجہا تو تنظیم کا نام ہے مگر میں سربراہ نہیں ہوں میں تو ایک ادنی کارکن ہوں۔ عبدالناصر نے کہا اور بچھرا اس نے میز پر موجود ایک پیڑ اور قدمدان میں رکھا ہوا قلم اٹھا کر مادام تاؤ کی طرف بڑھا دیا۔

”اپ لست تیار کریں میں آرہا ہوں۔“ عبدالناصر نے کہا اور مادام تاؤ کے سر جلا نے پر وہ ایک عقبی دروازے میں غائب ہو گیا۔ مادام نے کاغذ میز پر رکھ کر قلم سے لکھا چاہا مگر قلم سے سیاہی بھی نہ لکھی۔ مادام نے کافی کوشش کی لیکن قلم سوکھا ہوا تھا۔

”یہ کیسا لکھیا قلم دے دیا ہے۔ انہوں نے ہبونہ واقعی چندے سے کام چل رہا ہے لیکن سارا پیسہ دفتر سمجھانے میں لگا دیا ہے۔“ مادام تاؤ نے عصیتے انداز میں بڑھاتے ہوئے کہا اور بچھر میز پر رکھتے ہوئے قدمدان پر نظریں ڈالیں تاکہ وہاں سے دمرا قلم اٹھا سکے لیکن قدمدان فالی پڑا ہوا تھا۔ مادام تاؤ نے آٹھ سریز کی دوسرا طرف موجود دراز کھول کر حکیم کرننا شروع کر دیا۔ درازوں میں مختلف فالمیں بھری ہوئی تھیں لیکن قلم کوئی موجود نہ تھا۔ سب سے نچلی دراز کھول کر وہ قلم دیکھ رہی تھی کہ ایک مانیل پر لکھتے ہوئے الماظ پر اس کی نظر پڑی۔ اس پر سرخ خروف سے پاکیشیا اور آران لکھا ہوا تھا۔

”پاکیشیا کے بارے میں فائل۔“ اودہ ضرور وہاں کے محیر حضرات کے ناموں کی لست ہوگی جو اس تنظیم کو چندہ دیتے ہوں گے۔ دیکھوں تو سہما کر یہ کون لوگ ہیں۔“ مادام تاؤ نے سوچا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائل لکھنے کر باہر نکالی اور اسے کھول کر دیکھنے لگی۔ فائل میں صرف چار کاغذات ٹانپ شدہ تھے لیکن جیسے جیسے مادام انہیں

پڑھتی گئی۔ اس کا چہرہ غفے کی شدت سے سرخ پڑتا گیا۔ اس نے جلدی سے فائل میں سے وہ کاغذات نکالے اور انہیں آہ کر کے اس نے اپنی جنیکٹ کی اندر ورنی جیب میں رکھا اور بچھر خالی فائل کو روپاں اسی طرح دوسرا فائل میں رکھ کر اس نے دراز بند کی اور والپس کر سی پر آ کر بیٹھ گئی۔ اس کے ذہن میں آئے ہیاں سی چل رہی تھیں۔ اس نے جو کچھ اس فائل میں پڑھا تھا۔ اس نے اس کے ذہن کے چودہ تو کیا چودہ ہزار طین روشن کر دیتے تھے۔ اب وہ احمد توہنہ بھتی کہ فائل میں درج مندرجات کو نہ سمجھ سکتی۔

”مجھے ان کاغذات کو بر صورت میں حکومت پاکیشیا سک پہنچانا چاہیے۔ یہ عبدالناصر جھوٹ بول رہا ہے کہ یہ تنظیم نیک مقاصد کے لئے کام کر رہی ہے۔ یہ تو انتہائی خطرناک تنظیم ہے۔ یہ تو پاکیشیا اور آران دونوں ملکوں کو کمزور کرنے کی پالیسی پر چل رہی ہے اور اس پر وجہیت کے ذریعے یہ پاکیشیا کے لاکھوں لوگوں کو ملاک کرنا چاہتے ہیں۔“ مادام تاؤ نے ہوتھ پڑاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور عبدالناصر اندر داخل ہوا۔

”اوہ اپ نے کچھ بھی نہیں لکھا، کاغذ صاف ہے۔“ عبدالناصر نے کاغذ کو دیکھتے ہوئے چونکا کر کہا۔

”تمہارے اس قلم میں سیاہی نہیں۔ لکھوں کیا خاک۔“ مادام تاؤ نے ہمنہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ ویری سوری۔“ یہ لمحے دمرا قلم۔“ عبدالناصر نے قدرے لشمندہ سے ہبھے میں کہا اور کوٹ کی جیب سے ایک بینا اور نفس

قلم نکال کر مادام تاؤ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور مادام تاؤ نے قلم لے کر تیزی سے کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا۔ عبد الناصر میرز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔ مادام تاؤ کو لکھتے ہوئے دیکھتا رہا۔ مادام تاؤ لکھنے کے ساتھ ساتھ یہاں سے نکل کر پاکیشی جانے کی پلانگ بھی کرنی رہی جب سے اس نے فائل پڑھی تھی اس کے ذہن سے جملہ ہٹ اور غصہ یکلخت دور ہو گیا تھا۔ اب تک وہ صرف ذاتی انتقام کے چکر میں بھی اس لئے اس کا ذہن صرف اس پوائنٹ پر ہی جما ہوا تھا لیکن اب اس فائل کے پڑھنے کے بعد اس کا ذہن اپنے مکب پر منتظر لانے والے خطرے پر مرکوز ہو گیا تھا۔ اس لئے اب اس کے ذہن نے بھی اس رُخ پر کام کرنا شروع کر دیا تھا۔ دو صفحات لکھ کر اس نے ایک طویل سالنس لیتے ہوئے قلم بند کر دیا۔

"یہ ہے وہ سامان جو مجھے اس پر چھکٹ کی رکاوٹ دور کرنے کے لئے چاہیے لیکن ایک بات ہے اس میں ایک ایسا سائنسی مرکب بھی شامل ہے اور وہ بنیادی تیز ہے۔ اس کے بغیر کسی صورت بھی کام آگئے نہیں بڑھ سکتا۔ یہ مرکب پاکیشی میں میری ذاتی لیبارٹری میں تو موجود ہے، ہو سکتا ہے یہاں بھی مل جائے اسے سب سے پہلے ہمیا کرنا ضروری ہے۔"

مادام نے کاغذ عبد الناصر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اس پر نشان لگا دیجئے۔" — عبد الناصر نے کہا اور مادام نے قلم کھول کر اس مرکب کے گرد دائرہ کھینچ دیا اور پھر قلم بند کر کے اسے کاغذ کے ساتھ ہی عبد الناصر کی طرف بڑھا دیا۔

"ٹھیک ہے، ائمہ اپ کے لئے ایک کرہ تیار کر دیا گیا ہے۔ جب تک

یہ سامان ہمیا نہیں ہوتا آپ وہاں آرام کیجئے۔ — عبد الناصر نے قلم اور کاغذ اٹھاتے ہوئے کہا اور مادام تاؤ بھی سر بلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ عقوری دیر بجہ اسے ایک آرام دہ کرے میں پہنچا دیا گیا لیکن کرے کا الحکما دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا تھا۔ مادام باختہ روم میں گئی اور اس نے سب سے پہلے وہ کاغذ جیب سے نکالے اور انہیں ایک بار پھر عنزو سے پڑھنا شروع کر دیا۔ دو تین بار پڑھ کر مادام نے انہیں پرزاے کو کے کوڈ میں ڈالا اور پانی کا پہاڑ کھول دیا۔ کاغذ کے چھوٹے ٹکڑے چند لمبھوں میں پانی کے ساتھ غائب ہو گئے اور مادام نے اطمینان کا ایک طویل سالنس لیا۔ اس کے پاس یہ فدا واد صلاحیت بھی کہ وہ جس چیز کو چند بار عنزو سے پڑھ لیتی وہ اس کے ذہن میں مکمل طور پر محفوظاً ہو جاتی تھی اس لئے اسے اطمینان تھا کہ وہ اب جب چاہے اس پوری تحریر کو حرف بحروف دوبارہ کاغذ پر تحریر کر سکتی ہے۔

اس نے غسل کیا اور پھر باختہ روم سے نکل کر کرے میں موجود آرام کرسی پر ششم دراز ہو گئی۔ اس نے کرسی کی پشت سے مرکب کرنا نکھیں بند کر دیں پھر اسی انداز میں پیٹھے لیٹتے اسے نیند اگئی۔ نچانے والے کھنچنی دیر تک سوتی رہی کہ اچانک دروازہ کھلنے کی آواز سن کر وہ بیدار ہو گئی۔

"ادہ آپ آرام کر رہی تھیں، سورہی آپ کو ڈھنڈ کر کیا۔ میں نے سوچا تھا کہ آپ سے چند باتیں ہو جائیں۔" — کرے میں داخل ہونے والے عبد الناصر نے کہا۔ مادام کے تعاون پر آمادہ ہو جانے کے بعد وہ مسلسل اس سے ہندب انداز میں مخاطب ہو رہا تھا۔

"بیٹھو۔" — مادام نے سر بلاتے ہوئے کہا اور عبد الناصر اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سامان کا کیا ہوا،" میں جلد از جلد یہ کام مکمل کر دینا چاہتی ہوں۔" —

مادام نے کہا۔

"میں نے فہرست بھجوادی ہے جلد ہی سامان آجائے گا۔ اپنے تباہیں کہ آپ پاکیشی کی کوتی لیبارٹری سے متعلق ہیں۔" — عبدالناصر نے بے تکلفاً بچے میں پوچھا۔

"کسی سے نہیں،" میں نے اپنی ذاتی لیبارٹری بنائی ہوئی ہے اور میں صرف وہی کام کرتی ہوں۔ میرا حکومت یا اس کے اہمیوں سے کبھی کوئی تعلق نہیں رہا۔ میں کسی کار عرب یا نخڑہ برداشت ہی نہیں کر سکتی۔" — مادام تاؤ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عبدالناصر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کے دوستوں میں تو ہاں کے اعلیٰ حکام وغیرہ یقیناً ہوں گے۔"

عبدالناصر نے کہا۔

"میں محل سے نکلتی ہی نہیں؛ صرف آپ لینڈ کی ایک بیگم رضا ہے وہ بھی میری طرح جراحتیوں کی سائنسدان ہے۔ ہارڈنگ یونیورسٹی میں میری کلاس فیلو بھی رہی ہے۔ صرف وہی پاکیشی مجھ سے ملنے آجاتی ہے یا کبھی کبھار میں اس سے ملنے آپ لینڈ پلی جاتی ہوں۔ پورا قصہ بہ شاہراں میری ذاتی ملکیت ہے، مجھے کسی چیز کی فکر بھی نہیں اور میں نے اپنے محل میں ایسے اقدامات کئے ہوئے ہیں کہ کوئی اجنبی ہاں کسی صورت داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ صرف میرے ملازم ہاں رہتے ہیں اور میں۔" — مادام تاؤ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جب آپ ڈاکٹر زیدان کی لیبارٹری سے نکل کر واپس پاکیشی گئی تھیں تو آپ نے اس لیبارٹری کے بارے میں ہاں کے اعلیٰ حکام کو تو بتایا ہو گا۔" — عبدالناصر نے کہا۔

"مجھے کیا ہزورت بھی کسی کو یہ بتانے کے اور میں واپس بھی صرف بیگم رضا کی وجہ سے گئی تھی، وہ بزرگ عورت ہے اسے آپ لینڈ روانہ کرتے ہی میں انھماں یعنی واپس سودان پہنچ گئی۔ وہاں ڈاکٹر زیدان کی قسمت اچھی تھی کہ لیبارٹری خالی تھی ورنہ میں اسے گولیوں سے اڑا دیتی۔ وہاں سے ابو بند کا کارڈ ٹھانہ میں نے سودان میں ایک ادمی صالح کو اپنا باڈی گھار ڈینا یا بھا۔ اس نے بتایا کہ ایک ابو بند صدر میں بلیکے شارکا ماہک ہے چنانچہ میں وہاں سے ابو بند کے پاس پہنچ گئی۔ مادام تاؤ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مادام تاؤ، جس مرکب پر آپ نے نشان لگایا ہے اگر آپ کی ذاتی لیبارٹری میں موجود ہے تو آپ مجھے تفصیلات بتا دیجئے ہمارے ادمی وہاں سے جا کرے ائمیں سے اس طرح کام جلدی ہو جائے گا۔" — عبدالناصر نے کہا۔

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیبارٹری میں ایسے حفاظتی انتظامات ہیں کہ سوائے میری ذات کے وہاں بھی بھی داخل نہیں ہو سکتی۔ جو بھی وہاں داخل ہونے کی پوشش سرے گافورا جل کر راکھ ہو جائے گا حتیٰ کہ بیگم رضا کی بڑی خواہش رہی ہے کہ وہ میری لیبارٹری دیکھ لیکن وہ بھی اندر داخل نہیں ہو سکتی۔ وہاں ایسے ایسے مرکبات ہیں کہ اگر ان میں سے ایک مرکب بھی باہر آجائے تو پوری دنیا پر قیامت ٹوٹ پڑے۔ یہ تو میں تہائی پسند ہوئی ورنہ اگر میں اپنی ریچرچ کو اپن کروں تو دنیا میرے نام کو پوچنا شروع کر دے۔" — مادام تاؤ نے تر تر ہیچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر لیبارٹری میں کوئی نہ کوئی آپ کو استٹ تو کرتا ہی ہو گا۔" — عبدالناصر نے ہونٹ چھاتے ہوئے کہا۔

"میں بالکل اکیلی کام کرتی ہوں۔ مجھے کسی اسٹٹ کی آج مکہ ہزورت

ہی محسوس نہیں ہوئی: — مادام تاؤ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”تو پھر یہ مرکب کیسے ملے گا۔ میں نے معلوم کر لیا ہے، یہ مرکب تو قابل
حصول نہیں ہے: — عبدالناصر نے کہا۔

”میرا بھی یہی خیال تھا۔ یہ صرف مادام تاؤ ہی بنا سکتی ہے۔ دس کروڑ
ڈالر خرچ ہوئے تھے اس مرکب کو تیار کرنے میں۔ بہر حال ایسا ہے کہ میں
وہاں جا کر اپنی ذات لیبارٹری میں کام کر کے اس رکاوٹ کو دور کرنے کا
فارمولہ تھیں یہاں بھجوادیتی ہوں۔ اب جب میں نے وعدہ کر لیا ہے تو پھر
کام تو کرنا ہی ہے: — مادام تاؤ نے کہا۔

”نہیں — اپنے کام یہیں کرنا ہو گا: — عبدالناصر نے
فیصلہ کرنے لیجے میں کہا۔

”تو ٹھیک ہے۔ میں جا کر وہ مرکب لے آتی ہوں۔ اس کے سوا دوسری
تو کوئی صورت نہیں ہے: — مادام تاؤ نے ہونٹ چباتے ہوئے
کہا۔

”ایک صورت ہو سکتی ہے کہ میرے آدمی اپنے ساتھ جائیں، اور
اپنے مرکب لے کر ان آدمیوں کے ساتھ واپس آ جائیں: — عبدالناصر
نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

”ہے تو یہ مادام تاؤ کی بے عزتی کہ مادام تاؤ نے جب وعدہ کر لیا ہو
تو اس پر اعتماد نہ کیا جائے لیکن بہر حال اب چونکہ میں نے وعدہ کر لیا ہے
اس لئے میں اپنے اصول کے تحت مجبور ہو گئی ہوں۔ میرا شروع سے یہ اصول
راہب ہے کہ میں جو بات کہہ دوں اسے ہر صورت میں پورا کرتی ہوں۔ ٹھیک ہے
یعنی دو آدمی: — مادام تاؤ نے کہا۔

”یہاں سے پہلی چار ڈجہاڑ پاکیشی جائے گا۔ میرے چار آدمی اپنے
کے ساتھ جائیں گے۔ اپنے مرکب لے کر فوراً واپس ائمہ پورٹ آئیں گی
اور دہال سے جہاڑ اپنے کو یہاں لے آئے گا: — عبدالناصر نے
کہا۔

”مجھے کوئی اعتراض نہیں، مجھے تو بس اس مرکب کی سختی سے متعار
چاہیے: — مادام تاؤ نے بے نیازی سے سرطاً تے ہوئے کہا۔
”پھر اپنے نا ارض نہ ہوں گی کہ یہاں سے اپنے کو بھروسہ کر کے لے جائیا
جائے، یہ ہمارا اصول ہے: — عبدالناصر نے کہا اور اسی لمحے اس
نے جب سے روپاں نکالا اور پھر قیمت سے مادام کی ناک پر لگادیا۔ مادام نے
احتجاجاً اسکا اٹھانا چاہیے لیکن چند سیکنڈ میں اس کے ذہن پر تاریکی نے قبضہ
کر لیا۔ پھر جب اس کا ذہن روشن ہوا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ ایک
چلتی ہوئی کار کی عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کی دلوں سائیڈ دوں
پر دو مقامی ٹھنڈے بیٹھے ہوئے تھے۔ فرنٹ سیٹ اور ڈرائیور ٹھنڈے سیٹ پر بیٹھی
دو مقامی آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ کار کے شیشے پلیک تھے ان سے باہر کا نظر
نظر نہ ادا کرتا۔

”اپنے کو بھوسہ لے گیا مادام تاؤ: — فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی
نے مژا کر مقامی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”میں کہاں ہوں اور تم کون ہو: — مادام نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

”اپنے پاکیشی میں ہیں اور کار شاہر ان قبیلے کی طرف جا رہی ہے۔ اپنے کو
بھروسہ کر کے ایک خصوصی ذمہ دیتے سے مقرر سے پاکیشی لایا گیا اور یہاں ہمارے
یعنی دو آدمی: — مادام تاؤ نے کہا۔

ذمے یہ ڈیلوٹ لگائی گئی ہے کہ ہم اپ کو شاہر ان قصبے میں لے جائیں اور وہاں سے جب اپ کوئی چیز لے لیں تو اپ کو دلپس لے جا کر ان لوگوں کے حوالے کر دیں جو اپ کوئے آئے ہیں۔ وہ لوگ ہماری نگرانی کر رہے ہیں اور اپ کے جسم میں ایسا اکمل لفڑ کر دیا گیا ہے کہ اپ اگر ان لوگوں کے خلاف کوئی بات سوچیں گے تاہم نہ کریں گی جو اپ کے ذمے لگایا گیا ہے تو اپ کو فوری ہلاک کر دیا جائے گا اور ہمیں بھی یہی حکم ہے کہ اگر اپ کوئی غلط حرکت کریں تو اپ کو فوراً "گولی سے اڑا دیا جائے"۔ اس نوجوان نے انتہائی سنجیدہ ہمیشہ کہا۔

"تم تو پاکیشانی لگ رہے ہو"۔ — مادام نے کہا۔

"ہاں میں یہیں کارہنے والا ہوں، ہمیں بھاری معاوضہ منے پر یہ کام دیا گیا ہے۔ وہ لوگ کسی وجہ سے سامنے نہیں آنا چاہتے"۔ — اس نوجوان نے جواب دیا۔

"جب میں دیتے ہی کام کرنے کے لئے تیار ہتھی تو پھر فضول یہ سارا چکر چلایا گیا، تمہارا کیا نام ہے"۔ — مادام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"میرا نام ٹون ہے"۔ — اس نوجوان نے جواب دیا اور مادام نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"قصبہ شاہر ان اگیا ہے، اپ کہاں جانا ہے"۔ — یکلخت ڈرامور نے پوچھا۔

"تم یہ کالے شیشے ٹھاؤ تو میں بتاؤں کہ میرا محل کس طرف ہے"۔
مادام تاؤ نے جھلانے ہوئے ہمیں کہا اور ڈرامور نے ایک ٹھین دیا۔
تو کالے شیشے غائب ہو گئے، اور اب باہر کا منظر نظر آنے لگا۔ مادام ایک

نے دیکھا کہ وہ واقعی شاہر ان قصبے کی طرف جانے والی بڑا کر پر جھنپٹ جنپاچہ اس نے اپنے محل کو جانے والے راستے کی نشانہ بھی مشرد ع کر دی، اور بھوڑی دیر بعد کار اس کے محل کے حصے تک پہنچ گئی جہاں سے مادام محل کے اندر جاتی تھی۔

"اوہ میرے ساتھ"۔ — مادام نے کہا اور سووارے ڈرامور کے وہ تینوں نیچے اتر آئے۔ مادام انہیں ساتھ یہتھے ہوئے محل کے اندر وہی حصے کی طرف بڑھ گئی۔ وہ تینوں بڑے چوکتے انداز میں اس کے پیچھے چل رہے تھے لیکن مادام انہی اطہیناں سے حلپتی ہوئی اگے بڑھتی جا رہی تھی۔ رامداری کا اختتام ایک بند دروازے پر ہوا۔ مادام نے مرد کر ایک نظر ان تینوں کی طرف دیکھا اور پھر دروازے کی سائیدہ میں لگے ہوئے سوچ پیش پیش پر موجود ایک سرخ زنگ کا بٹن دبادیا۔ بٹن دبستے ہی یکلخت جھٹ سے سرخ زنگ کی روشنی سی نکل کر اس کے عقب میں کھڑے ان تینوں پر پڑی جبکہ مادام بٹن دباتے ہی تیزی سے دروازے کے ساتھ چھٹ لگئی تھی۔ روشنی پڑتے ہی وہ تینوں اس طرح فرش پر ڈھیر ہو گئے جیسے اچانک ان کے حصموں سے جان نکل گئی ہو۔ روشنی پیک جھپکنے میں غائب ہو گئی تو مادام تاؤ نے ایک طویل سالنس لیا اور پھر اس نے ایک اور بٹن دبایا تو مادام اب اکیلی اندر بڑھ گئی۔ یہ ایک جھپٹا سا کرہ تھا۔ اس تو دروازہ کھل گیا۔ مادام اب اکیلی اندر بڑھ گئی۔ یہ ایک جھپٹا سا کرہ تھا۔ اس کے عقب میں دروازہ خود بخود کھل گیا۔ مادام نے اندر موجود سوچ پیش پر ایک بٹن دبایا تو کمرے کا فرش کسی لفت کی طرح نیچے اترتا گیا۔ بھوڑی دیر بعد جب اس کی حرکت رکی تو ایک کھلا ہوا دروازہ سامنے آگیا۔ مادام اس دروازے سے گزر کر ایک اور رامداری میں آگئی۔ اس رامداری کا اختتام ایک

پسند دروازے پر ہوا اور مادام اس کا دروازہ کھولی کر اندر داخل ہو گئی۔ بڑے سے کمرے کے چاروں طرف دیواروں کے ساتھ عجیب و غریب مشینیں نصب ہیں۔ مادام ایک مشین کی طرف بڑھی۔ اس نے اس مشین کے مختلف بٹن دباتے رشروع کر دیئے۔ مشین میں یک لخت زندگی کی ہر سی پیدا ہوئی اور اس پر موجود مختلف زنگوں کے جھوٹے بڑے بلب تیزی سے جلنے بچھتے لگے۔ مادام نے ایک اور بٹن دبایا تو مشین کا سامنے والا حصہ کھلا، اندر ایک لوہے کی کرسی جس کے پالیوں کے نیچے پہیے لگے ہوئے تھے کسی ٹرالی کی طرح چلتی ہوئی مشین سے باہر آگئی۔ کرسی کے ساتھ مختلف زنگوں کی بلے شمار تاریں منسک ہیں، مادام اس کرسی پر اٹیناں سے بیٹھ گئی اور اس نے کرسی کے بازو پر لگا ہوا ایک بٹن دبادیا۔ دوسرے لمبے کرسی پاس مشین کے اندر پہنچ گئی اور مشین کا سامنے والا حصہ بند ہو گیا۔ اب مادام کی ہنکھوں کے سامنے اندھیرا تھا۔ مشین میں سے تیز گونج کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی مادام کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر سیاہ زنگ کا غلاف تیزی سے چڑھتا جا رہا ہو۔ چند لمحوں بعد اس غلاف نے اس کے ذہن کو پوری طرح ڈھک لیا اور مادام کے تمام حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔ پھر اس کے احساسات دوبارہ جانے لگے اور ذہن پر چھایا ہوا غلاف بھی اسی رفتار سے رکتا جا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد مادام پوری طرح ہوش آگیا اور اس کے ساتھ ہی مشین کا سامنے والا حصہ کھلا اور کرسی مادام کو ساتھ لئے ٹرالی کے سے انداز میں چلتی ہوئی باہر آگئی۔ کرسی کے رکتے ہی مادام ایک طویل سالمنس لے کر اٹھی۔ اس نے کرسی کو واپس ہکلی دیا۔ کرسی مشین کے اندر بنا کر غائب ہو گئی اور مشین کا سامنے کا حصہ

خود بخوبی بند ہو گیا۔ مادام نے اب مشین کے دوسرے مختلف بٹن پر لیں کر دیئے۔ مشین پر موجود تاریک سکریں روشن ہو گئی اور ایک جھما کے سے اس کرسی پر بیٹھی ہوئی مادام کا منظر اچھرا ہیا۔ اس کے ساتھ ہی مادام کی گردان کی عقیبی سائیڈ پر سرخ زنگ کا گول دائرة سادھائی دینے لگا۔ پھر اس دائرة کے اندر رد مشن کا فلیش سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی سکریں دوبارہ تاریک ہو گئی۔

” ہونہہ تو یہ لوگ پر بحکم رہتے ہیں کہ میرے جسم میں لگرانی کے لئے کوئی مخصوص الافت کیا گیا تھا لیکن انہیں معلوم نہیں ہے کہ میرا نام مادام تاؤ ہے۔ مادام تاؤ۔ ہونہہ ناشنس۔ ” — مادام نے بڑھاتے ہوئے کہا اور مشین آٹ کر کے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اب اس کے چہرے پر وحشت نایاں بھتی جیسے انہماں رسیدغفہ میں ہو۔

عمران اپنے فلیٹ میں آرام کر سی پر شم دراز ایک سائنسی میگزین کے طالعے میں صورت حفاظ کہ پاس پڑے ہوئے فون کی کھنڈی بچ احتی لیکن عمران نے اس کی طرف توجہ ہی نہ کی۔ وسری پار گھنٹی بجی تو سلیمان تیزی سے کمرے میں داخل ہوا اور اس نے اگے بڑھ کر ریسور اٹھا لیا۔

«سلیمان بول رہا ہوں۔» سلیمان نے سنبھالہ ہبھے میں کہا، عمران پستور رسالہ پڑھنے میں صورت رہا۔

«مادام تاؤ۔» یہ کیسا نام ہے۔ بھر تو اپ کے صاحب کا نام غصہ ہو گا بہر حال عمران صاحب...» سلیمان نے انہماںی حرمت بھرے ہبھے میں جواب دیتے ہوئے کہا لیکن عمران اس کی بات سن کر چونکہ پڑا کیونکہ اس نے مادام تاؤ کا نام سن لیا تھا اور مادام تاؤ نے چونکہ آج سے پہلے کبھی فلیٹ پر فون نہ کیا تھا اس نے عمران چونکا تھا کہ کوئی فاص بات ہی ہو گئی ہوگی۔ اس نے چلنے کی سے ہاتھ بڑھا کر سلیمان کے ہاتھ سے ریسور لے لیا۔ سلیمان منہ پناہا ہوا

خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

«کبھی تو وہ دن اُبھی جائے گا جب میں اپنے باورچی سلیمان کا غصہ بن سکوں گا، مادام تاؤ کا صاحب غصہ!» — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

«یو شٹ اپ — اُندھے ایسی بات رکرنا، میں نے تمہارے متعلق سب کچھ ذہن سے جھٹک دیا ہے، سمجھئے!» — وسری طرف سے مادام تاؤ نے غصیلے ہبھے میں کہا۔

دارے ارے تم تو خود غصہ بیگم بن رہی ہو تو پھر مجھے اپنا نام علی عمران تاؤ رکھنا پڑے گا۔ دیسے ایک بات ہے اس مسئلے پر میں کسی بجاو تاؤ کا قابل نہیں ہوں۔ لبیں جو بجاو تم چاہو میں اسی بجاو پر تاؤ بن سکتا ہوں لیکن یہ کم بخت عوامل کے خلاف ہو گیا، محاورہ تو ہے تاؤ کھانا اور اس کے لئے تو تمہیں کسی اُدم خور قبیلے میں جانا پڑے گا یا پھر میرے باورچی آغا سلیمان پاشا کی فرمات حاصل کرنی پڑیں گی جس نے بنانے کے کس علیکم سے دانت مضبوط کرنے کا سخن حاصل کر رکھا ہے کہ دانت حصریوں سے بھی تیز بشار کھے ہیں۔ باقی ہم جیسے شرافت اُدیبوں کے دانت تو لبیں دکھانے کے ہوتے ہیں چاہئے ان پر پالش کر کے لوگوں کو دکھانے جائیں کہ صاحب کیا موتیوں جیسے دانت ہیں۔ ان چکدار دانتوں کی وجہ سے مسکراہٹ بھی چمکیلی لگتی تھی یا پھر ڈیٹش کو دکھانے جاتے ہیں کہ وہ ان پر مشق ناز کر کے اپنا بینک بیلنس برداشت کے!» — عمران کی زبان پوری رفتار سے چل پڑی۔

«میں تم پر اور تمہارے باورچی دونوں پر لعنت بھیجتی ہوں۔ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا تھا کہ بوجگانو منظیم پاکیٹ کے خلاف جو منصوبہ بنانے ہوئے ہے وہ تمہیں بتا دوں کیونکہ تم نے کہا تھا کہ تم کسی پیشیں اپنی سے متعلق ہو

لیکن تمہاری بکواس بتا رہی ہے کہ تم پاگھل خانے سے ہی متعلق ہو سکتے ہو،
ناشنس! — مادام تاؤ نے بڑی طرح جھلانے ہوئے ہیجے میں چھینتے
ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رالیٹ ختم ہو گیا۔

”بوگانو تنظیم کا منصوبہ اور مادام تاؤ کے پاس — کیا اب اس نے لش
کرنا شروع کر دیا ہے؟“ — عمران نے بڑا بڑا ہوئے کہا اور ریسیور
رکھ دیا لیکن دوسرا ہے لمحے وہ بڑی طرح چونکہ ڈ۔ اس کے ذہن میں فوراً ہی
یہ خیال آیا تھا کہ اس نے مادام تاؤ کے سامنے تو سمجھی بوگانو کا نام بھی نہیں
لیا اور مادام تاؤ نے ڈاکٹر زیدان کی لیبارٹری میں جانے اور ہاں سے واپس
ہنے کی جو تفصیلات تائی تھیں اس میں بھی کہیں بوگانو کا نام نہ آیا تھا تو پھر
مادام تاؤ کو بوگانو کے بارے میں کیسے علم ہو گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئی خاص
بات ہو گئی ہے۔ اس نے تیزی سے ریسیور اٹھایا اور مادام تاؤ کے نمبر ڈائل کرنے
کا شروع کر دیتے۔

”سیکرٹری ٹو مادام تاؤ!“ — رالیٹ قائم ہوتے ہی اواز سنائی دی۔

”مادام سے بات کرو، میں پرنس اف ڈھپ بول رہا ہو!“ —
عمران نے بڑے تکمانہ ہیجے میں کہا۔

”یہ سر!“ — دوسرا طرف سے مودباز ہیجے میں کہا گیا عمران
چونکہ مادام تاؤ کی نفسیات سے اچھی طرح واقف ہو گیا تھا اس لئے اسے معلوم
تھا کہ اگر اس نے علی عمران کا نام لیا تو وہ تاؤ کھاتی ہوئی مادام اس سے بات
کرنے سے بھی انکار کر دے گی اس لئے اس نے پرنس اف ڈھپ کا نام لیا
مادام تاؤ بے اختیار ہنس پڑی۔
اس لئے نام کی وجہ سے اسے یقین تھا کہ مادام تاؤ بات کرنے پر آمادہ ہو
جائے گی۔

”یہ مادام تاؤ پسکنگ!“ — مادام تاؤ کی اواز سنائی دی۔
اس کے ہیجے میں حریت کی جھلکیاں تھیں اور عمران مسکرا دیا۔

”پرنس اف ڈھپ پسکنگ!“ — عمران نے اپنے اصل ہیجے
میں کہا۔

”ڈھپ! — یہ کیا بلایا ہے اور تمہاری اواز اور ہیجہ بھی مجھے آشنا سا
�گتا ہے!“ — دوسرا طرف سے مادام تاؤ کے ہیجے میں اور زیادہ
حریت جھلک رہی تھی۔

”مشکر یہ! تم نے آشنا کا اعتراف تو کر لیا، میں سے ہمارے معاشرے میں
کسی خودت کی آشنا کو اخلاقی لحاظ سے انہیں برا سمجھا جاتا ہے لیکن مجھے
معلوم ہے کہ تم انہیں باکردار خاتون ہو اس لئے میں اس آشنا کو اچھے
معنوں میں لئے رہا ہوں، کبھی نہ کبھی تو آشنا روشنائی میں بدل جائے گی اور
یہ روشنائی نکاح نامے کے کالم پر کرہی دے گی جو میری قسمت کی طرح غالی
ڈڑا ہوا ہے!“ — عمران نے کہا۔

”تم — تم عمران، ہونہہ تو تم نے مجھے غلط نام بتایا ہے، صرف مجھ سے
بات کرنے کے لئے!“ — مادام تاؤ نے غصیلے ہیجے میں کہا۔

”میں نے صرف یہ بتانے کے لئے تمہیں فون کیا ہے کہ تم ایک باکردار خاتون
ہو اور میرے خیال میں موجودہ دور میں یہ کسی خاتون کے لئے بہت بڑا اعزاز
ہے!“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی ترقی کے عین مطابق
مادام تاؤ بے اختیار ہنس پڑی۔

”وہ تو میں ہوں، صرف تمہارے کہنے سے تو نہیں بن گئی!“ —
مادام تاؤ نے ہستے ہوئے کہا۔

”میری کی جرأت ہے کہ کسی کو کچھ بنا سکوں“ میں تو اج تک کسی کو بیکم
نہیں بناسکا۔ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم — تم پھر بکواس پر اتر آئے جب میں نے کہم دیا کہ میں اس
معاملے کو ہمیشہ کے لئے دفن کر لکھی ہوں تو تم پھر بار بار یہ ذکر کیوں چھپ رہے
ہو؟“ — مادام تاؤ نے جھلکتے ہوئے بچھے میں کہا۔

”تمہارا نام تمہارے والدین نے بالکل درست رکھا ہے، لیس مہربات
پر تاؤ کھانا مشروع کر دیتی ہو لیکن ایک بات تاؤ کہ کیا اس بوجگا نو نے تمہارے
 محل پر حملہ کیا ہے؟“ — عمران نے کہا۔

”ارے نہیں — اس کی کیا جرأت کہ میرے محل پر حملہ کرے۔ میں خود گئی
تھی اس ڈاکٹر زیدان سے انتقام لینے کے لئے اس نے میری عزت پر پری
نظریں ڈالی تھیں، میں اسے کیسے معاف کر سکتی تھی لیکن وہاں جا کر میرے
سامنے پاکیشا اور آرلن کے خلاف ایک منصوبہ لگایا اور حقیقت یہ ہے کہ مجھے
اپنا ذاتی انتقام بھول گیا اور میں وہ منصوبہ لے کر اس عبد الناصر کو چکر دے کر
والپس آگئی۔“ — مادام تاؤ نے بڑے فخر ہے میں کہا تو عمران کی آنکھیں
حیرت سے حقیقتاً کانوں تک چھپ لیتی چلی گئیں۔

”تو تم دوبارہ گئی تھیں، اودہ؟“ — عمران نے انہائی حیرت بھرے
لیجھے میں کہا۔

”ہاں — کیوں نہ حاقد...“ — مادام تاؤ نے چک کر جواب
دیا۔

”او۔ سے میں خود تمہارے پاس آ رہا ہوی، بچھر تفصیل سے باتیں ہوئی
گی۔“ — عمران نے جلدی سے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور سیلان

کو فلیٹ کا دروازہ بند کرنے کا کہہ کر وہ فلیٹ سے باہر آیا اور سکلی کی سی ٹیزی
سے سریٹھیاں اترتا ہوا گیراج کی طرف بڑھ گیا۔

سکھوڑی دیر بعد وہ مادام تاؤ کے سامنے اس کے محل میں موجود تھا۔

”ہاں، اب بتاؤ تم دوبارہ کہاں گئی تھیں؟“ — عمران نے کہیں
پر بیٹھتے ہوئے کہا اور مادام تاؤ نے سوڈاں جانتے سے لے کر بیاں والپس
لہنے تک پوری تفصیل بتا دی اور عمران حیرت سے انکھیں چھاڑتے یہ ساری
تفصیل سننا رہا۔

”اوہ تم نے وہ کاغذ کیوں چھاڑ دیتے، وہ تو ہمارے لئے انہائی اہم تھے
انہیں کسی طرح ساختے لے آتا تھا۔“ — عمران نے ہوتھ چباتے ہوئے
کہا۔

”وہ میں ساختے لے آئی ہوں اپنے ذہن میں محفوظ کر کے، میں ان کا ایک
لطف بھی نہیں بھولی۔ مجھے خطرہ تھا کہ اگر انہوں نے یہ کاغذ چیک کر لئے تو
وہ میری طرف سے مشکوک ہو جائیں گے اور تم دیکھو کہ میری احتیاط کام آگئی
جو لوگ میری گردن میں الہ فٹ سر سکتے ہیں وہ یہ کاغذ نہ چیک سر سکتے تھے۔
مادام تاؤ نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر بلادیا۔

”تم نے کمال کر دیا مادام تاؤ، تم نے تو اپنی حیرت انگریز کا رکر گی سے
بڑے سے بڑے سیکڑ ایجنت کو بھی مات کر دیا — دیری گڑ：“

عمران نے انہائی خلوص بھرے ہیجھے میں کہا اور مادام تاؤ کا چہرہ مرت سے
جگہ کھا اٹھا۔ عمران واقعی مادام تاؤ کی اس ذہانت سے بے حد متاثر ہوا تھا
کہ اس نے اس مرکب کا پکڑ چلا کر اپنے صحیح سلامت والپس گئے کی راہ
ہموار کر دی۔

"تم نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے، اس ناٹنسیں عجیداً نا صرخے مجھ سے باقاعدہ یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ کہیں میرا کوئی تعلق حکومت یا حکومت کے کسی ادمی سے آئنہیں مگر میں نے اسے یہی جتنا یا کہ میں تو کسی کو جانتی نہیں؟" — مادام تاؤ نے کہا اور عمران نے سر بلادیا۔
"بہر حال وہ منصوبہ کیا ہے، اس کی تفصیل بتاؤ؟" — عمران نے کہا۔

"میں ابھی تمہارے سامنے رکھ دیتی ہوں اور لقین کرو ایک حرف بھی تبدیل نہ ہو گا۔" — مادام تاؤ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر تیر تیز قدم اٹھاتی مکرے سے باہر فکل گئی عمران ہونٹ بھینچنے خاموش بیٹھا رہا۔ اس کے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ چند لمحوں بعد مادام کاغذ اور قلم لئے والپس آئی اور اس نے عمران کے سامنے بیٹھ کر کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا۔ عمران خاموش بیٹھا رہا کیونکہ وہ اس کی توجہ ختم نہ کرنا چاہتا تھا۔ مادام تاؤ مسلسل لکھتی رہی۔ لقریباً اُدھے لکھنے تک مسلسل لکھنے کے بعد اس نے سر اٹھایا اور پھر ایک طویل سالس لے کر اس نے قلم بند کیا اور کاغذ عمران کی طرف بڑھا دیئے۔ عمران نے انہیں پڑھنا شروع کر دیا، جیسے جیسے وہ انہیں پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے کا رنگ بدلتا جا رہا تھا۔

"بہت خوب، تم واقعی ایک ذہن اور محب وطن خاتون ہو مادام تاؤ۔ یہ منصوبہ یہاں تک پہنچا کر تم نے پاکیشی کی واقعی خدمت کی ہے۔ اب تم بے نکر بہو اپنی ایکسی کا چیف خود ہی اس تنظیم کا خاتمہ کرنے کے اقدام کرے گا۔" — عمران نے کاغذ تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔
"تمہارا بآس کیسے بھیجے گا دہاں؟" — مادام نے کہا۔

"یہ تو مجھے معلوم نہیں؛ بہر حال جو بھی جانے گا اس تنظیم کا خاتمہ اب ضروری ہو گیا ہے۔" — عمران نے انہائی سنبھیہ بھیجے میں کہا۔
"میری طرف سے اپنے یا اس کو کہہ دینا کہ اگر وہ ضرورت سمجھے تو میں اس کے ادمیوں کی رہنمائی کر سکتی ہوں؟" — مادام نے کہا۔
"تم جس حد تک رہنمائی کر سکتی ہو اس حد تک اس کے ادمی اُسانی سے پہنچ جائیں گے، میرا مطلب ہے ابو الجد تک۔ ہاں اگر تم ان ادمیوں کو زار ڈالتیں جو تمہیں کار میں ساتھ لے آئے تھے تو ان کے ذریعے کچھ معلومات مل جائیں۔" — عمران نے کہا۔
"وہ مجھے راستے میں دھمکیاں دے رہے تھے اس لئے انہیں تو بہر حال منا ہی تھا، تمیں کوہیں نے یہاں اندر ریڈ ریز سے ہلاک کر دیا اور چوتھے ڈرائیور کو اس کا رسمیت اڑا دیا۔" — مادام تاؤ نے متنہ بناتے ہوئے جواب دیا。
"اُن کی لاشیں کہاں ہیں؟" — عمران نے پوچھا۔
"میں نے انہیں بر قی بھٹی میں ڈال کر جلا دیا ہے۔ اب میں اُنیں احمدی بھی نہیں کر لاشیں محل سے برآمد کر کر خود کو قانون کے شکنے میں پھنسا لوں؟" — مادام تاؤ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"وہ کار؟" — عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔
"اس کا جلا ہوا ڈھا پنج میرے ادمیوں نے دریا برد کر دیا ہے۔" — مادام نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اس کا جلا ہوا ڈھا پنج میرے ادمیوں نے دریا برد کر دیا ہے۔" — مادام نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اس کا جلا ہوا ڈھا پنج میرے ادمیوں نے دریا برد کر دیا ہے۔" — عمران نے کہا۔
"مجھے نہیں معلوم، میں نے اس کی پرواہ ہی نہیں کی اور یہ ساری باتیں بھی صرف تمہیں بتا رہی ہوں باقی مجھے کچھ معلوم نہیں؟" — مادام تاؤ نے

"اب میری بات خود سے سنو، یہ انتہائی خطرناک تنظیم ہے۔ ظاہر ہے جب تم واپس نہ جاؤ گی تو یہ لوگ سمیحہ جائیں کے کہ تم نے ان سے وحکوک کیا ہے اس لئے لازماً وہ تم سے انتقام یافتے کی کوشش کریں گے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے محل میں ایسے انتظامات ہیں کہ تمہاری مرضی کے بغیر کوئی اندر نہیں اسکتا لیکن اب تم باہر نہیں جاؤ گی ورنہ کسی بھی طرف سے چلائی گئی گولی اس بات کا لحاظ نہیں کر سکتی کہ تم مادام تاؤ ہو۔" — عمران نے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

حقوقی دیر بعد اس کی کاروانش منزل پہنچ چکی تھی۔

"خیریت عمران صاحب، آپ بے حد سخیدہ نظر ارہے ہیں۔" — عمران کے آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی بیلیک زیر و نہ احتیجت ہے ہوئے پوچھا۔ "رجیدہ — ارے نہیں، مادام تاؤ لا کھ تاؤ کھانے والی ہو لیکن اس سے مل کر آدمی رنجیدہ نہیں ہو سکتا۔" — عمران نے کسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی سخیدہ کی یک لخت اس طرح دور ہو گئی تھی جیسے چہرے سے کوئی نقاب اتر گیا ہو۔

"خیریت ہے، آج کل آپ نے مادام تاؤ سے کچھ زیادہ ہی میل ملاقات رشود کر دی ہے۔" — بیلیک زیر و نہ مسکراتے ہوئے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

"آنے والی سے بھاؤ تاؤ سیکھنا ہی پڑے گا، آخر کب تک آدمی اس چکر سے دور رہ سکتا ہے۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جیب سے وہ کاغذ نکال کر بیلیک زیر و کی طرف بڑھا دیتے جو وہ مادام تاؤ سے لے

ایسا تھا۔

"یہ کیا ہیں؟" — بیلیک زیر و نے چوتک کر لپوچھا۔

"اُنے والی کاتازہ ترین بھاؤ۔ زیر و ن تاؤ۔" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیلیک زیر و نے ہونٹ ھینچنے ہوئے کاغذ پڑھنے شروع کر دیئے جبکہ عمران نے اس دوران ریسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر و نائل کرنے شروع کر دیتے۔

"یہ سی۔ اے ٹوینجر ایس پورٹ۔" — رابطہ قائم ہوتے ہی دوری طرف سے ایک آواز سانپی دی۔

"اسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس بول رہا ہوں، ٹوینجر صاحب سے بات کراؤ۔" — عمران نے انتہائی سنجیدہ بیجے میں کہا۔

"یہ سر۔" — دوسری طرف سے اس بار مودہ بانہ بیجے میں کہا گیا۔

"سید الرحمن ٹوینجر بول رہا ہوں۔" — چند لمحوں بعد ایک آواز سانپی دی۔

"آصف بول رہا ہوں اسٹنٹ ڈائریکٹر سنٹرل انٹیلی جنس۔" — عمران نے پاٹ بیجے میں کہا۔

"یہ سر۔ فرمائیے کیا خدمت کر سکتا ہوں؟" — اس بار ٹوینجر کا ہمچہ مودہ بانہ تھا۔

"آج مصر سے ایک چار طریقہ جہاد ایس پورٹ پر پہنچا سکتا اس کے متعلق معلومات کرنی ہیں کہ کیا وہ جہاڑ ابھی موجود ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہے تو اس کے پائلٹ اور دوسرے افراد کے بارے میں ویکارڈ میں تفصیلات موجود ہوں گی، وہ تفصیلات مجھے چاہیں۔ اٹ از انٹشل ڈیلوٹی۔"

عمران نے سپاٹ بھیجے میں کہا۔

”میری ڈیوٹی ابھی ادھار گھنٹہ پہلے مسروع ہوئی ہے اس لئے مجھے معلوم
حاصل کرنی ہوئی گی، آپ ہولڈ کریں۔“ — دوسری طرف سے کہا گیا۔
اور عمران نے اد. کے کہہ دیا۔ دوسری طرف سے عہدی ریسیور سائید پر رکھ دیا
گیا۔ لمبی جلی اوازیں سنائی دیتی رہیں، پھر لفڑیا چار منٹ بعد منیر کی اواز دوبارہ
سنائی دی۔

”ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر موجود ہیں؟“ — منیر کی اداز سنائی
دی۔

”یہ کیا پورٹ ہے؟“ — عمران نے پڑی مشکل سے اپنے آپ
کو کنٹرول کرتے ہوئے جواب دیا ورنہ جس طرح اس منیر نے لائن پر موجود ہیں
کہ الفاظ کہے تھے عمران کا ذہن پڑھی سے اترنے ہی لگا لیکن پھر اس نے
اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

”مر آپ کو غلط اطلاع دی گئی ہے۔ آج تو کیا گذشتہ دینکتوں سے مص
کا کوئی چار ٹرڈ جہاز ایئر پورٹ پر آیا ہی نہیں، میں نے مکمل اطمینان کر لیا
ہے۔“ — منیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مصر کا دہمی، سودان کا سہمی؟“ — عمران نے ہونٹ بھینپتے
ہوئے پوچھا۔

”جبی نہیں۔“ — صرف ایکریمیا اور پورپ سے چار ٹرڈ جہاز آتے رہتے
ہیں اور گذشتہ دونوں سے تو نہ رہے سے کوئی جہاز نہیں آیا۔“ —
منیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ سے شکریہ؟“ — عمران نے کہا اور زیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ عبیدالناصر نے مادام تاؤ کو چکر دینے کے لئے
چار ٹرڈ جہاز کا نام لیا تھا اور اسے کسی اور طریقے سے ہی بھیجا گیا ہے۔
عمران نے ریسیور رکھ کر بڑھاتے ہوئے کہا۔
”کون عبیدالناصر عمران صاحب؟“ — بلیک زیر و نے حیرت بھرے
ہیجے میں پوچھا۔

”تم نے یہ کاغذات پڑھ لئے ہیں؟“ — عمران نے اس کے سوال
کا جواب دینے کی بجائے اس سوال کردیا۔

”ہاں اور اس میں تو انہمی خوفناک منصوبہ درج ہے کہ کسی قاتل جراثی
بم کی مدد سے یہاں بے انداز ملکات کا کھیل کھیلا جائے گا اور اس کے ساتھ
ہی خوام کو یہ تاثر دیا جائے گا کہ یہ سب کچھ حکومت کی ناابیلی کی وجہ سے ہو رہا
ہے۔ اس طرح عوام کو حکومت کے خلاف بھڑکا کر حکومت کا خاتمہ کر دیا جائے
گا اور پھر یہاں موجود خریدے گئے سیاسی رہنماؤں کو حکومت دلائی جائے
گی اور ان سے یہ کام لیا جائے گا کہ وہ پاکیشی میں ہونے والے تمام ایسے منصوبے
ختم کر دیں جن سے پاکیشی پورے عالم اسلام میں انہمی قوت بنتا جا رہا ہے
اور اس کے ساتھ ہی یہ کہ وہ دیگر اسلامی بلاد سے بھی علیحدہ ہو جائے پوری
تفصیل ہے اس میں۔ خوفناک اور تباہ کن منصوبہ۔ مگر یہ کس نے نہ فرمائی
بنایا ہے اور آپ کے ہاتھ کیسے لگا۔ تحریر تو نسوانی مگر رہی ہے؟“ —

بلیک زیر و نے حیرت بھرے بھی میں کہا اور عمران نے مادام تاؤ کے فزان اُنے

سے لے کر اس سے معلوم ہونے والی تمام باتوں کی تفصیل بتا دی۔

”اوہ تو یہ اس لوگانو تنظیم کا منصوبہ ہے۔ حیرت ہے کہ مادام تاؤ جیسی
عام سورت ان کے سید کوارٹر جا کر واپس بھی آگئی اور منصوبہ بھی لے آئی

کمال کر دیا ہے اس نے: — بلیک زیر و نہ مسکراتے
لیجھے میں کہا۔

”ہاں، اس منصوبے کے سامنے آنے سے پہلے ہمارے لئے کوئی براہ راست
مقصد ہی اس تنظیم کے خلاف کام کرنے کا نہ تھا لیکن اب اس تنظیم کا خاتمہ ضروری ہو گیا
ہے۔ تم ایسا کرو ہو صدر، انور، کیمپن شکیل اور جولیما کو دوبارہ تیار ہونے کا حکم دے
و اور اس کے ساتھ ہی صدیقی اور نعمانی کی ڈیلوٹ قصبه شاہراں میں لگاؤ، مجھے
یقین ہے کہ ناکامی کی رپورٹ ملتے ہی اس عبد الناصر نے مادام تاؤ کو ہلاک کرنے
کی کوشش ضرور کرنی ہے اور ہو سکتا ہے اس کے لئے وہ ہمار کے کسی مقامی گرد
سے رابطہ کریں کیونکہ مادام تاؤ کو محل میں لے آنے اور لے جانے کے لئے بھی کوئی
مقامی گرد پہ ہی سامنے آیا ہے۔ اگر مادام تاؤ ان کا مکمل خاتمہ نہ کر دیتی تو ان کا
پتہ چل سکتا تھا۔ بہر حال ہماری والپی تحریک مادام تاؤ کی حفاظت ضروری ہے: —
عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیر و نہ اثبات میں سر بلادیا۔ عمران
تمزیک سے سڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”اپ تو اسے شاید بھول چکے ہتھے: — بلیک زیر و نہ مسکراتے
ہوئے کہا۔

”ہاں، اس منصوبے کے سامنے آنے سے پہلے ہمارے لئے کوئی براہ راست
منصوبہ بندی کی تو شاید اتنی نکرنا ہوتی لیکن اس میں جن عامل جراحتیوں کے بم
کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مادام تاؤ کو اس کے تباہ کن اثرات کا اندازہ ہو اے
کیونکہ وہ خود جراحتیوں کی ماہر بھی ہے اور انسانیت فواز بھی۔ اس کے ذہن
میں فراہمی خیال آیا کہ یہ اس پروجیکٹ کا ذکر ہے جو ڈاکٹر زیدان تیار کر رہا
ہے۔ اس سے واقعی لاکھوں افراد کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے اور اب اس منصوبے
کے سامنے آنے کے بعد یہ بات جنمی طور پر سامنے آگئی کہ یہ بوجگانو تنظیم اسرائیل
کی سرپستی میں ہی کام کر رہی ہے۔ اسرائیل نے اس بار بالکل ہی علیحدہ چکر
چلایا کہ اس نے تنظیم کو نہ صرف خفیہ رکھا بلکہ تمام ترماقامی لوگوں کو اس میں
رکھا تاکہ اس کا کوئی تعلق ہی سامنے نہ آئے لیکن اس منصوبے کی تفصیلات
بتارہی میں کہ یہ منصوبہ یہودیوں کا ہے اور نہ صرف مصراویں مسٹران بلکہ تمام
اسلامی ملکوں کو کنٹرول کرنا چاہتے ہیں جس طرح اس فائل میں پاکیشیا، اور
اگر ان کے خلاف تفصیلی منصوبہ تھا اس طرح نجائزہ اور کتنے اسلامی ملکوں
کے خلاف انہوں نے پیشگی منصوبہ بندی کر رکھی ہوگی اور یقیناً وہ اپنے مشن میں
کامیاب بھی ہو جاتے لیکن شاید قدرت کو ایسا منظور نہ تھا کہ ان کے اس
پیشادی پروجیکٹ میں ایسی رکاوٹ پیدا ہو گئی جو ان سے دور نہ ہو سکی اور پھر
قدرت نے ہی انہیں مادام تاؤ کا راستہ دکھا دیا۔ اگر مادام تاؤ جس ذہن کی
عورت ہے وہ دوبارہ وہاں جا دھمکی اور اس طرح یہ منصوبہ سامنے آگیا: —
عمران نے کہا اور بلیک زیر و نہ اثبات میں سر بلادیا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ابو سجاد نے چونکہ کرمیز پر رکھے ہوئے فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر لیے یوراٹھا لیا۔
 ”ایس ابو سجاد بول رہا ہوں۔“ — ابو سجاد نے نرم ہیجھ میں کہا۔
 ”سلام بول رہا ہوں باس۔“ — دوسری طرف سے اس کے خاص آدمی سلام کی آواز سنافی دی۔
 ”ادہ ایس سلام، کیا رپورٹ ہے اس مادام تاؤ کے متعلق۔ واپس ہنچ گئی ہے وہ۔“ — ابو سجاد نے چونکہ کرمیز پر چلا۔
 ”نہیں باس بکہ اس نے دھوکہ کیا ہے اور میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ اپ اجازت دیں تو میں خود پاکیشیا جا کر اس عورت کو انغما کر لاؤں۔“ — سلام نے تیرہ بجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
 ”آخر ہوا کیا ہے جو تم اس قدر عرضے میں بات کر رہے ہو۔“ — ابو سجاد نے حیرت بھرے ہنجے میں کہا۔

”سوری بس،“ دراصل مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس سے مجھے اس عورت کی دھوکہ دہی پر عرضہ آیا ہے۔ آپ کے حکم کے مطابق اس عورت کو بھروسی کے عالم میں چار ٹرڈ ٹیکارے کے ذریعے کافرستان بھیجا گیا۔ وہاں سے اسے خفیہ طور پر پاکیشیا سمگل کر دیا گیا جہاں سے ایک مقامی گروپ نے جس سے ساری چونکہ طے ہو چکی ہتھی۔ اس کو کام میں بھاگ کر اس کی رہائش گاہ کی طرف لے گئے چونکہ آپ نے بتایا تھا کہ یہ عورت ہم سے مکمل تعاون پر آمادہ ہے اس لئے اسے راستے میں ہوش میں لایا گیا لیکن اب جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق وہ مقامی آدمی جو اس عورت کے ساتھ گئے تھے غائب ہو چکے ہیں اور باوجود پیشہ شاہ تلاش کے ان کا پتہ نہیں چل سکا کہ وہ کہاں گئے ہیں۔ انہیں البتہ پاکیشیا کے دارالحکومت سے شاہراں قبیلے کی طرف جاتے دیکھا گیا تھا۔ مقامی گروپ کے اپنے اخراج انہیں تلاش کرنے کے لئے اس قبیلے میں گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس عورت کا نام مادام تاؤ ہے۔ ہم نے اسے نام نہیں بتایا تھا اور مادام تاؤ کسی محل میں زندگی ہے اور یہ سارا قبیلہ اس کی ملکیت ہے۔ اس نے یہ تصدیق بھی کر لی کہ مادام تاؤ اپنے محل میں موجود ہے۔ وہ ابھی اس محل میں جانے کا پلان ہی بتا رہا تھا کہ اس نے پاکیشیا کے ایک انہمی خطرناک آدمی علی عمران کو اس محل کی طرف جاتے دیکھ لیا اور اسے دیکھتے ہی وہ فوراً واپس آگیا۔ اس نے بتایا ہے کہ یہ علی عمران پاکیشیا کی سنظر انٹیلی جنس کے ڈائرکٹر جنرل سر جمن کا لڑکا ہے اور پاکیشیا سکرٹ سر دس کے لئے بھی کام کرتا رہتا ہے اور انہمی خطرناک ترین آدمی ہے۔ اگر اسے شک پڑ گیا کہ وہ گروپ اس مادام تاؤ کے چکر میں ملوٹ ہے تو وہ اس پورے گروپ کا فاتحہ کر دے گا چنانچہ اس گروپ کے اپنے اخراج نے یہ رپورٹ دیتے ہوئے معمد رت کر لی ہے کہ وہ اب

مزید اس سلسلے میں کوئی کام نہیں کر سکتا بلکہ وہ اس بات سے شدید خوفزدہ ہے کہ اگر اس عمران کو ان ادمیوں کی وجہ سے جو لیقیضاً اس مادام تاؤ کے محل میں قید ہیں، اس کا پتہ چل گیا تو وہ اس کا خاتمہ کر دے گا چنانچہ وہ اپنی جان بچانے کے لئے فوری طور پر کافرستان پہنچ گیا ہے اور اس نے وہیں سے رپورٹ بھجوائی ہے۔ — سلام نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

“اس کا مطلب ہے کہ مادام تاؤ نے دھوکہ کیا ہے، وہ پروجیکٹ پر کام نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن شخص کی تھی اس لئے اس نے چکر چلا کر اپنی والپسی کا سکوپ بنالیا۔ بہر حال ٹھیک ہے میں ہمیڈ کوارٹر بات کرتا ہوں، وہ پھر جس طرح حکم دیں کے تھیں ہدایات دے دوں گا۔” — ابو بند نے کہا اور ریور رکھ کر وہ اٹھا اور اس نے ایک سائیڈ پر موجود الماری کھولی، اور اس میں سے ایک مخصوص ساخت کا ٹرالسیمیر لکال کر ہمیڈ پر رکھا اور پھر اس پر فریکونسی ایڈ جسٹ کرنی شروع کر دی چھر اس نے ایک ٹین دبادیا۔

“ہمیڈ سیلو ابو بند کا نگہ دیتے کوارٹر اور،” — ٹین دبا کر ابو بند نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

“یہ ہمیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو، اور،” — چند لمبوں بعد ٹرالسیمیر کے ایک بھراںی ہوئی سی آواز نکلی۔

“چیف بات سے بات کرائیں، اور،” — ابو بند نے کہا۔

“یہ چیف بات اٹنڈنگ یو، اور،” — چند لمبوں کی فاموشی کے بعد ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

“چیف بات میں ابو بند بول رہا ہوں — مادام تاؤ کے بارے میں رپورٹ دینی تھی، اور،” — ابو بند نے مدد بانہ لے چکے ہیں اور

“یہ کیا رپورٹ ہے، اور،” — چیف بات نے پوچھا اور جواب میں ابو بند نے سلام سے ملنے والی رپورٹ تفصیل سے دوہرا دی۔

“ہونہ، اس کا مطلب ہے کہ اس نے صرف اپنی جان بچانے کے لئے یہ چکر چلا یا تھا۔ ٹھیک ہے، اب کیا کیا جا سکتا ہے مسئلہ ایسا ہے کہ اس سے زبردستی بھی اس بات پر آمادہ نہیں کیا جا سکتا اور ویسے بھی مجھے میں سکھنے بجور پورٹ ملی ہے اس کے مطابق یہ عورت انتہائی غیر متوازن ذہن کی مانکہ ہے۔ بہر حال چھوڑو اس قسم کو ڈاکٹر زیدان کے کہنے پر مشرقی جرمتی کے ایک سامانہ ان کو ہمینہ ڈل کر لیا گیا ہے۔ وہ چند روز میں یہاں پہنچنے والا ہے۔ اس کی مدد سے پروجیکٹ مکمل ہو جائے گا، اور،” — چیف بات نے کہا۔

“یہ بات، لیکن سلام نے چور پورٹ دی ہے اس کے مطابق وہ علی عمران جو پاکیشی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے اور انتہائی خطرناک اُدمی سمجھا جاتا ہے۔ — وہ مادام تاؤ سے ملنے گیا تھا کہیں مادام تاؤ اس سروس کو ہمارے پیچھے نہ لگادے، اور،” — ابو بند نے کہا۔

“اس عورت کو کسی چیز کا کوئی علم ہی نہیں ہے، زیادہ سے زیادہ وہیں جانتی ہے اور تم اپنی حفاظت اسانی سے کر سکتے ہو۔ ویسے بھی ایک عام سے سامنی پروجیکٹ کے پیچے اتنی دور سے سیکرٹ سروس نے اُنکر کیا کرنا ہے، اس کے باوجود کسی بھی امکانی خطرے کے پیش نظر تم اپنے طور پر تمام ضروری اقدامات کر لو۔ وہ اگر اُنہیں سہی تولا محالہ تھا را ہی سہما رائیں گے اور،” — چیف بات نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

“ٹھیک ہے بات، آپ بے غفران ہیں۔ ادل قوودہ آئیں گے نہیں اور

لُوگ یہاں آئیں تو میں مصر کو ان کا قبرستان بنتا دیکھنا چاہتا ہوں؟ —
ایلو نجھے تے کہما۔

”یہس پاس، آپ بنے فکر رہیں، وہ لوگ آپ تک پہنچ ہی نہ سکیں گے؛“ دوسری طرف سے سلام نے کہا اور ابو بند نے او کے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہتھے کیونکہ وہ سلام اور اس کے گرد پ کی صلادیتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ اسے لیقین تھا کہ یہ لوگ چاہئے کتنے ہی خطرناک ہوں سلام اور اس کے گرد پ کے لئے اسان شکار ہی ثابت ہوں گے۔

اگر ہے کے تو مصر ہی ان کا قبرستان بننے گا، اور رہب نے کہا۔
اور دوسری طرف سے اور اینہاں کے القاطُسُن کر اس نے ٹرانسپیر
آف کر دیا۔ پھر اسے اٹھا کر اس نے الماری میں رکھا اور دوبارہ کرسی پر آ کر
بلیٹھہ گیا۔ چند لمحے سوچنے کے بعد اس نے ریسیور اٹھایا۔
”یہ باس؟“ — ریسیور اٹھاتے اسی اس سے سیکر ٹھری کی آواز
سنائی دی۔

”سلام سے بات کرو:“ — ابو سجاد نے اسی طرح نرم ہجھ میں
کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ چار پانچ منٹ کے وقفے کے بعد شیعیوں کی کھنڈی ایک
پار پھر نجاح اٹھی اور ابو سجاد نے ریسیور اٹھا لیا۔
”لس:“ — ابو سجاد نے کہا۔

”سلام لائن پر ہے یا س؟“ دوسری طرف سے یک ٹریکی کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو، سلام بول رہا ہوں یا سس؟“ — چند لمحوں بعد سبی سلام کی
آواز سنائی دی۔

سلام میری بہیڈ کوارٹر بات ہو گئی ہے۔ چیف بس نے کہا ہے کہ اب اس سلسلے میں مزید کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ البتہ چیف بس نے قدشہ طاہر کیا ہے کہ کہیں وہ علی عمران یا پاکستان سیکٹ سروس ڈاکٹر زیدان کی لیساڑی ٹریس کرنے یہاں نہ آئے چنانچہ ہم پوری طرح ہوشیار رہیں کیونکہ وہ محورت میرانام اور ہوٹل کے بارے میں ہی جانتی ہے۔ باقی اسے کسی بات کا علم نہیں ہے۔ اس لئے لامحالہ یہ لوگ مجھ تک پہنچنے کی کوشش کریں گے چنانچہ اب تم اپنے پورے گردپ کو الٹ کراؤ۔ انکہ یہ

لیکسی قاہرہ کے عظیم اشان فائیو ٹارہ ہوپل رین بو کے مرکزی گیٹ کے سامنے جا کر کی تو عمران اور اس کے ساتھی لیکسی سے بچے اتر آئے۔ عمران کے ساتھ جولیا صقدر اور تنوری سے تھے۔ جولیا ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بھتی جب کہ عمران، صقدر اور تنوری کے ساتھ عقبی سیٹ پر تھا، عمران نے کرایہ ادا کیا۔ اسی لمحے دو باوردی پورٹر زنے آگے بڑھ کر ان کے بیگ اٹھاتے اور عمران اور اس کے ساتھی ان کے پیچے چلتے ہوئے ہوپل کے ہال میں داخل ہو گئے۔ ہال بیچ دیسخ اور انہیں شاندار انداز میں سجا ہوا تھا لیکن اس کی سجادوں میں مصر کا مقام زنگ نمایاں تھا۔ عمران کا پروگرام کیسٹن شکیل کو بھی ساتھ لے آئے کا تھا لیکن عین رو انگی کے وقت کیسٹن شکیل کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی تو عمران نے اسے اڑا کر کے کامبا گو کیسٹن شکیل کو بھی ساتھ لے آئے کا تھا لیکن جانے کا لیکن عمران چونکہ جاننا تھا کہ ابو شجد کا گرد پ خاصا طاقتور ہو گا کیونکہ انہوں نے مادام تاؤ کو مصر سے پاکیشی جس طرح بیہوںشی کے دوران پہنچا یا اُ

پیچھے اپنا کوئی سکیلو بھی نہیں جھپٹا تھا اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ یہ گرد پ خاصا طاقتور اور فعال ہے۔ اس لئے عمران نے چاہتا تھا کہ کیسٹن شکیل کی بیماری کی وجہ سے کوئی مسئلہ بن جانے چنانچہ اس نے اسے تسلی دے کر ہیں ٹھہرایا کہ جیسے ہی خود رت پڑے گی اسے کامل کر لیا جائے گا۔ چونکہ ان کے کمرے پہلے سے رینز رو تھے اس لئے چند لمحوں بعد ہی وہ اپنے کروں میں پانچ گئے اور پھر سامان رکھنے کے بعد وہ سب عمران کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔

”تم نے مشن کی کیلان اف ایکشن بنائی ہے؟“ — جولیا نے پیچھے ہی پوچھا۔

”جب قدرت ہی لائن نہ بنائے تو میرے بنانے سے کیا ہوتا ہے؟“

عمران نے بڑے مالوس سے بچے میں کہا۔

”قدرت نے لائن نہیں بنائی۔ کیا مطلب؟“ — جولیا کے ساتھ ساتھ صدر اور تنوری بھی عمران کی بات اور اس کا ہبھسن کر چونکہ پڑے تھے۔ دیسے انہیں ایکستو تھے صرف اتنا بتایا تھا کہ انہوں نے مصر میں اسرائیل کی سربرپستی میں کام کرنے والی مقامی تنظیم لوگانوں کے خلاف کام کرنے جانا ہے لیکن اس کے علاوہ انہیں کسی تفصیل کا کوئی علم نہ تھا۔ گواراستے میں صقدر نے عمران سے تفصیلات پوچھنے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن عمران نے اسے پلٹون نکلا یا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں اکٹھے ہوتے ہی جولیا نے سب سے پہلے یہی بات کی تھی۔

”پامسٹ تو یہی کہتے ہیں کہ میرے ہاتھ میں شادی کی لائن ہی نہیں ہے اب ظاہر ہے ہاتھوں پر لائیں قدرت ہی بناتی ہے؟“ — عمران نے اسی طرح مالوسی بھرے ہجھے میں کہا اور تنوری دلوں کے بے احتیار ہٹ

پیغام کے جبکہ صقدر مسکرا دیا۔
”گولی مارو پا مسٹوں کو، میں نے تم سے شادی کی لائی تو نہیں پوچھی؟“
جولیا نے بھنا تے ہونے لیجئے میں کہا۔

”ارے ارے پامسٹ بھی صاحب علم ہوتے ہیں اور انہمی معزز افزاد اب
یہ بات دوسری ہے کہ وہ اپنے علم سے مجھے بیچارے کے ہاتھ میں کیر نہیں بناسکتے
لیکن صرف اس قصور کی بنا پر اہنسی گولی مار دینا انہمی زیادتی ہے۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کی تم بھی بیباں اس لئے لے گئے ہو کہ ہم بیٹھے تمہاری بھی بگو اس سنتے
رہیں۔“ — تنویر جواب تک خاموش بیٹھا منہ بنارہا تھا آخر نہ رہ سکا
تو بول پڑا۔

”تم کھڑے ہو کر بھی یہ بات سن سکتے ہو، میری طرف سے پوری اجازت
ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں تم صقدر کو سناتے رہو یہ بکواس۔“
تنویر نے عصیتے لیجے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا
سر کی لکھت دروازے پر دشک ہوئی اور تنویر بے اختیار ٹھنڈ کر رک گیا جولیا
اور صقدر کے ساتھ ساتھ عمران بھی چونکہ پڑا تھا۔

”دروازہ کھلا ہے۔“ — عمران نے اوپنجی آواز میں کہا اور اس کے
ساتھ ہی دروازہ کھلا اور ایک انہمی حسین اور نوجوان مھری لڑکی اندر داخل
ہوئی۔ اس کے جسم پر لباس لفڑیا نہ ہونے کے برابر تھا۔

”میں آپ کو ٹرپ کرنے کی معافی چاہتی ہوں۔“ — لڑکی نے اندر
اکر مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں محترم، آپ جیسی خوبصورت ڈسٹریبیس کا کم از کم میں تو بُرا نہیں
مناسکتا البتہ یہ ڈسٹریبیس ذرا جلدی ہو گئی ہے کیونکہ اس خوبصورت ڈسٹریبیس
کو ٹرپ کرنے والے یہاں موجود ہیں۔ اگر آپ کچھ دیر بعد تشریف لاتیں تو بہتر
تحالہ اس دوران یقیناً یہاں پہلے سے موجود ڈسٹریبیس دور ہو چکی ہوتی اور میں
اکیدا آپ جیسی خوبصورت ڈسٹریبیس سے بغیر کسی ڈسٹریبیس سے محفوظ ہو سکتا۔“
عمران کی زبان میرٹھ کی قلنخی سے بھی زیادہ تیز پل رہی تھی اور لڑکی بے اختیار
کھلکھلا کر ہنس پڑی جبکہ تنور اور صقدر نے تو صرف ہونٹ بھینچتھے، البتہ
جولیا کا چہرہ غصے کی شدت سے تمبا اٹھا تھا۔

”آپ بے حد چسپ باقیں کرتے ہیں مژا۔“ — لڑکی نے پڑے
دلاؤیز ہیجے میں کہا۔

”پہلے تم بکو تو سہی کہ تم کون ہو اور کیوں آئی ہو۔“ — یکلخت جولیا
نے پھٹ پڑتے والے ہیجے میں کہا۔

”میرا نام صوفیہ ہے اور میں امیر سلام کا پیغمبر اے کر آئی ہوں کہ امیر آپ
حضرات سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔“ — لڑکی نے جولیا کی بات کا
پُرانیکے بغیر مسکراتے ہوئے کہا۔

”امیر سلام کو مجھے غریب کی طرف سے علیکم السلام کہہ دیجئے گا۔ پر دیس میں
غریب یہی کچھ دے سکتا ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب
دیا، اور لڑکی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”امیر سلام صفر کے بہت بڑے دیس ہیں، ان کا بچپن چونکہ پاکیشی میں گزرا
ہوئی، اس کے جسم پر لباس لفڑیا نہ ہونے کے برابر تھا۔
بے اس لئے وہ پاکیشی اور اس کے رہنے والوں کو بے حد پسند کرتے ہیں۔ یہی
 وجہ ہے کہ جب بھی گولی پاکیشی میں آتا ہے چاہے وہ کسی بھی حیثیت کا ہو

امیر سلام اس کی دعوت بھی کرتے ہیں اور ان سے ملاقات بھی کرتے ہیں۔ اپنے چونکہ پاکلیٹیاں سے آئے ہیں اس لئے میں امیر سلام کی طرف سے دعوت لے کر حاضر ہوئی ہوں۔ صوفیہ نے اس بار پوری وضاحت سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ ملاقات وہ کہاں کرنا چاہتے ہیں؟" — عمران نے پوچھا۔

"اپنے محل میں۔ پچھے ان کی خصوصی کاں موجود ہے۔ وہ اپ کے منتظر ہیں"

صوفیہ نے کہا۔

"سموی تم فی الحال فارغ نہیں ہیں۔ جب ذرا عذت ملے گی تو سوچیں گے اپ جاسکتی ہیں" — جولیا نے بُرا اسمہ بناتے ہوئے عماں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں مس جولیا! اب اتنی بھی کیا یہ مرتقاً، جب ہم یہاں آئے ہی سیاحت کی غرض سے ہیں تو امیر سلام کی دعوت کھانے اور ان سے ملاقات میں کیا حرج ہے۔ اُد بھجے دیسے بھی بھوک بھی ہوئی بھتی، چلو ایک وقت کے کھانے کا خوجہ بھی پڑھ جائے گا" — عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوئے ہوئے کہا اور جولیا کے ہونٹ مزید بچھنے لگئے۔

"شکر میستر" — صوفیہ نے کہا۔

"علی عمران — اور یہ ہیں صفتہ اور یہ جانب تنویر اور یہ ہیں مس جولیا! فڑداڑ" — عمران نے باقاعدہ تعارف کرتے ہوئے کہا۔ چونکہ ان کے کاغذات بھی اصل تھے اور انہی ناموں سے ہی انہوں نے کمرے بک کرائے تھے اس لئے عمران نے اصل نام ہی بتائے تھے۔

"ایسے تشریف لائیے" — صوفیہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور

ہڑاتے ہوئے انداز میں مرٹکر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ جولیا نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی سمجھا کہ عمران نے ہاتھ سے مخصوص اشارہ کیا اور جولیا خاموش ہو گئی۔ البتہ اس اشارے کے بعد اس کا تباہ ہوا چہرہ لیکا نت ناہمی ہو گیا سمجھا کیونکہ اشارے کا مطلب تھا کہ یہ کام بھی ان کے مشن کا حصہ ہے اس لئے شاید وہ ذہنی طور پر مطمئن ہو گئی بھتی اور عمران کے اس اشارے نے صفتہ اور تنویر کو بھی مطمئن کر دیا تھا۔

ہٹولی کے باہر واقعی سیاہ رنگ کی ایک لمبی چوڑی جہاز نہمانے مادل کی کار موجود بھتی اور ایک ہادر دی ڈرائیور بھی سماحتہ ہی موجود تھا۔ انہیں آتا دیکھ کر ہادر دی ڈرائیور نے جلد ہی سے کار کا فرنٹ سیٹ والی دروازہ کھولا۔

"اپ تشریف لے جائیں، میری ڈیکنی صرف اپ تک دعوت کا پیغام پہنچانا تھا" — صوفیہ نے مسکرا کر سمجھے پہنچتے ہوئے کہا اور جولیا سر ہلاکتی ہوئی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی جبکہ عمران، صفتہ اور تنویر عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے، ڈرائیور نے دروازہ بند کیا اور اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمبے کار ایک جھلکے ہئے اس کے بڑھی اور قابوہ کی سرکوں پر اس طرح ہموار انداز میں چلنے لگی جیسے پانی بہہ رہا ہو۔ کار کا سپشن سسٹم واقعی یہ لہر دشائی رکھتا۔ بھوڑی دیر بعد کار واقعی ایک محل نا دیسے و علیف کو کھٹکے کے گیٹ پر لہنچ گئی۔ ڈرائیور نے ہارن دینے کی بجائے کار کے اندر کوئی بیٹن دبایا تو گیٹ خود بخود کھلتا گیا اور ڈرائیور کار اندر لے گیا۔ پورچ میں کار کے رکتے ہی وہ سب خود ہی نئے اترائے کو کھٹکی واقعی انہماں شاندار اور خوبصورت بھتی۔ اس میں قیدم اور جدید تعمیر کا ملا جلا عکس نمایاں تھا۔

"میرا نام ہاشم ہے اور میں جانب امیر سلام کا خدمت کار ہوں اور ان

کی طرف سے اپ کو خوش آمدیدہ کہتا ہوں۔” — ایک مصری نے جس کے جسم پر انہمی قیمتی لباس تھا اس کے بڑھ کر ان کے سامنے رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

”واہ کیا خوبصورت مازمت ہے کہ آنے والوں کو خوش آمدید اور جانے والوں کو فدا حفظ کہا اور تنخواہ جیب میں۔ مجھے تو امیر سلام سے زیادہ آپ خوش قست نکتے ہیں ہاشم صاحب؟” — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاشم مسکرا دیا۔

”مشکریہ، تشریف لائیے؟” — ہاشم نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ انہیں ساتھ لئے ایک بڑے کمرے میں آگیا جسے شنگ روم کے انداز میں سجا یا گیا تھا۔ فرش پر انہمی دبیز ایرانی قالیں بچھا ہوا تھا۔ قیمتی صوف اور میزی موجود تھیں۔

”تشریف رکھیں امیر ایکی تشریف لارہے ہیں؟” — ہاشم نے کما اور تیزی سے واپس مرٹا گیا۔ دوسرے لمبے صوفیہ کی طرح ایک نوجوان اور تقریباً نیم عمر میں مصری لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک نقش منقش ٹڑے تھی جس میں چار خوبصورت گلاس موجود تھے۔ اس نے بڑے مددباز انداز میں ایک ایک گلاس ٹڑے سے اٹھا کر ان چاروں کے سامنے رکھا۔

”یہ رشتہ دلہار ہے؟” — لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا خوبصورت نام ہے، یہ مٹھا بھی اور دل بہار بھی، اپ کے والدین واقعی انہمی خوش ذوق واقع ہوئے ہوں گے میں رشتہ دلہار صاحبہ؟” — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی یہ اختیار ہنس پڑی۔

”میں نے رشتہ کا نام بتایا ہے، میرا نام عارف ہے؟” — لڑکی

نے بڑے دلیرانہ بیجے میں کہا اور بھر فالی ٹڑے لئے دروازے سے باہر نکل گئی۔

”کیا یہ ضروری ہے کہ تم ہر لڑکی سے مذاق کرو؟” — جو یا نے پہنچ کارتے ہوئے کہا۔

”ابھی میرے جملہ حقوق محفوظ نہیں ہوئے، جب ہو گئے تب مجبوری ہوگی۔” — عمران نے گلاس اٹھاتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔ تو جو یا نے یہ اختیار ہونہ دوسری طرف کر لیا جبکہ صقدر صرف مسکرا دیا۔ اللہ تتوڑ کے ہونٹ ایک بار بھر بچخ سے کئے لیکن وہ بولा نہیں۔ رشتہ واقعی انہمی لذت تھا اس لئے چند ملحوظ میں انہوں نے اپنے گلاس فالی کر لئے۔ اور اسی لئے دروازے کا پردہ ہٹا اور ایک بلیے قد اور ٹھوس جسم کا مصری اندر داخل ہوا۔ اس نے بھی بھری پسیں سوت پہن رکھا تھا البتہ اس سوت کے اوپر ایک ملباس اچونہ تھا جس پر سترے رنگ کے بیلی بوٹے نظر آرہے تھے۔

”السلام علیکم — ہمیں سلام کہتے ہیں؟” — آتے والے تے بڑے رعب دار بیجے میں کہا۔

”کون کہتے ہیں؟” — عمران نے بڑے سادہ سے بیجے میں پوچھا البتہ وہ بھی اپنے ساہیوں کے ساتھ ہی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

اور امیر سلام عمران کی بات سن کر پہلے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ اگ کر گزرا گیا تھا۔

”تو اپ کا نام علی عمران ہے۔ مجھے صوفیہ تے فون پر اپ کی خوش مزاجی کے ہارے میں تفصیل سے بتایا ہے۔ اپ کے دوسرے ساہیوں نے تعارف نہیں کرایا۔” — امیر سلام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرانام صقدر پسے اور یہ تنور ہیں اور یہ ہماری ساکھی مس جولیانا فرا والٹر، ہم سب کا تعلق پاکیشی سے ہے اور ہم یہاں سیاحت کی غرض سے آئے ہیں!" — صقدر نے انہائی سنجیدہ بچے میں اپنا اور باقی ساکھوں کا تعارف کرتے ہوئے کہا۔

"تشریف رکھئے" — صوفیہ نے آپ کو بتایا ہو گا کہ میرا چونکہ بچپن پاکیشی میں گزر رہے اس لئے مجھے پاکیشیا کے رہنے والوں سے دلی انس ہے لیکن مس جولیانا تو شاید سولس ہیں" — امیرسلام نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب کے بیٹھنے کے ساتھ ہی وہ ان کے سامنے صوفیہ پر بیٹھ گیا۔

"میں نے طویل عرصے سے پاکیشیا کی تحریت حاصل کر لی ہے" —

جو لیا نے جواب دیا اور امیرسلام نے اثبات میں سر بلادیا،

"ویسے مجھے آپ حضرات سے اور خاص طور پر جناب علی عمران سے مل کر بے حد سرت ہوئی ہے۔ علی عمران صاحب شاید نہ جانتے ہوں لیکن ان کے والد مس رحمن مجھے اچھی طرح جانتے ہیں" — امیرسلام نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس بار عمران بھی چونکہ پڑا۔

"ڈیڈی آپ کو جانتے ہیں" — وہ کیسے، وہ شاید آپ کے والد کو جانتے ہوں۔ آپ کی عمر تو میری حصی ہے اور ڈیڈی ابھی تک مجھے بھی نہیں جانتے، علی عمران نے کہا اور امیرسلام بے اختیار کھلکھلا کر بنس پڑا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ میرے والد آپ کے ڈیڈی کے گھرے دوست تھے اور ایک بار جب میں چھوٹا تھا اپنے والد صاحب کے ساتھ آپ کے والد سے ملنے کیا تھا۔ میرے والد پاکیشی میں بزنس کرتے تھے اور بھر والد صاحب وفات پاگئے اور میں یہاں والپس چلا آیا۔ یہاں میں نے بزنس کیا اور اج اللہ

کاشکر ہے کہ مصر میں میری بھی کوئی حیثیت ہے۔ البتہ یہاں آنے کے باوجود آپ کے والد صاحب سے فون پر اکثر بات چیت ہوتی رہتی ہے" —

امیرسلام نے تفصیلی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یکن آپ تو میرے نام سے بھی واقف نہ تھے۔ آپ نے نام کے لئے صوفیہ کا حوالہ دیا تھا پھر آپ کو کیسے معلوم ہو گیا کہ مس رحمن میرے ڈیڈی ہیں۔ کیا پاکیشی میں علی عمران نام کا کوئی دوسرا فرد نہیں ہو سکتا؟" — علی عمران نے اس بار انہائی سنجیدہ بچے میں کہا۔

"مرٹ علی عمران، آپ نے بچپن کی تصویر میرے پاس موجود ہے اور آپ کو دیکھتے ہی میری نظروں میں آپ کی تصویر اگر کیونکہ آپ کا چہرہ بالکل آپ کے بچپن کی تصویر جیسا ہے۔ معصوم اور بھولا بھالا سا، اس لئے میں نے آپ کو پہچان لیا تھا۔ اگر آپ چاہیں تو میں یہ تصویر آپ کو دکھا سکتا ہوں" —

امیرسلام نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے آہستہ سے تالی بجائی تو وہ ہی عمارف نام کی لڑکی جس نے انہیں رشتہ لاد دیا تھا فوراً ہی اندر داخل ہوئی اور رکوع کے بل جھک گئی۔

"یخیر جابر سے کہو کہ میرا پرنسل الجم یہاں لے آئے" — امیرسلام نے بڑے تحکماز پہنچے میں اس لڑکی سے کہا اور لڑکی مس رہلاتی ہوئی مرٹ کو تیزی سے کر کے سے باہر نکل گئی۔

"آپ یہاں سیاحت کی غرض سے آئے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میرے آدمی آپ کو یہاں کی سیاحت کرائیں۔ لیکن کیجئے آپ لوگ صحیح معنوں میں اس سیاحت کا لطف اٹھائیں گے" — عارفہ کے باہر جاتے ہی امیرسلام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم آپ پر بوجھ نہیں بننا چاہتے۔“ صقدر نے جواب دیا لیکن اس سے پہلے کہ امیرِ اسلام اس کی بات کا جواب دیتا، اچانک چوت پر سے چنگ کی تیز آواز سنائی وی اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس آواز کے ساتھ ہی اس کا ذہن بھی لیکھت چڑھ گیا ہو۔ پہک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں اس کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی تاریکی چھا گئی تھی۔ پھر حب اس کے ذہن میں روشنی پھیلی اور اس کی انکھیں کھلیں تو پہلے تو اس کے ذہن میں امیرِ اسلام کے اس ٹنگ روم کا ہی منظر ابھرا لیکن پھر اس کا شور جاگ اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے حلقت سے خود بخود ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ وہ ایک دسیح ہال نامکرے کے ایک ستون کے ساتھ رسول سے بندھا کھڑا تھا۔ اس کمرے میں بارہ کے قریب ستون تھے اور جولیا، صدر، اور تنور یہ جی ستوں کے ساتھ بندھے ہوئے تھے لیکن ان تینوں کی گرد نہیں ڈھلنکی ہوئی تھیں۔ عمران نے گردن گھا کر ادھر ادھر دیکھا۔ یہ ہال نامکرہ خالی تھا۔ جس حد تک عمران کو نظر اڑتا تھا اس حد میں تین لوہے کے دروازے دلواروں میں موجود تھے اور تینوں بندھتے۔ عمران کو شاید اپنے مخصوص ذہنی مدافعتی نظام کی بدلت دقت سے پہلے ہی ہوش اگیا تھا جو نکہ اس کا جسم عام سی رسیوں سے باندھا گیا تھا اس لئے اس نے سب سے پہلے ان رسیوں سے آزاد ہونے کے بارے میں سوچا اور چند لمحوں بعد ہی اس کے ناخنوں میں موجود بلیڈ تیزی سے کام دکھانے میں معروف ہو گئے اور حصورتی دیر بعد وہ رسیوں کو کاٹ کر اس قید سے آزاد ہو چکا تھا۔ اس کے باقی ساتھی چونکہ کسی ہوش کر دینے والی لگیس کے زیر اثر تھے اس لئے ظاہر ہے عام طریقے سے انہیں ہوش نہ اسکتا تھا لیکن اس کے باوجود اس نے ان کی رسیاں کھولنے کا فیصلہ

سر لیکن ابھی وہ صقدر کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ اس سے ایک بند دروازے کی دوسری طرف کھٹکا ساتھی دیا اور وہ تیزی سے مرٹا اور پنجویں کے بل دور ہوا اس دروازے کی سائیڈ میں دلوارے مگ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے کوٹ کی جیسی ٹھولیں لیکن جیسی خالی تھیں۔ اسی لمجھے لوہے کا بھاری دروازہ ایک مخصوص آواز سے کھلا اور ایک ادمی جس کے ہاتھ میں ایک نیلے رنگ کی لمبی سی بوتل تھی، اندر داخل ہوا۔ اس کے کانہ ہے سے مشین گن لٹک رہی تھی اور جسم پر عام غنڈوں جیسا لباس تھا۔

”اے یہ رسیاں۔“ اس ادمی نے اندر داخل ہو کر اس ستون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس سے عمران بندھا ہوا تھا لیکن اب وہ ستون خالی تھا اور رسیوں کا ڈھیر ستون کے ساتھ فرش پر پڑا ہوا تھا لیکن ابھی اس کے منہ سے اتنا فقرہ ہی نکلا تھا کہ عمران کسی عقاب کی طرح اس پر چھپا اور دوسرے لمجھے وہ عمران کے بازوؤں میں جکڑا ہوا تھا۔ عمران نے ایک بازو اس کی گروں کے گرد اور دوسرابازو اس کے سینے پر اس انداز میں رکھا تھا کہ اس کا وہ ہاتھ جس میں بوتل تھی وہ بھی عمران کے ہاتھ کی گرفت میں تھا اس کے ساتھ ہی عمران نے گردن کے گرد بازو کو مخصوص انداز میں جٹھکا دیا اور اس ادمی کا جسم ایک لمجھے کے لئے زور سے تڑپا مگر دوسرے لمجھے اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا اور اب وہ عمران کے بازوؤں میں جھنول رہا تھا۔ عمران نے اسے اختیاط سے نیچے لٹا دیا تاکہ اس کے کانہ ہے پر موجود مشین گن زور سے فرش سے نہ نکلے، نوجوان مر جکا تھا۔ عمران کو اس کے لئے میں خاصی محنت کرنی پڑی تھی کیونکہ وہ لوہے کا دروازہ ابھی تک کھلا ہوا تھا اور عمران نہ چانتا تھا کہ باہر کئے افراد ہیں۔ اس نوجوان کے ہاتھ میں بوتل دیکھتے ہی

وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کے لئے آیا ہے اس لئے وہ اس بوتل کو بھی فرش پر رکھ کر ٹوٹنے نہ دینا چاہتا تھا۔ نوجوان کو نیچے ٹاکر کر اس نے احتیاط سے اس کی مشین گن انٹھا۔ بوتل اس کے ماتحت سے نکال کر دہ پہلے ہی علیحدہ فرش پر رکھ چکا تھا۔ مشین گن یلتے ہی وہ تیزی سے کھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے باہر جگائی تو ایک چھپوٹی سی راہداری تھی جس کا اختتام کسی کمرے کے دروازے میں ہوتا نظر آ رہا تھا وہاں سے چند ازاد کے بولنے کی آوازیں بھی سافی دے رہی تھیں۔ عمران مشین گن ہاتھ میں لئے راہداری کی دیوار سے مگ کر آگے بڑھتا گیا۔ کمرے کے دروازے کے قریب جا کر عمران رک گیا۔ اس نے بھرپرے ہوئے دروازے کی جھری سے انکھ لگادی۔ کمرے میں دشمنی ہو رہی تھی اور وہاں تین ادمی کو صیوں پر بیٹھے ہوئے مرتاب پینتے ہیں مھروٹت تھے۔ درمیانی میز پر ایک فون ہو جو دھرا۔

”یہ باسط ابھی تک والپس نہیں لوٹا۔“ — ایک ادمی نے دسری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ لڑکی کو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ہوش میں لانے میں مصروف ہو گا۔ خوبصورت لڑکیاں تو اس کی کمزوری ہیں ارسلان۔“ — ”مرے نے ہنسنے ہوئے جواب دیا۔

”وہ اگر روپڑ دے تو میں بس کوفون کر دیں تاکہ وہ چیف بس کو لے کر یہاں آجائے۔“ — پہلے نے کہا جس کا نام ارسلان تھا اسی نے عمران نے لیکھتے دروازے کو دھکیدا اور گن لئے اندر داخل ہو گیا۔

”خبردار اور ہاتھا لو۔“ — عمران نے انہیاں کو خرت ہے میں کہا اور وہ تینوں عمران کی آواز سن کر اس بُری طرح بوکھلا کر اٹھے کہ ان میں سے دو

تو یونچے گرتے گرتے بچے۔ وہ تینوں حیرت سے اس طرح انہیں پھاڑے عمران کو دیکھ رہے تھے جیسے ان کی بینائی اچانک چلی گئی ہو۔ چہروں پر لقین نہ آنے والے تاثرات نمایاں تھے۔

”تم — تم اور یہاں۔“ — ارسلان نے کہا۔

”یہاں تمہارے ساتھی میں۔“ — عمران نے عزاتے ہوئے ہجھے میں پوچھا۔

”ہم چار ہیں مگر تم یکسے یہاں آگئے، وہ باسطہماں گیا۔“ — ارسلان نے لا شعوری طور پر حجاب تو دے دیا لیکن اس کے فقرے کا آخری حصہ بتا رہا تھا کہ وہ اب ذہنی طور پر حیرت کے اس جھٹکے کے اثر سے نکل آیا ہے۔ باقی ساتھیوں کے ہاتھ بھی تیزی سے جیپ کی طرف رینگے ہی سختے کہ مشین گن کی ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ ہی کرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ اس ادمی کے علاوہ باقی دونوں اس کے ساتھی اب فرش پر پڑے ذبح ہونے والے جانوروں کی طرح تڑپ رہے تھے جبکہ ارسلان بوکھلا کر سچھے دیوار سے جا گئا تھا۔

”ہاتھ اٹھا کر دیوار کی طرف منہ کر لو دردہ۔“ — عمران کا ہجھہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔ ارسلان بوکھلانے اور خوفزدہ آواز میں مردا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر دیوار پر رکھے اور دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا۔

”خبردار حرکت نہ کرنا“ میں ہرف تمہاری تلاشی لوں گا۔“ — عمران نے اسی طرح سخت ہجھے میں کہا اور صرف تلاشی کا سُن کر ارسلان کا تنا ہوا جسم قدر ڈھیلا پڑ گیا۔ عمران ایک ہاتھ میں گن پکڑے آگے بڑھا اور دسرے لمبے اس کا ہاتھ بھلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کی مرطی ہوئی انکھی کا کہ ارسلان کی کنپٹی پر پوری قوت سے پڑا اور وہ چھپتے ہوا مختلف سمت میں پہلو کے بل یونچے گرا ہی

تحاکم عمران کی لات گھومنی اور وہ ایک لمحہ تڑپ سر ساکت ہو گیا۔ عمران نے گن کانڈھے سے لٹکائی اور جھک کر اسے سیدھا کر کے اس کی شیق چیک کرنے لگا۔ درسے لئے اس کا ہاتھ چھوڑ کر وہ تیزی سے درسے دروازے کی طرف بڑھ گیا گول اسلام نے اسے بتا دیا تھا کہ یہاں دہی چاروں ہی لینی تین وہ اور چوتھا وہ باسط جوان ہمیں ہوش دلانے آیا تھا اور اس بات کو سُن کر عمران نے مٹین گن استعمال کر دی تھی لیکن پھر بھی وہ احتیاط چکنگ کر لینا چاہتا تھا۔ یہ ایک چھوٹی سی کٹھی تھی اور جھوڑی دیر بعد عمران نے ساری کٹھی چکیں کر لی۔ اس میں واقعی اور کوئی موجود نہ تھا۔ عمران جیسے ہی واپس اس کمرے میں داخل ہوا جس میں دو لاشیں اور اسلام بھیکش پڑا تھا، میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی لیکھتی بج اٹھی۔ عمران نے اگے بڑھ کر دلیسیور اٹھایا۔

”ارسلام سپیکنگ“ — عمران نے اسلام کی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ لہجہ اس نے مودباز رکھا تھا۔

”کیا بات ہے اسلام؟ تم نے فون نہیں کیا حالانکہ میں نے کہا تھا کہ ان کے ہوش میں آتے ہی فون کرتا۔“ — درسی طرف سے انتہائی غصیل آواز سنائی دی اور عمران اس کی آواز سننے ہی پہچان گیا کہ درسی طرف سے دہی امیرسلام بول رہا ہے۔

”میں آپ کو فون کرنے ہی والا تھا کہ آپ کی کال اگنی باس وہ ہوش میں آچکے ہیں۔“ — عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم ایسا کرو کہ انہیں خوبیں لگا کر دوبارہ بھیکش کر دیکن خیال رکھنا وہ مر نہ جائیں۔ چیف بس ایم کام کے سلسلے میں صروف ہے۔ وہ جیسے ہی فارغ ہو گا اسی وقت ہم آجائیں گے۔ یہ خطرناک لوگ ہیں۔ اس لئے اس دوران ان کا ہوش

میں رہتا خطرناک ہو گا۔“ — درسی طرف سے کہا گیا۔

”انداز اکتنی دیر کے لئے انہیں بھیکش رکھنا ہو گا بآس۔“ — عمران نے پوچھا۔

”چیف بس جس کام میں صروف ہے وہ پرہیز کب ختم ہو، بہر حال چار پانچ گھنٹے تو نگہ بھی جائیں گے اور ہو سکتا ہے اس سے بھی زیادہ لگ جائیں۔“ درسی طرف سے سلام نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ریسیور کھا اور پھر جھک کر اس نے اسلام کو اٹھا کر کانڈھے پر لادا اور تیزی سے اس کرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کے ساتھی ابھی تک ستوفن کے ساتھ پیغمبیر کے عالم میں بندھے ہوئے تھے۔ عمران نے اسلام کو ایک طرف لٹایا اور پھر فرش پر رکھی ہوئی بوتل اٹھا کر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل کا ڈھنکا کھول کر باری باری تینوں کی ناک سے لگایا اور پھر ڈھنکنا بند کر کے اس نے بوتل ایک طرف رکھ دی۔ چند لمحوں بعد اس سے تینوں ساتھی ایک ایک کر کے ہوش میں آئے۔ وہ حیرت سے انکھیں پھاڑے ماخول کو دیکھ رہے تھے۔

”یہ۔ یہ ہم کہاں آگئے ہیں۔“ — جو لیا نے حیرت پھرے لجھے میں کہا۔

”امیرسلام کی دعوت کھانے، یہاں اس کی دعوت گاہ ہو گا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اگے بڑھ کر اس نے جو لیا کے جسم کے گرد موجود ریسیاں کھولنا مردی کروں۔

”مگر امیرسلام کو یہ سارا چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی؟“ — صدقہ نے حیران ہوئے کہا۔

”اس نے دراصل ہمیں اپنے محل میں بلا کرہ سماری شناخت پڑھ کر ایسے ہے۔“

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جولیا رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو گئی۔ اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں فرش پر ڈھیر ہو چکی تھیں۔

”تم باقی سا یقینوں کو کھولو میں ذرا اس ارسلان سے انڑا لیو کر لوں۔“ —
عمران نے رسی چینچ کر ہاتھ پر لپٹتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس رسی کے گھٹے سے فرش پر ہیوٹش پڑتے ہوئے ارسلان کے بازو عقب میں باندھے اور پھر اس کے پیروانہ ہنخ میں مصروف ہو گیا۔ اس دوران صقدر اور تنویر بھی ازاد ہو گئے۔
”بامہر کتنے ادمی ہیں؟“ — تنویر نے آزاد ہوتے ہی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”ادمی تو نہیں ہیں البتہ لاشیں پڑتی ہوئی ہیں۔ اس کے باوجود تم اور صقدر باہر جا کر نگرانی کر سکتے ہو کیونکہ زندہ ادمی کسی بھی وقت پہنچ سکتے ہیں۔“ —

عمران نے ارسلان کے پیروانہ ہنخ کے بعد سیدھا کھڑا ہوتے ہوئے کہا اور صقدر اور تنویر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

”میں بھی باہر جا رہی ہوں، یہاں مجھے گھٹن سی محسوس ہو رہی ہے۔“ —
جو لیما نے بھی ان کے پیچے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں صریلادیا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ کیس کے اثرات ختم ہونے کے بعد قدرتی طور پر ما جوں میں گھٹن کا احساس ہوتا ہے۔

عمران نے جھک کر فرش پر پڑتے ارسلان کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے بستہ کر دیئے تو چند لمحوں بعد ہی ارسلان کے جسم میں حرکت پیدا ہوتے لگ ک گئی۔ جب حرکت قدرتے تیز ہوئی تو عمران نے ہاتھ چھوڑتے اور ایک بار پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ارسلان نے کراہتے ہوئے انکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اسی نے لاشوری طور پر اٹھنے کی کوشش کے لئے جسم کو سینا مگر

پھر بندھے ہونے کی وجہ سے اس کے صرف گھٹنے مرڑ کے، وہ اٹھنے سکا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے پیر اٹھا کر مخصوص انداز میں اس کی گردن پر رکھ کر اسے گھا بایا تو ارسلان کے منہ سے خر خراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اور اس کا بندھا ہوا جسم پہلے تیزی سے ترٹ پا اور پھر ڈھیلنا پڑ گیا۔ اس کا چہرہ انہماں تیز رفتاری سے بگڑتے لگا اور انکھیں اور پر کو چڑھ کیں۔ عمران نے پیر کو چھوڑا سا والپس کر دیا تو ارسلان کا چہرہ جس رفتار سے بگڑنے لگا تھا اسی رفتار سے نارمل ہونے لگ گیا۔

”سنوا ارسلان،“ میرے پیر کی معمولی سی حرکت تمہیں زندگی کے سب سے ہولناک عذاب میں مبتلا کر دے گی۔ اس لئے رشتافت سے بتا دو کہ امیر سلام نے ہمیں کیوں پکڑا ہے اور اس کا کس تنظیم سے تعلق ہے۔ میرا وعدہ کہ اگر تم نے تعاون کیا تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا۔“ — عمران نے انہماں سر دہجے میں کہا۔

”مم، مم مجھے نہیں معلوم... پپ پپ پانی...“ —

رسلان نے کہنا شروع ہی کیا تھا کہ عمران نے پیر کو دوبارہ گھما دیا اور ارسلان کی آواز دوبارہ خر خراہٹ میں بدلتی ہے۔ اس کی حالت یک لخت انہماں خراب ہو گئی تھی۔ عمران نے پیر کو ایک بار پھر واپس گھما دیا۔

”اب اگر تم نے نہیں کا لفظ استعمال کیا تو پھر پیر واپس نہیں آئے گا۔“ عمران نے سر دہجے میں کہا۔

”پپ پپ پانی دے دو، میں سب کچھ بتا دیتا ہوں، پانی دے دو۔“ —

رسلان نے گھٹکھیا تے ہوئے ہجھے میں کہا۔

”چھلے بتاؤ، پھر پانی ملے گا۔“ — عمران نے سر دہجے میں کہا۔

”بب بب بتاؤ ہوں، خدا کے لئے مجھے اس ہولناک عذاب سے بچاؤ“

میں سب کچھ بتا دتا ہوں؟ — ارسلان نے رک کر کہا اور عمران
تے پیر اس کی گردن سے بٹا کر فرش پر رکھ دیا۔ ارسلان تیزی سے ملیے بلے
سانس لینے لگا۔

"بولو ورنہ" — عمران نے پیر اٹھاتے ہوئے کہا。
"بہاتا ہوں، بتاتا ہوں۔ اوه یہ کیسی تکلیف ہے۔ مجھے ایسے محسوس ہوا
ہے جیسے میرے جسم کی ایک ایک رگ ٹوٹ رہی ہو، بتاتا ہوں" —
ارسلان نے انہائی خوفزدہ ہجھے میں کہا۔

"میں نے تمہاری تقریر سننے کے لئے پیر نہیں بٹایا سمجھے، بولو ورنہ" —
عمران کا ہجھہ اور زیادہ سر دھو گیا۔

"سلام ہمارا باس ہے۔ ہمارا گروپ سلام گروپ کہلاتا ہے اور ہمارا
چیف بس ابو بخش ہے۔ سلام گروپ ابو بخش کے سخت کام کرتا ہے۔ باس سلام
نے کئی روز سے حکم دے رکھا تھا کہ پاکیشی سے آنے والے مسافروں کی چینگ
کی جائے خاص طور پر وہ ایک آدمی علی عمران کو ٹریس کرنا چاہتا تھا" پھر
تم لوگ ایک پورٹ پر چنچے۔ چینگ پر تم میں سے ایک آدمی کا نام علی عمران
ظاہر ہوا۔ تمہارا تاقبہ کیا گیا اور تم ہو ٹول رین بوجھ کئے۔ باس سلام کو
اطلاع دی گئی تو اس نے کہا کہ جن لوگوں کی اسے تلاش ہے وہ کبھی اپنے
اصل نام سے نہیں اسکتے اس لئے تمہاری چینگ خود میں ہے چنانچہ باس
تے تمہیں رہالش گاہ پر بلایا۔ جب اس کی تسلی ہو گئی کہ تم واقعی درہی لوگ
ہو تو تمہیں بیہو شس کر کے یہاں بھجوادیا گیا۔ باس چاہتا تھا کہ پہلے چیف
باس کو بلا کر اس کی تسلی کرادے کہ اس نے واقعی درست آدمی پکڑے
ہیں پھر تم لوگوں کو ہلاک کیا جائے۔ اس لئے تمہیں بیہو ش رکھا گیا۔ پھر باس

کافون آیا کہ تمہیں ہوش میں لایا جائے اور جب تمہیں ہوش آ جائے تو
اسے فون پر اطلاع دی جائے تاکہ وہ چیف باس کو ساختے ہے یہاں پہنچ
جائے۔ چنانچہ باسط کو تمہیں ہوش میں لانے کے لئے بھیجا گی نیکس پھر
نجانے کیا ہوا کہ تم اچانک دہال آگئے" — ارسلان اس طرح بولتا
گیا جیسے ٹیپ ریکارڈ آن ہو گیا ہو۔

"اب تمہارا باس سلام دہیں اپنی رہالش گاہ پر ہے جہاں اس نے ہیں
بلایا تھا" — عمران نے ہوتے چھاتے ہوئے پوچھا۔

"وہ بس کی ذاتی رہالش گاہ نہیں ہے۔ وہ ابو بخش کی رہالش گاہ ہے۔
باس نے اسے صرف تم لوگوں پر رعب ڈالنے کے لئے استعمال کیا تھا۔ بس
کی رہالش گاہ تو رباڑا روڈ پر گردہ ہمیڈ کوارٹر میں ہے" — ارسلان نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہارا باس بوجھا تو تنظیم سے متعلق ہے؟" — عمران نے
پوچھا۔

"بوجھا تو کوئی تنظیم ہے۔ میں تو یہ نام تمہاری زبان سے پہلی بار سن
رہا ہوں" — ارسلان نے چونکہ کہا تو عمران سمجھ گیا کہ اس کو
واقعی معلوم نہیں ہے۔

"رباڑا روڈ پر یہ ہمیڈ کوارٹر کہا ہے اور اس کا فون نمبر؟" —
عمران نے پوچھا۔

"مرخ رنگ کی عمارت ہے بھتری روٹ رباڑا روڈ پر" — ارسلان
نے جواب دیا اور ساختہ ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔

"او۔ کے تم نے چونکہ تعاون کیا ہے اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑ

رہا ہوں لیکن تم اسی طرح بندھے رہو گے۔ اگر اپنے آپ کو کھول سکے تو زندہ پنج جاؤ گے درتہ... — عمران نے سرد ہیجے میں کہا اور دروازے کی طرف مرٹنے لگا۔

”خداء کے لئے، خدا کے لئے میں ترطیب ترطیب کر مر جاؤ گا، خدا کے لئے مجھے آزاد کر دو۔“ — ارسلان نے لیکنخت گھاگھیائے ہوئے ہیجے میں کہا۔

”سوری، میں نے صرف زندہ چھوڑنے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ میں پورا کر رہا ہوں۔“ — عمران نے سرد ہیجے میں کہا اور تیزی سے واپس دروانے کی طرف مرٹا اور چند محوی بعد وہ را بداری کو کراں کرتا ہوا اس کرے میں آگیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران نے میز پر رکھا ہوا رسور اٹھایا اور تیزی سے ارسلان کے بتائے ہوئے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیتے۔

”لیں ہیڈ کوارٹر۔“ — رابطہ قائم ہوتے ہی آواز سنائی دی۔

”ارسلان بولی رہا ہوں، باس سے بات کراؤ۔“ — عمران نے ارسلان کے ہیجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے ہولڈ ان کرو؛“ — دوسری طرف سے کہا گیا اور چند محوی کی خاموشی کے بعد سلام کی آواز سنائی دی۔

”کیا بات ہے ارسلان، کیوں فون کیا ہے؟“ — سلام کی تیز آواز سنائی دی۔

”باس ان میں سے ایک ادمی نے بیہوں ہونے سے پہلے کہا ہے کہ اس کا تعلق بوجگانو تنظیم سے ہے اور اگر ہم تے انہیں کچھ کہا تو بوجگانو تنظیم کا قہر ہم پر ٹوٹ پڑے گا۔ باس یہ بوجگانو تنظیم کو نسی تنظیم ہے۔“ — عمران نے

حیرت بھرے ہیجے میں کہا۔

”وہ بکواس کر رہا ہے۔ بوجگانو تنظیم کے خاتمہ کے لئے تو یہ لوگ آئے ہیں۔ یہ بوجگانو تنظیم کے ادمی یکسے ہو سکتے ہیں۔ تم انہیں مسلسل بیہوں رکھو، اب میں چیف بس کے ساتھ صبح کو ہی اؤں گا تمہاری طرف اور پوری طرح محاط رہنا۔“

سلام نے تیز ہیجے میں کہا۔

”مگر بس بوجگانو تنظیم کو نسی تنظیم ہے میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں۔“ — عمران نے انہیکی حیرت ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

”تم اپنے کام سے کام رکھو۔“ — دوسری طرف سے تیز ہیجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سالس لیتے ہوئے ریسیور کھٹک دیا۔

”تو یہ اندرون جو ادمی موجود ہے اسے اٹ کر۔“ میں نے اس نے اسے زندہ چھوڑ دیا تھا کہ ایک تو یہی نے اسی سے وعدہ کیا تھا اوسرا میں اس کی دلی ہوئی معلومات کو چیک کرنا چاہتا تھا۔ وہ جس طرح بندھا ہوا ہے وہ کبھی اپنے آپ کو نہ کھول سکے گا اور ترطیب ترطیب کو مر جائے گا۔ آزاد ہم اسے کر نہیں سکتے درتہ وہ ہمارے متعلق سب کچھ بتا دے گا۔“ — عمران نے کہا اور تنویر پر

ہلاتا ہوا تیزی سے اس کرے کی طرف پڑھ گیا۔

”یہ امیر سلام کون ہے؟“ — صفائدر نے پوچھا اور عمران نے چونکہ کر صفائدر کی طرف دیکھا اور ہر اس تے مختصر طور پر انہیں اپنے مشن کی تفصیلات بتا دیں۔

”اوہ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا اصل طاری گٹ بوجگانو تنظیم ہے اور یہ لوگ اس کے گروپ ہیں۔“ — جو یا نے کہا۔

"ہاں، یہاں بوجگانو کا اصل اُدمی ابو بندجہ ہے اور یہ سلام گروپ بھی اس کے تحت ہی ہے۔ اب یا تو یہ ابو بندجہ ہی بوجگانو کا چیف ہے یا بہر حال اسے تنظیم کے متعلق ضرور معلومات حاصل ہوں گی۔" — عمران نے کہا،
"ہم اس سلام کے ذریعے ابو بندجہ تک پہنچ سکتے ہیں؟" — صقدر

"نہیں۔" — ہم براہ راست بھی ابو بندجہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ ارسلان نے مجھے بتایا ہے کہ جس محل میں ہمیں لے جایا گیا تھا وہ دراصل ابو بندجہ کی ہی رہائشگاہ ہے اور ہم پر رعب ڈالنے کے لئے ہاں لے جایا گیا تھا اور ابو بندجہ کسی اہم کام میں حصہ نہ سے اس لئے یہاں نہیں آ سکتا اب وہ صبح کو آئے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ رات کو جب بھی فارغ ہو گا پہلے اپنی رہائشگاہ پر جائے گا اور چونکہ وہ اصل اُدمی ہے اس لئے ہمیں بجا تے اوہ را اُدھر لکریں مارنے کے پہلے اس پر ہی ہاتھ دالنا چاہیے۔ گو اس کا ایک اڈہ ہو گیا پلیک ٹار مجھے معلوم ہے لیکن اس اڈے کی نسبت ہم اسے رہائشگاہ پر اُسانی سے کوئی کرسکتے ہیں۔"
عمران نے تفصیلی طور پر بات کرتے ہوئے کہا۔ اس دوران تنور بھی والپس اُکر کھڑا ہو گیا تھا۔ عمران نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے مخصوص انداز میں گردان ہلاوی اور عمران سمجھ گیا کہ وہ ارسلان کا کام تمام کر آیا ہے۔

"یہاں میک اپ باکس ہوں گے، ہم نے میک اپ کے سیدھا اس محل میں جانا ہے۔" — عمران نے کہا،

"ہاں، ہم نے ایک کمرے کی الماری میں دیکھا ہے۔"
صقدر نے کہا اور دروازے کی طرف مرڑا گیا۔

"وہ سلام بھی اپ مطمئن ہو گا کہ ہم یہاں پہنچو ش پڑے میں اس لئے ہمیں

اور زیادہ اُسانی ہو جائے گی۔" — عمران نے کہا اور جو لیٹا نے سر بلہ دیا۔

حڪوٽری دیر بعد صقدر دو بڑے بڑے میک اپ باکس لئے والپس آیا اور عمران نے اپنا اور اپنے سا سختیوں کا میک کر نامشروع کر دیا۔ اپ وہ ایکریمین سے دہاں گیرا ج میں انہیں ایک کار بھی مل گئی اور حڪوٽری دیر بعد وہ کوچھ سے مخصوص نے کہا۔

جہاں انہیں جہاں بنائے جایا گیا تھا۔

سفید رنگ کی کار محل کے پورچ میں رکی اور ابو بجاد دروازہ کھول کر
پہنچے اتر آیا۔ اس کے چہرے سے تھکادٹ کے آثار نمایاں تھے۔ اس وقت رات
بہت ہو چکی تھی، وہ تیر تیر قدم اٹھانا آئیک کمرے میں پہنچا اور بھر ایک کرسی پر
اس طرح ڈھیر بھوکیا جیسے بے حد تحکم کیا ہو۔ اسی ملئے ایک طازم اندر داخل
ہوا اس کے ہاتھ میں ایک واٹلیس فون پیس تھا۔

”جناب سلام کی کمال ہے۔“ — ملازم نے انہائی مودبازہ بجھے
میں کہا۔

”ادہ اچھا۔“ — ابو بجاد نے چونکہ کمرے کی کیونکہ یہاں
فون پیس لے لیا۔

”ہیلو ابو بجاد بول رہا ہوں۔“ — ابو بجاد نے اپنے مخصوص نرم بجھے
میں کہا۔

”باس، میں سلام بول رہا ہوں۔ میں سہ پہر سے آپ کی والپسی کا منتظر

تھا۔“ — دوسری طرف سے سلام نے انہائی مودبازہ بجھے میں کہا۔
”میں پیٹنگ“ میں بُری طرح پھنس گیا تھا۔ اب فارغ ہوا ہوں لیکن تم
کیوں منتظر تھے، خیریت؟“ — ابو بجاد نے کہا۔
”باس، میں نے سیکرٹ مردیں کے گردپ کو اس علی عمران سمیت گرفتار
کر لیا ہے۔“ — دوسری طرف سے سلام نے کہا اور ابو بجاد چونکہ پڑا۔
”پاکیشی سیکرٹ مردیں کے گردپ کو — وہ یکسے، کب آیا تھا یہ گردپ،
کہاں ہے وہ؟“ — ابو بجاد نے تیز بجھے میں پوچھا۔

”باس، آپ کے حکم پر میں نے پورے قاہرہ میں اپنے گردپ کو الٹ کر دیا
تھا۔ بھر مجھے اطلاع ملی کہ پاکیشیا سے آنے والی فلاٹ سے ایک سولس نژاد
عورت اور تین پاکیشی مددقاہرہ پہنچے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام علی عمران
ہے۔ وہ ہوٹل رین بو میں بھرپرے تھے۔ ان کے کمرے وہاں پہنچے سے بک تھے۔
میں شش دریچھ میں پڑا گیا کہ اگر یہ واقعی اصل اُدمی میں تو انہیں اصل نام
سے نہ کہا چاہیے تھا کیونکہ ایسے لوگ اصل ناموں سے کام نہیں کرتے۔ اس
لئے میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی اور علی عمران ہو۔ ہوٹل رین بو میں چونکہ
کھلے عالم کوئی کارروائی نہ ہو سکتی تھی اس لئے میں نے بطور امیر سلام اپنی
ایک عورت کو بھیج کر انہیں دعوت دی اور انہیں آپ کے محل میں لا یا گیا کیونکہ یہاں
ایسے انتظامات موجود ہیں کہ اگر یہ اصل اُدمی ہوں تو ان پر فوری قابو پایا جا سکتا
تھا۔ بہر حال یہاں میں بطور امیر سلام ان سے ملا اور بھر میں تے باتوں ہی باتوں
میں معلوم کر دیا کہ علی عمران اصلی ہے۔ میں نے جان بوجھ کر اس کے والد کا نام
لیا تاکہ اصل بات سامنے آسکے اور میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ بھر میں نے
انہیں مخصوص گیس فائر سے بہو شکریا اور اپنے خفیہ اٹے پر بھجوادیا۔ اب

مجھے آپ کا انتظار تھا تاکہ آپ مجھی ان سے بات چیت کر کے تسلی کر لیں کہ واقعی
یہ اصل گردب ہے لیکن آپ میٹنگ میں مصروف تھے چنانچہ میں نے آپ کے
لیے سرخ سے کہہ دیا تھا کہ جیسے ہی آپ ائم ممحون اطلاع دی جائے۔ اب یہ لوگ
خفیہ اڑے پر یہوش موجود ہیں۔ اگر آپ فوری طور پر ان سے ملنا چاہیں تو میں
کار لے کر آجائیں آپ کے پاس: — سلام نے کہا۔
”فی الحال تو میں بے حد تھکا ہوا ہوں۔ اگر تم چاہو تو بے شک انہیں بلاک
کرو یا اگر چاہو تو پھر صبح تک انتظار کرو تب میں جا کر ان سے گفتگو کروں گا:
ابو بجادنے کہا۔

”ٹھیک سے پاس۔ صبح تک انتظار کیا جاسکتا ہے۔ میں نے اپنے ادمی کو
بھی صبح کا ہمدردی دیا تاکہ انہیں مسلسل یہوش رکھا جائے کیونکہ آپ کی میٹنگ
جس طرح طویل ہو گئی تھی اس سے میں نے بھی اندازہ لگایا تھا کہ آپ شاید رات
گئے تک فارغ ہی رہوں: — سلام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”ٹھیک ہے انہیں یہوش رکھو، یہ سیکرت سروس کے لوگ انہیں
خطرناک ہوتے ہیں۔ صبح میں ان سے ہزار ملوں گا: — ابو بجادنے کہا
اور ہم دیا کر اس نے رابطہ اف کیا اور فون پسیں ایک طرف مودبنا انداز میں
کھڑے ملازم کی طرف بڑھا دیا اور ملازم کے جانے کے بعد کافی دیر تک انکھیں
بند کئے کرسی پر بیٹھا رہا پھر ایک طویل سالس لے کر اٹھا اور آہستہ آہستہ چلما ہوا
کرے سے باہر رہا میں آگئا۔ یہاں ایک ملازم موجود تھا۔

”میں خواب گاہ میں چاہا ہوں، باباہاشم سے کہو کہ سازے کے میری خواب گاہ
میں آجائے: — ابو بجادنے ملازم سے کہا اور خود اسی طرح آہستہ آہستہ
قدم اٹھاتا عمارت کے مزید اندر ونی حصے کی طرف بڑھ گی۔ تھوڑی دیر بعد وہ

ایک انہیں خوبصورت انداز میں سمجھی ہوئی خواب گاہ میں پہنچ چکا تھا۔ اس نے
ڈریسینگ روم میں جا کر پہلے لباس تبدیل کیا چھر نائب سوٹ پہن کر وہ جب
ڈریسینگ روم سے پاہر آیا تو ایک سفید دار الحی والہ بوڑھا ہاتھ میں ایک قدیم
مصری ساز اٹھائے بڑے مودبنا انداز میں کھڑا تھا۔

”بابا میں اُج بہت تھک گیا ہوں، اس لئے تمہیں بلایا ہے کہ تم ہمیشہ میری
تحکماٹ دور کر دیتے ہو: — ابو بجادنے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے
برڑھ کر ایک اڑام کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ابھی دور ہو جائے گی آپ کی تحکماٹ: — بڑھنے مسکراتے
ہوئے جواب دیا اور پھر ایک طرف قائم پر بیٹھ کر اس نے ساز کو درست کرنا
مژدوع کر دیا۔

چند لمحوں بعد کرے میں اس ساز کی خوبصورت وہن سنی دینے لگی اور
ابو بجاد کی انکھیں خود بند ہو گئیں۔ باباہاشم کافی دیر تک ساز بجانا رہا، پھر
اس نے ساز بجانا بند کر دیا اور دیے قدموں دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے
معلوم تھا کہ ابو بجاد اب کھری نیند سوچ کا ہے۔ اب جب وہ بیدار ہو گا تو اس کی
تحکماٹ دور ہو چکی ہو گی۔

”تم جا رہے ہو باباہاشم: — اپنک ابو بجاد کی آداز نافی دی اور
باباہاشم جو دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا یہ لخت تھنک کر دک گیا۔

”آپ سوئے نہیں تھے: — باباہاشم نے مرت کر حیرت بھرے
لیجے میں کہا۔

”نہیں، اُج بنجنے کیوں مجھے نیند نہیں آئی: — ابو بجاد نے
کرسی سے آٹھ کر لبتر پر دراز ہوتے ہوئے کہا اور باباہاشم نے سر بلائے ہوئے

"ٹھیک ہے، میں خود اُرہا ہوں۔ تم نے اچھا کیا کہ مجھے کال کر دیا، یہ معاملہ انتہائی خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔" — ابوالنجد نے تیز ہجھے میں کہا اور ریسیور کر کر وہ لبتر سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تم جاؤ بابا ہاشم، مجھے پہلے یہ اہم مسئلہ نہ مٹانا ہو گا۔" — ابوالنجد نے تیز ہجھے میں بابا ہاشم سے کہا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا زیر دروم کی طرف بڑھ گیا۔

حسم شد

دوبارہ اپنی جگہ سنبھالی اور ایک بار چھر کمرہ اسی خوبصورت دھن سے گونج اٹھا۔ بابا ہاشم واقعی اپنے فن کا ماہر تھا۔ اس دھن کی وجہ سے کمرے میں جیسے مد ہوشی کا تاثر پیدا ہوتا جا رہا تھا۔ کہ اچانک فون کی تیز کھنٹی بچ اٹھی اور ابوالنجد یہ آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید ناخوشگواری کے تاثرات ابھرائے تھے۔ بابا ہاشم نے بھی ساز بجانا بنہ کر دیا تھا۔ ابوالنجد نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔

"کیا آقت طوٹ پڑی ہے تم پر؟" — اس بار ابوالنجد کا ہجھہ انتہائی سخت اور جھٹپٹھلیا ہوا تھا۔

"جا بر بول رہا ہوں پاس، محل کی عقبی طرف سے چار افراد کا گروپ محل کے اندر را فل ہوا تھا۔ یہ چاروں ایکر بھی ہیں۔ ان میں سے ایک عورت اور تین مرد ہیں۔ وہ بلیوروم تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے تھے کہ چیکنگ رین کی زد میں اگئے چنانچہ میں نے فوری کارروائی کی اور ان چاروں کو کردم آرن فائر سے بیہوکش کر دیا ہے۔ ان چاروں کے پاس سے انتہائی خطرناک اسلحہ بھی برآمد ہوا ہے اس لئے میں نے سوچا کہ اپنے طریق توبہوں گے لیکن یہ بہر حال ایم جنسی مسئلہ تھا اس لئے میں نے اپنے کو کال کیا ہے۔ اب اپنے حکم دیں۔" — دوسری طرف سے ایک مودب بانہ آواز سنائی دی۔

"چار ایکر بھی، ایک عورت، تین مرد اور یہاں میری رہائش گاہ میں اسلحہ سمیت، اور دیری بیٹھ، یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں، کہاں ہیں اس وقت؟" ابوالنجد نے انتہائی صیرت بھرے ہجھے میں کہا۔

"میں نے انہیں زیر دروم میں کریوں پر جکڑ دیا ہے۔" — جابر نے جواب دیا۔

عمران سیر نیز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز اڈ و پھر

بُوگاٹو

(حصہ دوم)

مصنف — منظہر کلیم ایم اے

ابونجید — مصرا سب سے معروف غندہ۔ اس نے اپنی قید میں آتے ہوتے عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے کیا سلوک کیا ہے؟ کیا اس نے انہیں ہلاک کر دیا یا یا ہے؟

ابونجید — بُوگاٹو کا سب سے بڑا ایجنت — جسے بالآخر عمران کے ساتھ دوستی کرنی پڑی ہے کیوں یا کیا وہ اس کے لئے مجبوہ کر دیا گیا تھا۔ یا یا ہے؟ انہتائی چیز انچیز سچوشن۔

بُوگاٹو — جس کے انہتائی خفیہ ہیڈ کوارٹر میں جب عمران اپنے ساتھیوں کی نظروں کے سامنے ہزاروں ٹنزوں ریت کے نیچے دب گیا اور عمران کے ساتھی سواتے بے لہی سے ہونٹ کاٹنے کے اور کچھ بھی نہ کر سکے کیا عمران کا انجام یہی ہونا تھا یا ہے؟

بُوگاٹو — ہیڈ کوارٹر کا وہ کمرہ جس میں عمران کے ساتھی موجود تھے اور چھت سے گولیوں کی پارش ہو رہی تھی کیا عمران کے سب ساتھی ان گولیوں کا شکار ہو گئے ہے؟

عبدالناصر — بُوگاٹو کا پیاسار اور طاقتور چیف — جس نے ہیڈ کوارٹر میں انہتائی ماہرائہ انداز میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا باقاعدہ

شکار کیا اور ہے؟

* وہ لمحہ — جب چولیا کو معلوم ہوا کہ عمران صرف مادام تاؤ کا انتقام لینے کے لئے سب کچھ کر رہا ہے تو اس کا رد عمل کیا ہوا۔ چیز انچیز رد عمل۔

کیا عمران اور اس کے ساتھی بُوگاٹو ہیڈ کوارٹر تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے یا ہے؟

انہتائی تیز رفتار ایکشن

لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوتے ڈرامائی واقعات

عمران اور اس کے ساتھیوں کی بے پناہ جدوجہد پر بنی ایک ایسی کہانی ہے جو یادگار حیثیت کی حامل ہے

ایکشن، سپس اور ذہنی صلاحیتوں کی مسلسل اور بھروسہ جنگ انہتائی دلچسپ اور منفرد انداز میں لکھا گیا ہنگامہ خیز اڈ و پھر

شائع ہو گیا ہے،

یوسف برادر پاک گیر ط ملائی